[illegible]

[illegible] 4 - 3

[illegible] 1 - 2

88 - 0 - 0

12 - 10 - 0

75 - 6 - 0

[illegible]

Royal Book Depot

8 - 0 - 0

13 - 0 - 0

15 - 0 - 0

4 - 8 - 0

14 - 0 - 0

10 - 8 - 0

2 - 14 - 0

8 - 0 - 0

5 - 0 - 0

7 - 2 - 0

[illegible]

سلسلہ نمبر ۸ جلد ۴ ۱۹۳۱ء

کرنی کا پھل

اسرار و سراغرسانی کا حیرت انگیز ناول

اس سلسلہ میں حسب ذیل بھی ملاحظہ فرمائیے

عو ظلمات ۔ انصاف ۔ آزادی وغیرہ

مصنف
ای فلپس آپنہیم

مترجم
تیرتھ رام فیروزپوری

لال برادرس

۷۔ پارسنز روڈ۔ نولکھا لاہور

آہوجہ پرنٹنگ ورکس انارکلی لاہور میں باہتمام منشی رحیم بخش پرنٹر چھپا

قواعد خریداری

۱- اس سلسلہ کی مستقل خریداری کی سالانہ قیمت عہ ہے جو ہمیشہ بذریعہ منی آرڈر- یا وی پی پیشگی آنی چاہیے۔ ماہوار یا ششماہی کا کوئی حساب نہیں- وصول شدہ روپیہ کسی حالت میں واپس نہ ہوگا۔

۲- خریداری ہر نئے ناول سے شروع ہو سکتی ہے لیکن قیمت بہرحال ایک سال کی اکٹھی وصول کی جائے گی- اور اس کے عوض بارہ ماہوار پرچے (یا ان پرچوں کے مجموعے) بھیجے جائیں گے۔

۳- سابقہ ادا کردہ قیمت کا حساب ختم ہونے پر اگر نئی قیمت کے آغاز سے پہلے خریدار کی طرف سے یہ اطلاع موصول نہ ہو کہ وہ آئندہ اس سلسلہ کی خریداری جاری رکھنا نہیں چاہتا تو اس کو بونافائڈ آرڈر سمجھ کر نیا پرچہ مزید سالانہ قیمت کے لئے وی پی روانہ خدمت ہوگا- جس کو وصول کرنا ہر ایک خریدار کا اخلاقی فرض سمجھا جائے گا۔

۴- ہر ایک پرچہ بالعموم مہینہ کے وسط تک شائع ہو جاتا ہے- اور تمام خریداروں کے نام باقاعدہ اور بڑی احتیاط کے ساتھ روانہ ہوتا ہے۔ ممکن ہے چند پرچے رستہ میں ضائع ہو جائیں- لیکن اس صورت میں عدم رسی کی اطلاع اسی مہینہ کے اندر اندر آجانی چاہیئے- بہترین صورت یہ ہے کہ مہینہ کی ۲۰ تاریخ تک انتظار کر کے اگر اس وقت تک پرچہ وصول نہ ہو- تو ایک اطلاعی خط اس دفتر کے نام روانہ کر دیا جائے- اس مہینے کے گذر جانے پر عدم رسی کی شکایت قابل قبول نہ ہوگی سوائے غیر ملکی خریداروں کے جو آئندہ ماہ کی پانچ تاریخ تک شکایت روانہ کر سکتے ہیں۔

(باقی دیکھو سرورق صہ ۳)

جب سے تو اس جگہ آیا ہے میں تیری ہر ایک حرکت کو دیکھ رہی ہوں۔" اور اس کے بعد اپنے ساتھیوں کو مخاطب کر کے "اے کیا سنتے ہو؟ یہ آدمی سویا بالکل نہیں۔ وہ تمہاری ہر ایک بات سنتا رہا ہے وہ جاسوس ہے ..."

درجن بھر مختلف آوازیں وحشی حیوانوں کی چنگھاڑ سے ملتی ہوئی مردوں اور عورتوں کے منہ سے نکلتی سنائی دیں اور وہ سب جوش میں بھر کر اس کی طرف دوڑے کرسیاں گریں۔ میزیں الٹتی سنائی دیں۔ اور اس طوفان بے تمیزی میں وہ عورت جو مخبری کرنے کے لئے کھڑی ہوئی تھی۔ فرش زمین پر گر کر پاؤں تلے دب گئی۔

اس مہلت سے فائدہ اٹھا کر سٹیفن تھانٹن غائب ہو گیا!

باب-۱۴

رازِ سربستہ

۱

جیسا کہ ہونا چاہئے تھا۔ ال آف السٹن کا جنازہ بڑی دھوم دھام سے اٹھا۔ بڑے بڑے نامی مدبر۔ امیر۔ وزیر اور سیاست دان ماتمی گاڑیوں میں خاندانی قبرستان تک گئے۔ حتےٰ کہ بادشاہ سلامت کی طرف سے بھی ایک قائمقام شریک ہوا اور ایک بڑے نامی اسقف نے اس درد انگیز پیرایہ میں نماز جنازہ پڑھائی کہ حاضرین میں ایک آنکھ خشک نہ رہی۔ ایک آدمی بھی بے رحم قاتل کے برخلاف غصہ کی تیز لہر محسوس کئے بغیر نہ رہ سکا جس نے ایک ایسے نامی امیر۔ ایسے مشہور مدبر اور خلق عامہ کے ایسے فیاض محسن کی زندگی کا پیش از وقت خاتمہ کر دیا تھا۔

اور جب آخر کار لارڈ السسٹر کا نازونعم سے پلا ہوا جسم سپرد خاک ہو چکا۔ جب سانس ہوا میں مل گیا۔ اور مٹی مٹی میں مل چکی تو خلقت کی ہمدردی اور رحم کے احساس نے غصہ اور جوش کی صورت اختیار کرنی شروع کی۔ ہر شخص کے منہ پہ یہ ایک فقرہ تھا کہ جس طرح ممکن ہو قاتل کو خواہ وہ انگلستان میں یا دنیا کے کسی دور افتادہ حصہ میں ضرور گرفتار کر کے کیفر کردار کو پہنچانا چاہیئے۔ ورنہ پولیس کا شہرہ خاک میں مل جائے گا۔ اور اس کا اثر و رسوخ ہمیشہ کے لئے جاتا رہے گا رہ گیا یہ سوال کہ قاتل کون تھا۔ تو گو اس کے متعلق شروع میں کئی طرح کے خیالات ظاہر کئے جاتے تھے۔ تاہم جب نیلسن فرار ہو گیا۔ اور اس کے بعد عرصہ دراز تک غائب اور عادم پتہ رہا۔ تو ہر شخص کے دل میں یہ گمان درجہ یقین حاصل کرنے لگا کہ اصلی قاتل یہی تھا۔ اسی کو پانا اور گرفتار کر کے سزا دلانا واجب تھا۔

شروع میں سکاٹ لینڈ یارڈ والے اس کی حراست کے بارہ میں بہت پرامید تھے۔ خیال کیا جاتا تھا کہ نیلسن کی گرفتاری چند گھنٹوں۔ زیادہ سے زیادہ چند دنوں کی بات ہے۔ کیونکہ اس کے فرار کا حال فوراً معلوم ہو جانے کی وجہ سے وہ بچ کر کہاں جا سکتا تھا؟ چنانچہ سی۔ آئی۔ ڈی کے افسر برطانیہ کے ہر ریلوے سٹیشن پر اور ہر ایک بندرگاہ میں مسافروں کی نگرانی کر رہے تھے۔ اور چونکہ نیلسن کا حلیہ ان کے پاس تھا۔ اس لئے گمان یہ تھا کہ وہ خواہ کتنا ہی بھیس بدلے ان کی نظروں سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔ پھر اس کے علاوہ پولیس کی ایک جمعیت شب و روز نالودے میں اس مکان کے گرد پہرہ دیتی تھی۔ جہاں اس کی شادی شدہ بہن رہا کرتی تھی۔ نیلسن کا حلیہ ہر ایک تھانہ میں موجود تھا اور تار برقی کے ذریعہ یہ حلیہ برطانیہ کے ہر حصہ میں مشتہر کر دیا جا چکا تھا۔ اس کا ایک تازہ فوٹو اس کے اسباب میں پڑا ہوا مل گیا۔ وہ حیرت انگیز قلیل عرصہ میں اس کی نقلیں چھاپ کر ہر جگہ تقسیم کر دی

گئیں۔ ان حالات کو دیکھتے ہوئے، کون تھا جو پولیس کی امیدوں کو غلط قرار دے سکتا؟

لیکن ایک دن گذر گیا۔ پھر دو۔۔۔ اور اس کے بعد تین۔ مگر نیلین کا پتہ نہ ملنا تھا۔ نہ ملا۔ جنازہ کا دن بھی آیا اور گذر گیا۔ اور اس کے ایک دن بعد یعنی جس روز لارڈ کلیبون اور تھارنٹن ایک دوسرے کو ملے تھے۔ ایک نیا اشتہار لندن کی ہر ایک دیوار اور ہر ایک پوسٹر بورڈ پر چسپاں نظر آنے لگا۔ معلوم ہوا لارڈ کلیبون نے اپنے دوست سے مشورہ کر کے اپنی مرضی سے ایک ہزار پونڈ کا انعام فلپ نیلین کی گرفتاری کے لئے مشتہر کر دیا۔

یہ اس دن کی صبح کا ذکر ہے۔ جب وہ تھارنٹن کے ساتھ متصل گرین روڈ پر میری وارڈ کا جنازہ دیکھنے گیا تھا۔ اس سہ پہر کو وہ جب مکان پر واپس آیا۔ تو نوکر نے اطلاع دی کہ بیگم صاحب اپنے کمرہ میں آپ سے ملنا چاہتی ہیں۔

وہ سیدھا اس طرف کو ہو لیا۔

۲

سیاہ رنگ کی کریپ کا ماتمی لباس پہنے وہ اسکو آتا دیکھ کر اٹھ کے کھڑی ہو گئی اور اس وقت اس کی قامت کی درازی اور اندازِ اس چہرہ کی شوکت دیکھ کر اس کا بیٹا بھی جو آنے والی جنگ کے لئے تیار ہو کر آیا تھا۔ احساس تعریف کو ظاہر کئے بغیر نہ رہ سکا۔ وہ ایک بے حد خوبصورت عورت تھی۔ پینتالیس سال کی عمر میں وہ بہت سی کمسن اور جوان عورتوں پر فائق معلوم ہوتی تھی۔

لارڈ کلیبون کو ہمیشہ سے اپنی ماں کی ذات پر فخر تھا۔ اس کے بارہ میں اور کیا احساس اسکو تھے۔ اس کا صحیح حال خود اسکو بھی معلوم نہ تھا۔ باپ کی موت تک ان کے تعلقات ایسے ہی تھے جیسے اعلیٰ درجہ کی سوسائٹی میں ماں اور بیٹے کے ہو سکتے ہیں۔ کم از کم ایک بات وثوق کے ساتھ کہی جا سکتی ہے۔ یعنی ان میں کبھی

کسی مسئلہ پر اختلاف رائے نہ ہوا تھا۔ اس وقت جب وہ بند کمرہ کی دھندلی روشنی میں ماں کے روبرو کھڑا تھا تو عارضی طور پر یہ خیال بالکل ہی اس کے دل سے مٹ گیا کہ یہ خاتون اس کی ماں ہے۔ وہ اس کو ایک ہستی پر اسرار تصور کرنے لگا جس کو بعض اس طرح کے راز معلوم تھے جنہیں وہ اس کے روبرو ظاہر کرنا نہ چاہتی تھی جن کے بارہ میں اسکو اسے برابر کا حصہ دار بنانا منظور نہ تھا۔

سلام و دعا کی قسم سے کوئی جملہ کسی کے منہ سے نہ نکلا۔ وہ آنش دان کے ایک طرف ماں کے سپید مرمری چہرہ کو تیز متجسس نظروں سے دیکھتا اور اس کے غیر فطری سکون کی تہ تک پہنچنے کی کوشش کرتا سر کہ جبیں مگر سیدھا اور پر رعب کھڑا تھا۔ ایک لمحظہ کے لئے لیڈی السٹن نے اپنی خوشنما اور سیاہ آنکھیں اس کے چہرہ کی طرف پھیریں اور اس کے باریک ہونٹ مضبوطی کے ساتھ بند ہو گئے اس کے بعد آہستگی سے دلکش ادا کے ساتھ وہ اپنے سایہ کو سمیٹ کر اسی آرام کرسی پر گر گئی جس سے اس کی آمد کے وقت اٹھی تھی۔

"کیا آپ نے مجھ کو یاد فرمایا تھا؟" آخر کار لارڈ کلیپون نے پوچھا۔

"ہاں" اس نے جواب دیا "اور میں اس آمد کا شکریہ ادا کرتی ہوں"

بیٹے نے شانوں کو حرکت دی۔

"شکریہ کی حاجت نہیں۔ میں خود ہی آپ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتا تھا۔ فرمائیے کیا آخر کار آپ نے سب حال مجھ سے بیان کرنے کا فیصلہ کر لیا؟"

"نہیں" اس نے جواب دیا۔ "اس کے علاوہ کونسے حالات ہیں جو میں تم سے بیان کر سکتی ہوں؟ دراصل میں نے ایک اور مطلب کے لئے تم کو بلایا تھا۔"

"مجھے یہ سن کر افسوس ہوا۔ معاف کیجیے میرا اس سوال کے بارہ میں کہ آپ کونسے حالات مجھ سے بیان کر سکتی ہیں۔ اتفاق رائے نہیں۔ میرا دل کہتا ہے کہ آپ اگر

چاہیں تو میرے والد۔ اپنے شوہر کی ہلاکت کا راز بآسانی ظاہر کر سکتی ہیں۔"

"بیٹا یہ تمہاری غلطی ہے۔" ماں نے جواب دیا۔ "میں کسی طرح کے حالات سے واقف نہیں ہوں۔"

"لیکن اگر ہوتیں تو کیا ظاہر کر دیتیں؟"

"افسوس نہیں" اس نے جواب دیا۔ "اس لئے کہ میں انتقام کی خواہش نہیں رکھتی۔ کاش تم بھی ایسا کر سکتے۔"

لارڈ کلیبیون نے اپنے جی میں اس بات کا فیصلہ کر لیا تھا کہ خواہ کچھ ہو۔ جوش میں آکر بر ہمی پیدا نہ کروں گا۔ اور اس نے اس پر عمل کیا۔ گو۔۔۔ بڑی مشکل سے۔

"معاف کیجئے" اس نے غصہ ضبط کر کے کہا۔ "میں بذات خود انتقام کا بھوکا نہیں۔ میں فقط انصاف چاہتا ہوں۔ لیکن۔۔۔" اس نے رکتے ہوئے کہا "میرے خیال میں آپ نے محض اس بحث کے لئے مجھ کو طلب نہ کیا تھا۔ ضرور کوئی اور بات ہو گی جس کے لئے آپ نے مجھ کو حاضر ہونے کا حکم بھیجا تھا۔"

"بے شک تھی۔ دراصل میں نے سنا تھا کہ تمہاری طرف سے ایک بڑی انعام اس مقصد کیلئے مشتہر کیا گیا ہے کہ اس ذریعہ سے ملین پکڑا جائے" لارڈ کلیبیون نے فقرہ پورا کیا۔ "بے شک میں نے اس کی گرفتاری کے لئے ایک ہزار پونڈ کا انعام مقرر کیا ہے۔"

لیڈی السٹن نے ایک پنکھا اٹھا کے اس طرح آگے کر لیا کہ اس کی پشت پر اس کا چہرہ بالکل نظر نہ آتا تھا۔ اس کے بعد

"بیٹا تم نے بڑی دانائی کی۔" اس نے کہا۔ "تم کو اچھی طرح معلوم ہے کہ ملین اس جرم کا مرتکب نہ ہو سکتا تھا"

اس کے برعکس" لارڈ کلیبیون نے جواب دیا۔ "میرا خیال ہے کہ اس کا اس واقعہ سے ضرور کوئی تعلق تھا۔ گو میں یہ نہیں کہتا کہ وہ قاتل تھا۔۔۔ شائد وہ نہیں تھا۔ مگر میں اس حقیقت کو نظر انداز نہیں کر سکتا کہ وہ اس کے راز سے ضرور واقف ہے"

"یعنی... کس کے راز سے؟"

"والد کی ہلاکت کے۔"

"اور تم اس کو گرفتار کر کے اظہار حقیقت پر مجبور کرنا چاہتے ہو؟"

"یہی میرا ارادہ ہے۔"

"بالفرض اس کو انکار ہو؟"

بے اعتباری کا تبسم لارڈ کلیبیون کے ہونٹوں پر نمودار ہوا۔

"پھر اس کی دوا قانون ہے۔" اس نے جواب دیا۔

اس کے بعد خاموشی چھا گئی۔

دفعتاً ایک تیز حرکت کے ساتھ وہ اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ اور اس سے پہلے کہ وہ اس کے ارادہ سے واقف ہو سکتا۔ اس کے روبرو دو زانو ہو کر بیٹھ گئی۔ اسکی آنکھیں اشک آلودہ تھیں اور چہرہ پر آثار تشنج پلٹے جاتے تھے۔ اپنے ہاتھوں سے اس نے لارڈ کلیبیون کے گھٹنوں کو پکڑ لیا۔ اس کی حالت ناکامی شکست اور مایوسی ظاہر کرتی تھی۔ لارڈ کلیبیون کو اس تبدیلی سے بڑی حیرت ہوئی

"برنارڈ" وہ کہنے لگی۔ "خدا کے لئے میری بات سنو میں تم سے درخواست کرتی ہوں۔ میں تم کو خبردار کرنا چاہتی ہوں کہ تمہاری اپنی اور میری... ہم دونوں کی بہتری اسی میں ہے کہ اس معاملہ کو یہیں تک رہنے دیا جائے۔ محکمہ پولیس کے افسر اس بارہ میں تحقیقات کر رہے ہیں۔ ان کو ایسا کرنے دو۔ کیونکہ یہ مجبوری ہے۔ لیکن خدا کے لئے تم آپ ان کے مددگار نہ بنو ان کے ہاتھوں کو مضبوط بنانے کے عوض تم کو چاہیئے کہ اگر کوئی طریقہ ممکن ہو تو ان کو حقیقت حال معلوم کرنے سے روکو۔ تم کو چاہیئے ان کو کوئی مدد نہ دو اور جو انعام تم نے مشتہر کیا ہے اسے واپس لے لو۔ افسوس تم نہیں جانتے کہ اس کا نتیجہ کیا ہو گا۔ تم نہیں جان سکتے۔ کیونکہ یہ اس سے بہت گہرا معاملہ ہے

جتنا تم سمجھتے ہو۔ کیا تم نے کبھی اس سوال پہ غور کیا ہے کہ تمہارے والد کے قتل کا اصلی باعث کیا تھا؟ اس خیال کو دل سے نکال دو کہ اسے تھوڑی سی نقدی کے لئے ہلاک کیا گیا تھا۔" پھر ہاتھ ملتے ہوئے "افسوس! افسوس! یہ باتیں میری جان لیوا ہونگی میں ان کے اثر سے زندہ نہ بچوں گی۔"

لارڈ کلیبون نے اس کو اٹھانے کی کوشش کی۔ مگر وہ اس جگہ سے ہلنے کی بجائے وہیں اس کے پاؤں سے لپٹی جاتی تھی۔ اس کی یہ حالت زار دیکھ کر بیٹے کی اپنی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ ہر چند وہ ضبط عظیم کا مالک تھا تو بھی ماں کی بیکسی کو دیکھ کر متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔

بڑی دیر تک اس کو اٹھانے کی بے سود کوشش کے بعد اس نے کہا۔ "ماں اگر واقعی ان کا قتل روپیہ کی خاطر نہیں ہوا تو پھر اصلی بھید کیا تھا؟ کیا تم اس کا جواب دے سکتی ہو؟"

"میں اس کا جواب دے سکتی ہوں۔" لیڈی لسٹن نے کہا۔ "مگر دنیا نہیں چاہتی ان حالات کو ظاہر کرنے سے پہلے بہتر ہوگا کہ میں یہیں تمہارے قدموں میں اپنی جان ضائع کر دوں۔"

"تو کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی گہرا راز اس کی تہ میں کام کرتا ہے۔ جو تم کو معلوم ہے؟"

"افسوس پورا حال مجھ کو بھی معلوم نہیں۔ تاہم میں اندازہ کر سکتی ہوں۔"

"باتیں... محض باتیں" لارڈ کلیبون نے بے صبری کا اشارہ کر کے کہا۔

ماں نے حسرت آمیز آنکھوں سے دیکھا۔ اس کے بعد کہنے لگی۔

"برنارڈ۔ جو میں کہنا چاہتی ہوں اسے غور کے ساتھ سن۔ آج سارا عالم تیرے باپ کا مداح ہے۔ اخباروں میں پبلک کی تقریروں میں... غرض ہر جگہ اس کی بڑائی

سنی جاتی ہے۔ کل کا وعظ تجھ کو یاد ہو گا۔ کس طرح پادری صاحب نے اسکو ہر طبقہ اور ہر درجہ کے لوگوں میں بطور نمونہ پیش کیا تھا۔ یعنی ایک دیانت دار۔ باایمان اور پابند مذہب عیسائی کی حیثیت میں۔ اب میں جو بات کہنا چاہتی ہوں یہ ہے کہ اگر کوئی شخص آج اٹھ کر یہ کہنا شروع کرے کہ وہ ان اوصاف کا مالک نہیں تھا۔ وہ اسکی زندگی کا کوئی داغ سیاہ نمایاں کرے جو اس وقت تک پوشیدہ ہے۔ اور اس کی بنا پر لوگوں کو پختہ یقین دلائے کہ وہ حقیقت میں اس کے برعکس تھا۔ جیسا انہوں نے سمجھا۔ اور اس کے بعد محض اس آدمی کے انکشاف پر لوگ اس کی سب بھلائیاں بھول کر اس کے نام پر سر کھپرنا شروع کر دیں تو... میں تجھ سے دریافت کرتی ہوں۔ ایسے آدمی کے بارہ میں تو کیا خیال کرے گا؟"

"میں؟ ... میں ایسے آدمی کو ملعون۔ مردود۔ کور نفس... بلکہ اس سے بھی زیادہ گردن زدنی کہوں گا۔" لارڈ کلیبین نے جوش میں بھر کر جواب دیا۔

"آہ۔ اگر ایسا ہے تو باز آ۔ برنارڈ اب بھی اپنی ہٹ سے باز آ۔ مبادا تو ہی وہ آدمی ثابت ہو۔"

"میں! اپنے باپ کی برائیاں ظاہر کرنے والا؟"

"اس لئے کہ ممکن ہے تم اس کی موت کا راز تحقیق کرنے کی کوشش میں اس کے عہد ماضی کے بعض ایسے حصوں کو روشنی میں لے آؤ۔ جن کی تشریح کرنے والے ہونٹ اب سرد ہیں۔ جن کی جواب دہی کرنے والی زبان اب ایسا کرنے سے معذور ہے۔ اور جو ممکن ہے تشریح اور جواب دہی کے بغیر اس کی یاد کو لائق احترام بنانے کی جگہ قابل نفرت بنانے میں مدد دیں۔ ... ٹھیرو۔ مجھ کو بات ختم کرنے دو۔ اور جو میں کہنا چاہتی ہوں سنو۔ تم اس کی شہرت کے محافظ اور نیک نامی کے وارث ہو۔ خبردار کوئی حرکت ایسی تم سے سرزد نہ ہو جو اس شہرت کو بدنامی۔ عزت کو

ذلت اور یاد نیک کو لعنت میں بدل دے!"

اس کی آواز رفتہ رفتہ تیز ہونے لگی تھی۔ حتے کہ ہلکے بھرائے ہوئے لہجہ سے شروع ہو کر وہ خاتمہ کے قریب پرجوش، بارعب اور دل ہلا دینے والی تقریر میں بدل گئی بیٹے نے ایک قدم ہٹ کر دہشت آمیز نظروں سے اس کی طرف دیکھا بیگم کے چہرہ پر جوش مجذوبیت کے آثار نمودار تھے۔ اور آتش دان کے شعلے اس پر سرخی اور چمک پیدا کر رہے تھے۔

دبی ہوئی گلوگرفتہ آواز سے آخر کار اس نے کہا۔

"ماں شاید تو خواب کی باتیں کرتی ہے۔ میرا باپ ان عیبوں کا مالک! وہ جس کی زندگی کھلی کتاب کے طور پر پبلک کی نظروں میں تھی۔ جس کی داستان حیات کا کوئی واقعہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ اس کے لئے بعد از مرگ یہ کہنا اس کی توہین ہے۔ یہ اس کی یاد نیک کی توہین ہے!"

بڑی آہستگی سے وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ اور اس کے ایما ایک ایک قدم چلتی اندھیرے کی طرف گئی۔ لارڈ کلیڈن کی آنکھیں حیرت کے انداز سے اس کا پیچھا کرتی رہیں۔ آخر کار وہ جب پلٹی تو ایک چھوٹی سیاہ رنگ کی کتاب اس کے ہاتھ میں تھی۔

"برنارڈ" اس نے واپس آکر کہا۔ "ضد کرنا بچوں اور عورتوں کا کام ہے۔ تم کو لازم تھا میرے اشارہ کو کافی سمجھتے۔ مگر افسوس میں دیکھتی ہوں۔ کوئی ذریعہ تمہارے دل کو مطمئن کرنے کا نہیں ہے۔ خیر اب سنو۔ یہ میرے ہاتھ میں انجیل ہے۔ اور میں اس کی قسم کھا کر کہتی ہوں کہ جو کچھ میں نے بیان کیا ہے۔ اس کا ہر ایک لفظ صحیح ہے اگر اب بھی تم اپنی ہٹ سے باز نہ آؤ گے اور اس تحقیقات کو جاری رکھو گے تو یاد رکھو نتیجہ اس کے سوا کچھ نہ ہو گا کہ تم جس کی موت کا انتقام لینا چاہتے ہو اس کی یاد ہمیشہ

کے لئے برباد کر دو گے۔ میں نہیں کہتی کہ اس نے اپنی عمر میں دیدہ و دانستہ کوئی ایک گناہ بھی کیا تھا۔ نہیں میں اس کو برا نہیں کہتی۔ میرے کہنے کا مطلب صرف یہ ہے کہ اگر تم نے کوشش جاری رکھی تو اس کی زندگی کے بعض ایسے حالات ظاہر ہو جائینگے جو اس کی زندگی کا صرف ایک پہلو ہوں گے۔ یعنی ناتمام نامکمل اور ناقابل تشریح کیونکہ دوسرا پہلو وہ تھا جو اس کی زندگی کے ساتھ ہی رخصت ہو گیا۔ اس لئے تم جو کچھ کرو گے اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ اس کا گناہ یا وہ فعل جو گناہ کا مترادف نظر آتا ہے۔ وہ تو ظاہر ہو جائے گا۔ مگر اس کی صفائی نہ تم پیش کر سکو گے۔ نہ کوئی اور۔ بس یہ امر واقعہ ہے اور میں پھر ایک بار قسم کھا کر کہتی ہوں کہ اس میں رتی بھر جھوٹ نہیں۔"

لارڈ کلبینون نے جواب دینے سے پہلے ایک لحظہ تامل کیا۔ اس کے بعد وہ کہنے لگا۔ کچھ بھی ہو میں اس حقیقت کو جو آپ کو معلوم ہے دریافت کرنا چاہتا ہوں اس کے بعد میں اپنے آپ اس پر غور کر لوں گا۔ کم از کم آپ کو اپنی معلومات کے اظہار میں تامل نہ ہونا چاہیئے۔"

وہ پھر ایک بار کرسی پر بیٹھ گئی۔ اور ایک دبی ہوئی چیخ کے ساتھ دونو ہاتھوں سے منہ چھپا لیا۔

"افسوس میں بیان نہیں کر سکتی۔" اس نے کراہتے ہوئے کہا "میں کسی حال میں بیان نہیں کر سکتی۔"

"مگر آپ کو کرنا پڑے گا۔ کیونکہ صورت انکار میں۔۔۔"

"تم اپنی تحقیقات جاری رکھو گے؟"

"ضرور!"

اس نے کچھ جواب نہ دیا۔ اور کئی منٹوں تک کمرہ میں گہری خاموشی چھائی رہی اس کے بعد لارڈ کلبینون نے دفعتاً چونک کر گردن اٹھائی۔ اور اس اونچی پشت

کی کرسی کو جس کے ساتھ وہ لگ کے کھڑا تھا ایک طرف کو ہٹا دیا۔

"بہت اچھا میں جاتا ہوں" پھر اس نے کہا۔ "اگر آپ اس سے زیادہ کوئی حال بیان نہیں کر سکتیں تو مجبوری ہے۔"

وہ دروازہ کی طرف چلا گیا۔ لیڈی السٹن خاموش رہی۔ اس نے ہنڈل پر ہاتھ رکھا۔ وہ پھر بھی خاموش رہی۔ مگر اس کے بعد جب وہ دروازہ کھول کر باہر جانے لگا تو اس نے اسے آواز دی مگر اب اس کا لہجہ کمزور۔ دبا ہوا اور اس سرسراتی آواز سے ملتا تھا جو بہت دور سے آتی ہو لارڈ کلیپون چلتا چلتا ٹھیر گیا۔ اس کی ماں آتشدان کا سہارا لیئے ہوئے کھڑی تھی۔ اس کا چہرہ سنگ مرمر کی طرح سپید تھا۔

گلوگرفتہ آواز میں وہ بمشکل تقریر کرتے ہوئے کہنے لگی۔

"برنارڈ یاد رکھ یہ محض تیرے اصرار کا نتیجہ ہے۔ کہ میں بیان کرتی ہوں اس لئے آئندہ کسی زمانہ میں مجھکو برا نہ کہنا۔ ادھر آ میرے پاس ... اور آگے..."

۳

وہ اس کے پاس آگے کھڑا ہو گیا ماں نے اس کے کوٹ پہ ہاتھ رکھ کے تشنجی انداز سے اس کا منہ اپنی طرف کھینچا۔ حتے کہ اس کا کان لیڈی السٹن کے ہونٹوں کے پاس پہنچ گیا۔

اس کے عجیب وغریب انداز سے خوف زدہ ہو کر لارڈ کلیپون نے بے صبری کے ساتھ کہا۔ "اس جگہ کون ہے جو تمہارے الفاظ سن لے گا؟"

مگر جواب دینے کی پروا کئے بغیر ماں نے اپنے ہونٹ بیٹے کے کان سے لگا دیئے۔ شروع میں انہوں نے بڑی آہنگی کے ساتھ حرکت کی مگر اس کے بعد الفاظ بڑھتی ہوئی تیزی رفتار سے مری ہوئی آواز میں خارج ہونے شروع ہوئے۔ آخر کار وہ تھم گئی اور اس کے بعد خوفزدہ اور سہمی ہوئی ایک قدم پیچھے ہٹ کر ان لفظوں

کا اثر دیکھنے لگی۔ لارڈ کلبینون کا چہرہ سپید کھچا ہوا اور ہیبت ناک تھا اور پسینہ کے بڑے بڑے قطرے اس کے پیشانی پر نمودار تھے۔ یقین اور بے اختیاری کی جدوجہد میں آخرالذکر ہی کو غلبہ ہوا اور اس نے پرجوش لفظوں میں ماں کی تردید کی کوشش شروع کی۔ پہلے وہ سنتی رہی۔ اس کے بعد بے رحم ہونٹوں نے پھر ایک بار حرکت کی۔

گہری خاموشی پھر اس کمرہ میں چھا گئی۔ ایک اس طرح کی خاموشی جس کو لیڈی السٹن کی دبی ہوئی سسکیوں کی آواز ہی تھوڑی تھوڑی دیر بعد منقطع کرتی تھی۔

یہ اس کے ٹوٹے ہوئے دل کی آواز تھی!

باب - ۱۵

تھارنٹن کی تحقیقات

۱

آدھی رات کا وقت تھا کہ سٹیفن تھارنٹن نے گراسوینر سکوئر میں لارڈ السٹن کے مکان پر دستک دی اور جب نوکر حاضر ہوا تو اپنے دوست لارڈ کلبینون سے ملنے کی خواہش ظاہر کی۔ نوکر نے فوراً ہی اسکو نچلی منزل کے ایک چھوٹے سے کمرہ میں پہنچا دیا۔ جہاں اس کے چند منٹ بعد اس کا دوست بھی آ پہنچا۔

تھارنٹن ایک صاف و سادہ۔ بے جوش طبیعت کا آدمی تھا۔ اور اس کی قوت مشاہدہ بہت تیز نہ تھی۔ اس کے باوجود وہ لارڈ کلبینون کو اندر آتے دیکھ کر مضطربانہ اٹھا اور حیرت آمیز لہجہ میں کہنے لگا۔

"میرے دوست آپ کا چہرہ اتنا زرد کیوں ہے؟ اس طرح کی حالت میں آپ کو کبھی کا بستر پر لیٹ جانا چاہیئے تھا۔ کاش مجھ کو خبر ہوتی۔ پھر میں اپنی آمد کو کل

پر ملتوی کر دیتا۔ افسوس ہیں بے وقت چلا آیا۔"

لارڈ کلیبون نے ایک کرسی پر گرتے ہوئے سر کو حرکت دی پھر کہا۔

"آپ نے بہت اچھا کیا کہ آ گئے۔ میں آپ ہی کا منتظر تھا۔ میرے لئے سارے حالات سنے بغیر آرام کرنا محال ہوتا۔ فرمائیے۔ آپ نے کیا کیا معلوم کیا؟"

"اس کا ذکر میں عنقریب آپ سے کروں گا۔ پہلے برانڈی اور سوڈا منگائیے۔ میں سیدھا وائٹ چیپل سے آیا ہوں۔"

"بہتر ہے"

لارڈ کلیبون نے بجلی کی گھنٹی کا بٹن دبایا اور جب اس کے لئے برانڈی اور سوڈا آ گیا تو تھارنٹن نے دو گلاس پر کر کے ایک آپ پیا۔ اور ایک اپنے دوست کو پیش کیا۔

"نہیں۔ نہیں۔ آپ کو ضرور پینا پڑے گا۔" تھارنٹن نے لارڈ کلیبون کے انکار پر اصرار کیا۔ "ذرا اپنی صورت دیکھئے۔ چہرہ زرد۔ ہونٹ نیلے اور بدن کا ہر ایک حصہ کانپتا ہے۔ کیا کوئی نیا واقعہ پیش آیا یا کیا ہوا؟"

"میں اچھا نہیں ہوں اس کے سوا کوئی بات نہیں۔"

اس نے گلاس لے کر منہ سے لگایا اور پی گیا تھا۔ تھارنٹن نے اپنا سگار کیس نکال کے ایک اس کو پیش کیا۔

"اس کو پیجئے۔ امید ہے فائدہ کرے گا۔۔ بس اب حالت اصلاح پہ آنے لگی ہے شروع میں جب میں نے آپ کو دیکھا تو ڈر گیا تھا مگر اب حالات سنئے سب سے پہلے تو یہ میری خوش نصیبی ہے کہ اس وقت زندہ اور صحیح سلامت آپ کے روبرو بیٹھا ہوں۔ کیونکہ رانزنگ سن کے شرابخانہ میں ان لوگوں نے مجھ کو مخبر یا جاسوس سمجھ کے جان ہی سے مار ڈالنے کی کوشش کی تھی۔ وہ تو کہئے زندگی تھی کہ

بچ گیا۔"

"آہ!" لارڈ کلیبون کے منہ سے نکلا جس کے بعد تھارنٹن نے سلسلہ بیان جاری رکھتے ہوئے کہا "میں نے کچھ تھوڑی سی کامیابی اسی جگہ رہ کے حاصل کی ہے۔ جو عرض کرتا ہوں۔ سب سے پہلے تو میں نے اس آدمی کا نام تحقیق کر لیا ہے۔ جس نے اس عورت کے دفن کا خرچ ادا کیا۔ اور اس کے جنازہ کے ساتھ گیا تھا۔ دیکھئے یہ اس کا نام اور پتہ ہے وکٹر ڈافورجٹ کریون سٹریٹ" اور یہ کہتے ہوئے اس نے کاغذ کا ایک پرزہ جس پہ یہ سب کچھ لکھا ہوا تھا۔ اس کے سامنے میز پر ڈال دیا۔

لارڈ کلیبون نے پرزہ کاغذ ہاتھ میں لے لیا۔ اور سر کے اشارہ سے ہاں کہی

"اس سے دوسرے درجہ پہ جو بات میں نے دریافت کی۔ یہ ہے کہ واردات قتل معمولی نہ تھی۔ دراصل اس کی تہ میں کوئی گہرا راز چھپا ہوا تھا۔ واردات کی رات کو جو تین آدمی اس عورت سے ملنے گئے تھے۔ ان کے بارہ میں تاحال کوئی خاص بات معلوم نہیں ہوئی۔ البتہ اتنا تحقیق ہوا ہے کہ وہ بھی معمولی آدمی نہ تھے۔ میں نے ابھی تک اس بارہ میں کوئی خاص تفتیش نہیں کی تاہم میرا خیال ہے کہ سکاٹ لینڈ یارڈ نے ضرور کی ہوگی۔"

اس نے اپنے دوست کے چہرہ کی طرف دیکھا۔ بظاہر اس کو اندیشہ تھا کہ اس کے لئے یہ باتیں تسلی بخش ثابت نہ ہونگی لیکن اگر واقعی ایسا تھا تو یہ بات لارڈ کلیبون کے چہرہ سے ظاہر نہیں ہوئی۔

"البتہ ایک اور سمت میں میں نے بعض باتیں دریافت کی ہیں" تھارنٹن نے سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا "شراب خانہ کے لوگوں میں جو گفتگو ہو رہی تھی۔ اس سے پایا گیا تھا کہ کم از کم ایک عورت ایسی ہے جس سے مقتولہ کی گفتگو ہوئی تھی اور جو ایک حد تک اس کے حالات سے بھی واقف ہے۔"

"پھر؟"

"میں اس عورت سے ملنے گیا تھا۔"

"کیا اس نے کوئی خاص بات بیان کی؟"

"نہیں البتہ اس نے مجھ کو اتنا متعجب کر دیا جتنا میں اس سے پہلے اپنی عمر میں کبھی نہ ہوا تھا۔"

"یعنی کس طرح؟"

"سنئے عرض کرتا ہوں۔ دراصل وہ عورت ایک درزن ہے اور ایک کرایہ کے مکان کی سب سے اوپر والی منزل میں رہتی ہے۔ میں جب اس کے ہاں گیا تو وہ بیٹھی کپڑے سیتی تھی۔ میں نے کئی باتیں اس سے پوچھیں۔ مگر اس نے ان کا جواب دینے سے انکار کیا۔ میں نے روپیہ کا لالچ دیا۔ اس نے پھر بھی انکار کیا۔ البتہ میں جب واپس آ رہا تھا تو اس نے مجھ کو بلایا اور کہنے لگی آج آپ کے ساتھ بشپس گیمبٹ میں دوسرا آدمی کون تھا؟ میرے لئے چونکہ اس راز کو چھپانا غیر ضروری تھا۔ اس لئے میں نے آپ کا نام لے دیا۔ اس پر وہ کہنے لگی۔ اگر آپ ان سے ملیں تو کہئے گا کہ وہ اگر تنہا میرے پاس آئیں تو میں ان کو مقتول عورت کا سارا حال بتا دوں گی میں نے بہت اصرار کیا۔ مگر وہ اس سے زیادہ ایک لفظ تک بیان کرنے پر آمادہ نہ ہوئی۔ مجبور ہو کر میں آ گیا۔ مگر اس کا نام اور پتہ بھی میں نے لکھ لیا ہے۔ جو اس کاغذ پر درج ہے۔ سال گرین وڈ نمبر ۴ کرینز کورٹ فنچ سٹریٹ وائٹ چیپل۔"

لارڈ کلیبن نے اس پرزہ کاغذ کو بھی اٹھا کر جیب میں رکھ لیا۔ اس کے بعد پھر اسی طرح بیٹھ کر اپنے منہ کو ایک ہاتھ سے کسی قدر ڈھکتے ہوئے کہنے لگا۔

"بس یا کچھ اور بھی؟"

"ہاں۔ اس کے علاوہ میں نے ایک بات اور بھی دریافت کی ہے۔"

"ضروری؟"

"بہت ضروری"

لارڈ کلبینون نے حالت اضطراب میں جگہ بدلی اس کے بعد کہنے لگا۔

"وہ کیا ہے؟"

تھارنٹن میز پر آگے کی طرف جھکا۔ اور پُر اہمیت نظروں سے دیکھنے لگا۔

"میں نے حسن اتفاق سے۔ ایک ایسی بات دریافت کی ہے جو میرے خیال میں قتل کی ان دو وارداتوں میں ایک طرح کی کڑی ہے۔"

"یعنی کیا؟"

"نیلسن"

لارڈ کلبینون نے گہری لمبی سانس لی۔ اور اس کے رخساروں کی اڑی ہوئی رنگت پھر بحال ہو گئی۔

"تو اس کا بھی پورا حال کہہ جایئے۔" اس نے کہا۔

"بات یہ ہے۔" تھارنٹن نے بیان کیا۔ "کارونر کے روبرو مسٹر ھاڈکن پر جو جرح ہوئی وہ کمزور تھی۔ پس اس راہ سے گذرتے ہوئے میں کچھ اور حالات دریافت کرنے کی امید پر اس کے مکان پر چلا گیا۔"

"پھر؟"

"اور اس کو دھمکایا"

"پھر؟"

"میں نے اس کو یہ ماننے پر مجبور کیا کہ ایک چیز جو اس کو مقتول عورت کے کمرہ میں پڑی ہوئی ملی تھی۔ وہ اس نے اپنے پاس چھپا کر رکھی ہوئی ہے۔"

"وہ کیا؟"

تھارنٹن نے ایک کچلا ہوا کاغذ جیب سے نکال کر میز پر ڈال دیا۔

"یہ پچاس پونڈ کا نوٹ نمبر ۲۰۲۰۹۶"

لارڈ کلیبون نے اس انداز سے نمبر کو دوہرایا گویا وہ اسکی معنوی اہمیت سمجھنے سے قاصر تھا۔

"کیا آپ بھول گئے"۔ تھارنٹن نے کہا "یہ ان نوٹوں میں سے ایک ہے۔ جن کو آپ کے والد نے قتل کے روز کوٹس بنک سے نکلوایا تھا۔ اور جن کو نیلسن اپنے ساتھ لیکر بھاگ گیا تھا"

لارڈ کلیبون نے کچلے ہوئے نوٹ کو انداز تشنج سے ہاتھ میں لے لیا۔ اور کرسی کی پیٹھ پر جھک گیا۔ ایک یا دو لمحوں کے عرصہ تک کمرہ اسکی نظروں میں گھومتا اور کانوں میں شائیں سائیں کا شور پیدا ہوتا رہا۔ اس کے بعد ایک سرد ہاتھ اس کو اپنی پیشانی پر رکھا جاتا محسوس ہوا اور برانڈی کی کچھ مقدار اس کے حلق میں ٹھونسی گئی وہ سعی عظیم سے سنبھالا لیکر اٹھا اور سیدھا بیٹھ کر کہنے لگا۔

"بس مہربانی۔ اب میں بہتر ہوں اور ایک دو لمحوں تک اچھا ہو جاؤنگا"۔

۲

تھوڑی دیر سکوت رہا۔ اس کے بعد لارڈ کلیبون اُٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"تھارنٹن" اس نے کہا "میں نے اس معاملہ میں تم سے مدد چاہی تھی۔ اور وہ تم نے بے غرضانہ دی۔ میں اس کے لئے ممنون ہوں"۔

"آپ ناحق ذکر کرتے ہیں" تھارنٹن نے جواب دیا "خوش نصیبی تھی کہ شروع میں ہی کامیابی ہو گئی۔ میرے خیال میں آغاز سر طریقہ پر باعث اطمینان ہے۔ اور انجام ..."

"نہیں انجام کی حاجت نہیں" لارڈ کلیبون نے آہستگی سے کہا۔ "اس معاملہ کو

آغاز ہی انجام ہونا چاہیئے۔" پھر اپنے دوست کو متحیر دیکھ کر بات یہ ہے میں اس تحقیقات سے دست بردار ہونا چاہتا ہوں۔ میری خواہش ہے کہ جو کچھ اس وقت تک ہوا۔ وہ ہم دونوں بطور راز رہنا چاہیئے۔"

تھارنٹن کے چہرہ پہ بے اعتباری کے آثار نمودار ہوئے کہنے لگا۔

"یہ آپ کی رائے ہے؟"

"یہ میرا آخری فیصلہ ہے!"

"یعنی آپ کا آخری فیصلہ یہ ہے کہ اس حد تک کامیابی حاصل کرنے اور اتنا سراغ پالینے کے بعد ہمیں اپنی کوششوں پہ پانی پھیر دینا چاہیئے؟"

"اس لئے کہ مجبوری ہے۔"

"یعنی کیا؟"

"افسوس میں ظاہر نہیں کر سکتا۔ بہر حال یہ میرا سوچا ہوا آخری فیصلہ ہے۔"

"جو ممکن ہے غلط ہو"

"لیکن وہ بالکل صحیح ہے۔"

"اور کیا یہ بھی آپ نے سوچ لیا کہ اگر ان واقعات کا حال کسی طرح خفیہ پولیس کو معلوم ہو گیا۔ تو ممکن ہے وہ ہم پر واقعات کو چھپانے کی سازش کا الزام عاید کرے"

"بلا سے۔ میں اس خطرہ کو بھی سہ لوں گا۔"

تھارنٹن نے ایک لحظہ خاموش رہ کر شانوں کو حرکت دی۔ پھر کہنے لگا۔

"بہت اچھا۔ جو آپ کو منظور ہو۔ کیونکہ اس معاملہ کا تعلق سب سے زیادہ آپ ہی کی ذات سے ہے۔ تاہم یہ کہنے کے لئے معاف کیجیے کہ یہ طریقہ مجھ کو نامرغوب ہے۔ تسلیم۔"

اور جواب تک کا انتظار کئے بغیر وہ غصہ اور جوش کی حالت میں رخصت ہو گیا

مگر لارڈ کلیبیون نے اسکو بلانے اور اس سے معذرت کے دو لفظ کہنے کی بھی حاجت نہیں سمجھی۔

۳

اس سے اگلی صبح کو ایک نہائت عجیب اعلان، روزانہ اخباروں میں درج ہوا یعنی اس اشتہار کی تردید کا جو فلپ نیلین کی گرفتاری کے لئے ایک ہزار پونڈ کے انعام کے بارہ میں شائع ہوا تھا۔ نتیجہ یہ کہ نیلین کے جرم کے بارہ میں جو خیال اس سے پہلے فیصلہ کن اور مضبوط تھا۔ کمزور ہونا شروع ہو گیا۔ اور گو پہلے اعلان سے محکمہ سکاٹ لینڈ یارڈ کا کوئی تعلق نہ تھا۔ تاہم انعام کی واپسی کے بعد اس کی تلاش کی کوششوں کا سلسلہ صیغہ مذکورہ میں بھی بالکل مدہم ہو گیا۔ ارل آف اسٹن اور ایسٹ اینڈ کی رہنے والی پراسرار عورت کے قتل کی تفتیش کا یہ واحد سراغ تھا۔ جس کی بنا پر مزید حالات کی دریافت کی امید ممکن تھی اس کے ہاتھ سے نکل جانے کے بعد دونو وارداتیں پھر اسی پردہ راز میں چھپ گئیں جو پیشتر ان پر حاوی تھا۔ جیسا کہ اس طرح کے موقعوں پر عموماً ہوا کرتا ہے۔ اخباروں نے اس بارہ میں بہت کچھ لکھا۔ لیکن سکاٹ لینڈ یارڈ والے چپ رہے۔ تاہم حیرت ان کو بھی تھی۔ گو سب سے زیادہ تعجب تفتیش سے دست برداری اور انعام کی واپسی کے اعلان کا لارڈ کلیبیون کے دوست سٹیفن تھارنٹن کو تھا۔

باب ۱۶

وکیل صاحب کا مشورہ

۱

بیڈفورڈ رو لنڈن کے مسرز جان برڈل اینڈ سنز سالسٹران کی کوٹھی کے مالک مسٹر

جان برڈنل خاندانی وکیلوں کی فہرست میں نمبر اول پر تھے۔ اوران کے دفتر میں ٹین کے صندوقوں کے لاتعداد ڈھیروں پر جو فرش سے چھت تک لگے ہوئے تھے لکھے ہوئے موکلین کے نام اپنی عظمت اور اہمیت کے اعتبار سے کسی عام ملاقاتی یا نووارد اجنبی کے دل پر رعب واثر پیدا کئے بغیر نہ رہ سکتے تھے۔ ان میں سب سے موٹے اور واضح حرفوں میں لکھا ہوا نام ارل آف اسٹن کا تھا۔ فی الحقیقت خاندان برڈنل کا تعلق خاندان اسٹن سے مدت مدید سے قائم چلا آتا تھا چنانچہ مسٹر جان برڈنل سے پہلے ان کے باپ۔ دادا اور پردادا نے اپنی اپنی باری سے خاندان اسٹن کے اکابر واسلاف کی قائمقامی کی تھی۔ اور زندگی میں ارل آف اسٹن آنجہانی کے بھی مسٹر جان برڈنل سے بہت گہرے تعلقات تھے۔ ان حالات میں جب لارڈ کلیپون اپنی ماں کی ملاقات کے دوسرے دن سویرے دس بجے مسٹر برڈنل کے دفتر میں پہنچے تو اہل عملہ میں سے کسی کو ان کی آمد پر بالکل حیرت نہیں ہوئی۔

اس کے باوجود جب دس کے چند منٹ بعد خود مسٹر برڈنل اپنی موٹر پر سوار ہو کے سینٹ جانز روڈ کی خوشنما کوٹھی سے جہاں ان کی سکونت تھی بیڈ فورڈ رو کے دفتر میں پہنچے اور ان کو اطلاع دی گئی کہ ارل آف اسٹن کے جانشین لارڈ کلیپون ان کی آمد کے انتظار میں دفتر میں بیٹھے ہیں تو وہ کچھ مضطرب اور بے چین دکھائی دینے لگے۔ کم از کم وہ لارڈ کلیپون کی ملاقات کے خواہشمند نظر نہ آتے تھے۔ دفتر میں داخل ہونے سے پہلے مسٹر برڈنل نے پھر ایک بار پیچھے مڑ کر موٹر رخصت کی اور اس کے بعد دونو ہاتھ پشت پر جوڑے دروازہ کے باہر پیدل چلنے کی پٹری کے ایک دو پھیرے کئے۔ وہ ایک دراز قد۔ وجیہ شکل وصورت کے آدمی تھے جن میں عام وکیلوں کے انداز بہت ہی کم پائے جاتے تھے۔ لیکن گو یہ شخص قانونی حلقوں میں

اپنی دور اندیش۔ زود رس طبیعت کے لیے خاص طور پر مشہور تھا۔ اور موکلوں کے معاملات کے انتظام میں اسکو خاص تجربہ حاصل تھا۔ تاہم اس وقت لارڈ کلیبیون کی آمد کی خبر پا کر وہ بھی گھبرایا ہوا نظر آنے لگا۔ یوں تو لاتعداد سوالات تھے جن پر مشورہ حاصل کرنے کے لیے لارڈ کلیبیون اس کے پاس آ سکتے تھے۔ تاہم ایک بات ایسی تھی۔ جس کی تشریح میں اسکو یعنی جان برڈنل کو سخت تامل تھا۔ اور اس وقت وہ یہ سوچ کر حیران ہو رہا تھا کہ اگر لارڈ کلیبیون نے وہی ذکر چھیڑا تو پھر میرا طریق عمل کیا ہونا چاہیے؟ دو ہی صورتیں ممکن تھیں۔ یا یہ کہ وہ جواب دینے سے انکار کر دے۔ یا... جھوٹ بولے اور گو یہ بات عجیب ہے۔ تاہم اس کی واقعیت سے انکار ممکن نہیں کہ اپنے پیشہ وکالت کے باوجود مسٹر برڈنل نے کبھی جھوٹ نہ بولا تھا۔ بارہا اس کے دل میں یہ سوال پیدا ہوا تھا کہ اگر کوئی اس طرح کا موقعہ پیش آئے تو اس کا طریق کار کیا ہونا چاہیے؟ لیکن گو وہ ہر ایک ضرورت کے لیے تیار رہنا فرض سمجھا کرتا تھا۔ تاہم اس سوال کے بارہ میں وہ بھی کوئی صحیح طریقہ قائم نہ کر سکا تھا۔ دفتر میں داخل ہونے سے پہلے وہ جس وقت باہر کی سیڑھیوں پر کھڑا ہوا۔ سوال کے اس پہلو پر آخری بار غور کر رہا تھا تو صرف ایک ہی طریقہ اسکو قابل عمل نظر آیا۔ جو ناخوشگوار لیکن ضروری تھا۔ اور گو ممکن تھا کہ اس صورت میں آئندہ اسکو خاندان السٹن کے مشیر قانونی کے عہدہ سے دست بردار ہونا پڑے۔ تاہم... مجبوری تھی۔ اس کے سوا اور کوئی طریقہ لائق عمل نہ تھا۔ اپنے جی میں یہ فیصلہ کر کے اس نے اپنی لمبی سپید موچھوں کو آخری بار بل دیا اور اس کے بعد دفتر میں چلا گیا

۲

لارڈ کلیبیون مسٹر برڈنل کے نجی کمرہ میں بےتابانہ ٹہلتا پھر رہا تھا۔ دروازہ کھلنے کی آواز سن کر ٹھیر گیا۔

"تسلیمات مسٹر برڈنل" اس نے وکیل کو اندر آتا دیکھ کر کہا۔ "میں ایک مدت سے آپ کے انتظار میں ہوں۔"

"مجھے آپ سے مل کر بہت خوشی ہوئی ہے۔" مسٹر برڈنل نے دستانے اتارتے ہوئے کہا۔ "تشریف رکھئے۔ آرام چوکی حاضر ہے۔"

لارڈ کلبیئون اس پر بیٹھ کر ایک یا دو لمحوں تک چپ رہا۔ اس اثنا میں وکیل برڈنل نے اپنا اوورکوٹ اور ٹوپی اتار کے لٹکا دی۔ اور کوٹ کے بٹن ہول سے خوشنما پھولوں کا ننھا سا گچھا نکال کے تازہ پانی کے گملے میں رکھا۔ اس کے بعد میز کے پاس رکھی ہوئی گھومنے والی کرسی پر بیٹھ کر اپنے موکل کے مقابلہ کی تیاری شروع کی۔

"مائی لارڈ" اس نے کہا۔ "یقیناً آپ اپنے والد مرحوم کی جائداد کے بارہ میں مشورہ کرنے آئے ہیں۔ کئی باتیں اس سلسلہ میں ایسی تھیں جن کی نسبت میں خود آپ سے گفتگو کرنا چاہتا تھا۔ مثلاً جائداد کلبیئن کے لمبے اجاروں کے متعلق..."

"معاف کیجیے۔ میں فی الحال اس سوال پر بحث کرنے کے لئے حاضر نہیں ہوا" لارڈ کلبیئون نے قطع کلام کر کے کہا۔ "میری آمد کا مدعا کچھ اور ہے..."

وکیل نے نوجوان امیر کے ستے ہوئے زرد چہرہ کی طرف دیکھا اور سمجھ گیا کہ وہ مدعا وہی ہے جس کا احتمال تھا۔

"میں اس وقت" لارڈ کلبیئون نے بآہستگی کہنا شروع کیا۔ "والد مرحوم کے نجی معاملات کے بارہ میں استفسار کے لئے حاضر ہوا ہوں۔"

"افسوس وہی خطرہ پیش آگیا جس کا اندیشہ تھا۔" وکیل صاحب نے کراہتے ہوئے دل ہی دل میں کہا۔

سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے لارڈ کلبیئون نے کہا۔

"واردات قتل کی دہشت اور صدمہ سے بحال ہونے کے بعد قدرتی طور پر سب سے پہلا خیال جو میرے دل میں پیدا ہوا یہ تھا کہ اس شخص کو جس نے یہ فعل کیا جس طرح ممکن ہو گرفتار کرا کے سزا دلانی چاہیئے۔ میری خواہش تھی کہ اس بے رحم سفاک کو جس نے والد کو بے گناہ قتل کیا۔ پھانسی دلا کے چھوڑوں۔ کیوں مسٹر برڈنل یہ خواہش قدرتی تھی یا نہیں؟"

مسٹر برڈنل نے آہستہ سے سر کو خم کیا۔ اس کے بعد ایک گہری سرد آہ کے ساتھ آنے والی مصیبت کے انتظار میں اپنے موکل کی تیز متجسس آنکھوں کی طرف دیکھا

"مسٹر برڈنل" لارڈ کلیبیون نے پھر ایک بار کہنا شروع کیا "مجھے اپنے والد سے بہت گہری محبت تھی۔ انتقام کی خواہش ممکن ہے اصول عیسائیت کے برخلاف ہو۔ تاہم اس طرح کے حالات میں اس کا پیدا ہونا قدرتی ہے۔ یہی خواہش مجھ میں پیدا ہو چکی ہے۔ اور اتنا غالب اثر اس کا میری طبیعت پر ہے کہ اس کے پورا ہونے سے پہلے مجھے کسی چیز سے دلچسپی نہیں رہی۔ میں اپنے جی میں اس بات کا حلف لے چکا ہوں کہ جس ناہنجار نے والد کو قتل کیا تھا۔ میں اس کو بھی سزائے موت دلا کے چھوڑوں گا۔"

"اس صورت میں امید کرنی چاہیئے کہ پولیس مجرم کی تلاش میں کامیاب ہوگی اور اس کو اپنے جرم کی تعزیر میں ضرور پھانسی دی جائے گی۔" مسٹر برڈنل نے کہا "میں کل سکاٹ لینڈ یارڈ میں گیا تھا۔ وہ لوگ اس بارہ میں پر امید نظر آتے تھے۔"

سکاٹ لینڈ یارڈ کا ذکر آنے سے۔ نیز وکیل کے لہجہ تقریر سے بھی۔ لارڈ کلیبیون کو غصہ آگیا۔ حقارت آمیز لہجہ میں کہنے لگا۔

"اوہ! مجھ کو سکاٹ لینڈ یارڈ کی کامیابی پر نہ پہلے کچھ بھروسہ تھا نہ اب ہے"

"تو پھر اسی صورت میں قاتل کی حراست اور سزایابی کا اور کونسا طریقہ ممکن ہے؟"

مسٹر بر ڈنل نے بھولے پن سے پوچھا۔

"میں اپنے طور پر اس آدمی کا سراغ لگانا چاہتا ہوں" نوجوان امیر نے جوش میں بھر کر کہا "یہ میرا پختہ ارادہ ہے۔ اور میں ضرور اس پر عمل کرنا۔ لیکن بدقسمتی سے پہلا قدم اٹھاتے ہی ایک عجیب رکاوٹ مجھ کو پیش آئی"۔

مسٹر بر ڈنل نے اس کے جواب میں کچھ نہ کہا وہ چپ چاپ لارڈ ڈکلیون کے سلسلہ تقریر کا منتظر رہا۔

"دراصل" آخر کار اس نے کہنا شروع کیا "مجھ کو بتایا گیا ہے... گو میں بتانے والے کا نام ظاہر کرنا نہیں چاہتا... کہ والد کے عہد ماضی میں ایک ایسا راز پوشیدہ ہے جس سے اس واردات قتل پہ بخوبی روشنی پڑ سکتی ہے۔ مگر اس میں بھاری مشکل یہ ہے کہ اس کے ساتھ ہی کہنے والے کہتے ہیں کہ وہ راز والد کے کسی گناہ یا سہو سے گہرا تعلق رکھتا ہے۔ پس جب وہ راز ظاہر ہوا تو اس کے ساتھ ان کا وہ سہو بھی حاضر ہو جائے گا۔ اور اس وقت لوگ ان کو گنہگار قرار دینے سے تامل کرینگے اشارتاً یہ بھی مجھ سے کہا گیا ہے کہ یہ خوفناک جرم۔ ممکن ہے کسی شخص نامعلوم کا انتقام ہو۔ جسے ان کی طرف سے کوئی گزند پہنچا تھا۔ پس اب اگر میں اس آدمی کو جس پر قتل کا شبہ ممکن ہے تلاش کرنا شروع کردوں تو اس کے ساتھ ہی اندیشہ ہے کہ والد کے عہد ماضی کا وہ حصہ جس کا انکشاف ان کے حق میں باعث ندامت ہے۔ ضرور ظاہر ہو جائے گا۔ ممکن تھا میں ان چھپے ہوئے اشاروں کو بے بنیاد سمجھ کے نظر انداز کر دیتا۔ مگر ان کی تائید میں ایک واقعہ اور بھی پیش کیا جاتا ہے جو واردات کی رات کو پیش آیا تھا۔ ان حالات میں وہ لوگ جو میرے خاندان کی بہتری چاہتے ہیں مجھ کو باصرار یہی کہتے ہیں کہ معاملہ کو جوں کا توں رہنے دو۔ اور قاتل کی تلاش ترک کردو"۔

"مائی لارڈ" وکیل نے فکر آمیز لہجہ میں کہا "اگر یہ باتیں جو آپ نے اب بیان فرمائی ہیں واقعی صحت پر مبنی ہوں تو پھر میرے خیال میں وہ مشورہ جو آپ کو پیش کیا جاتا ہے برا نہیں۔"

"لیکن کیا آپ خیال کرتے ہیں کہ میں اس طرح کی باتوں کو قابل یقین تصور کر سکتا ہوں...؟"

مسٹر برڈنل نے ایک ہاتھ اٹھا کر قطع کلام کیا۔ پھر اس کے بعد سمجھایا "مائی لارڈ عہد شباب میں کس کی ہستی ہے جو خطا کی مرتکب نہیں ہوتی؟ جوش کی آندھی میں سبھی پتے ہل جایا کرتے ہیں۔"

"بے شک آپ کا فرمانا صحیح ہے۔ اور اگر والد مرحوم سے واقعی ان کی عمر میں کوئی خطا سرزد ہوئی ہو تو اس کی جانچ کرنا میرا فرض نہیں۔ مگر ان کے قتل کو بلا انتقام لئے چھوڑ دینا یہ اسی حالت میں ممکن ہے کہ مجھ کو ان غیر واضح اشاروں سے زیادہ کچھ اور حال بھی معلوم ہو جائے۔"

تھوڑی دیر سکوت رہا اس کے بعد یہ دیکھ کر کہ وکیل اس کو توڑنے پر آمادہ نہ تھا لارڈ کابینون اپنی جگہ سے اٹھ کر مسٹر برڈنل کے بالمقابل میز کے دوسری جانب کھڑا ہو کر کہنے لگا۔

"اب میری آمد کا مدعا امید ہے ظاہر ہو گیا ہو گا اگر والد کی زندگی کا کوئی پہلو ایسا تھا جس کو وہ دنیا سے چھپا کر رکھتے تھے تو یقیناً وہ آپ سے پوشیدہ نہ ہو گا اطمینان فرمائیے کہ میں فقط رفع استعجاب کے لئے اس کے حالات جاننا نہیں چاہتا۔ فی الحقیقت اگر اس معاملہ کا تعلق زندگی اور موت کے سوال سے نہ ہوتا۔ تو میں شاید کبھی اس کی تحقیقات نہ کرتا۔ مگر حالات ہمیشہ معاملات کی صورت بدل دیتے ہیں۔ میرا فرض آپ سے اس راز کا حال پوچھنا اور آپ کا اسکو بیان کرنا ہے۔ میں ایک سیدھے سوال

کا بیہودہ سا جواب چاہتا ہوں کیا آپ کی رائے میں یہ خیال صحیح ہے کہ والد کے قاتل کو تلاش کرتے ہوئے ان کی زندگی کا کوئی ایسا راز ظاہر ہو جانا ممکن ہے جس کا چھپا رہنا ہی بہتر ہوگا؟"

وکیل نے لارڈ کلیبیون کے فکرمند، زرد چہرہ کو جو اسکی طرف جھکا ہوا تھا۔ دیکھا اس کے بعد کہا۔

"میرے خیال میں... صحیح ہے۔"

"تو... اف میرے خدا!"

۳

لارڈ کلیبیون اس طرح ایک قدم پیچھے ہٹا گویا کسی نے اس پر جسمانی وار کیا ہو۔ اس کے بعد آہستگی سے کہنے لگا۔

"تو... اس صورت میں میرا ان حالات سے واقف ہونا ضروری ہے۔ آپ ان کو بیان کریں۔"

"مگر افسوس میں ایسا نہیں کر سکتا۔" مسٹر برڈنل نے جواب دیا۔

"اور میں ان حالات کو جانے بغیر نہ جاؤں گا۔" لارڈ کلیبیون نے جوش میں بھر کر کہا "میں آپ کی زبانی ان کی پوری کیفیت سننا چاہتا ہوں۔ اس کے بعد میں اپنے آپ اس بات کا فیصلہ کروں گا کہ کیا قاتل کو تلاش کرتے ہوئے والد کی زندگی کے اس تاریک پہلو کا روشنی میں آجانا ممکن ہے! نہیں۔ آہ مسٹر برڈنل کیا آپ خیال کر سکتے ہیں کہ میرا جوش انتقام اس آسانی سے دب جانا ممکن ہے؟ نہیں میں سارا حال ضرور سننا چاہتا ہوں۔"

"مگر میرے لئے ان حالات کو آپکے روبرو ظاہر کرنا ناممکن ہے!" وکیل نے فیصلہ کن لہجہ میں جواب دیا۔

"تو اس صورت میں۔ آپ مجھ کو یہ کہنے کے لئے معاف کریں۔" لارڈ کلیبیون نے جوش میں بھر کر کہا کہ "مجھ سے آپ کا برتاؤ شرمناک ہے۔ چونکہ میں اس تفتیش کو انجام تک لے جائے بغیر کبھی چین نہ پاؤں گا اس لئے اگر اس کوشش میں کوئی بے جا فعل مجھ سے سرزد ہوا تو یاد رکھئے اس کے ذمہ دار آپ ہوں گے۔"

یہ کہتے ہوئے لارڈ کلیبیون نے پیچھے مڑ کر اس انداز سے اپنی ٹوپی اٹھالی گویا رخصت ہوجانا چاہتا تھا۔

اس کے ساتھ ہی مسٹر برڈنل اٹھ کر کھڑا ہوگیا۔ اور اس کا ہاتھ پکڑ کر کہنے لگا "ٹھیرئیے۔ مائی لارڈ تشریف رکھئے۔ مباد آپ مجھ سے بدگمان ہوں میں اپنے انکار کی وجہ عرض کردینا چاہتا ہوں۔"

باب ۔ ۱۷

ماضی کی جھلک

۱

یاد ہوگا" مسٹر برڈنل نے لارڈ کلیبیون کے بیٹھ جانے کے بعد بیان کرنا شروع کیا کہ "آپ کے والد۔ لارڈ اکسٹن انتہائی عرصہ دراز تک نابالغ رہے تھے۔ چھ برس کی عمر میں باپ کا سایہ سر سے اٹھ جانے کے بعد سن بلوغ حاصل کرنے کے وقت تک وہ بہت کم مجھ سے ملے۔ البتہ اس کے بعد وہ بارہا تشریف لائے اور گو میں عمر میں ان سے چھوٹا تھا۔ تاہم اکثر معاملوں میں انہوں نے مجھ کو پوری طرح لائق اعتماد سمجھا۔ بائیس سال کی عمر میں وہ اپنی رجمنٹ سے رخصت لیکر سیر و سیاحت کے لئے انگلستان سے باہر چلے گئے۔ اس کے بعد جلدی ہی ان کے زمانہ مشکلات

کا آغاز ہوا۔

"شروع میں ان کے خطوط گاہ بگاہ میرے نام آیا کرتے تھے۔ مگر اس کے بعد دفعتاً ان کا سلسلہ مسدود ہو گیا۔ اور اس وقت کے بعد آپ کے والد کے بارہ میں صرف وہی اطلاع مجھ تک پہنچا کرتی تھی۔ جو ان کے بنک کی معرفت آئے۔ آخر جب ان کو انگلستان سے رخصت ہوئے ایک سال کا عرصہ گذر گیا تو ایک دن ان کے بنک کے مینیجر نے اشد ضروری چھٹی کے ذریعہ سے مجھکو اپنے دفتر میں طلب کیا۔ اور اس وقت اس کی زبانی معلوم ہوا کہ آپ کے والد کا جتنا روپیہ بنک میں جمع تھا وہ نہ صرف اس کو بلکہ اس سے زیادہ کچھ اور بھی بنک سے نکلوا چکے۔ اس روز بھی ایک بڑی رقم کی ہنڈوی ان کی جاری کی ہوئی ایک غیر ملکی بنک کے گماشتوں نے بنک مذکور میں پیش کی تھی۔ جس سے قدرتی طور پر بنک والوں کو تشویش ہوئی۔ لارڈ آلسٹن کا روپیہ بنک میں بالکل ختم ہو چکا تھا۔ پس ان کی ہنڈوی سکاری جائے تو کیونکر؟ انکار کی صورت میں جو نتیجہ ہوتا وہ ظاہر ہے۔ خیر میں نے ان کو ہنڈوی کا روپیہ ادا کرنے کی اجازت دے دی۔ اور اس رات آپ کے والد کے نام ایک چھٹی بھی لکھی جس میں ان کی مالی حالت پوری طرح واضح کر دی گئی۔ بواپسی ڈاک جواب آیا کہ مجھے ایک اتنی ہی بڑی ایک اور رقم درکار ہے جس طرح ممکن ہو روپیہ کا انتظام کیجئے۔ مجبور ہو کے میں نے بعض کفالت نامے جن کا روپیہ نفع بخش طریق پر محفوظ تھا۔ فروخت کر دیے۔ اور اس طرح ان کی فوری ضرورت کو پورا کیا۔ اس کے بعد کچھ عرصہ تک ..."

"ذرا توقف کیجئے۔" لارڈ کلیبن نے ہاتھ کے اشارہ سے روکتے ہوئے کہا۔ اب تک آپ نے یہ نہیں بیان کیا کہ والد اس زمانہ میں کہاں تھے؟"

مسٹر برڈنل نے صورت انکار سر ہلایا۔

"اس کا جواب افسوس ہے میں نہیں دے سکتا۔ قریباً ایک مہینہ بھر کوئی

اطلاع مجھ کو نہیں ملی۔ اور اس کے بعد دفعتاً ایک نہایت عجیب واقعہ ظہور میں آیا۔ ایک رات میں بعض دوستوں کے ساتھ کھانا کھانے میں مشغول تھا کہ نوکر نے آ کے خبر دی ایک آدمی آپ سے ملنا چاہتا ہے۔ اور گو اس کو ٹالنے کی بہت کوشش کی گئی تاہم اسکو اصرار ہے اور وہ اس ملاقات کے لئے سخت بے چین نظر آتا ہے۔ مہمانوں سے معذرت کر کے میں باہر گیا اور اس جگہ دیکھا کہ دہشت اور جوش سے زرد رو اور لمبے سفر سے مضمحل آپ کے والد کا نوکر نیلین کھڑا تھا!

"افسوس ہیں یہ بات واضح نہیں کر سکتا کہ وہ کس مطلب کے لیے آیا تھا محض اتنا ہی کہہ سکتا ہوں کہ جو خبر اس نے لا کر دی وہ ایسی تھی جس کی وجہ سے مجھ کو فوراً ہی گھر سے رخصت ہونا پڑا اور دن رات سفر کر کے میں آپ کے والد کے پاس پہنچا میرا مقصد ان کو اپنے ساتھ انگلستان واپس لانے کا تھا۔ مگر افسوس مجھے اس کوشش میں ناکامی ہوئی اور مجھے تنہا واپس آنا پڑا۔ لارڈ ڈاکسمنٹن نے پرجوش لفظوں میں میرا شکریہ ادا کیا۔ لیکن میرے انتہائی اصرار پر بھی میری درخواست قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ میرا خیال ہے وہ اس وقت شدت جوش سے آپے میں نہ تھے۔ ورنہ یقیناً اس جگہ ٹھیرنا قبول نہ کرتے۔ تاہم وہ اسی جگہ رہے اور میں واپس آگیا۔ اس کے بعد متواتر تین سال تک مجھے ان سے ملنے کا اتفاق نہیں ہوا۔ تین سال کے بعد انہوں نے انگلستان آ کے پھر فوجی ملازمت شروع کر دی اور اس کے تھوڑا عرصہ بعد ان کی شادی ہوئی۔۔۔"

مسٹر برڈنل" لارڈ کلیفن نے اعتراضاً کہنا شروع کیا۔ "یہ جتنا حال آپ نے مجھ سے بیان کیا ہے۔ اس چھلکے کی طرح ہے جو مغز سے خالی ہو۔ میرے لئے یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ انگلستان سے اپنی پر اسرار غیر حاضری کے دنوں میں میرے والد کہاں مقیم تھے؟ اور وہ کونسا خطرہ تھا جس سے آپ نے ان کو بچانے کی کوشش

کی تھی؟ کیا آپ ان سوالوں کا جواب دینا منظور کر سکتے ہیں یا نہیں؟"

"افسوس نہیں" برڈنل نے جواب دیا۔ "اسی کمرہ میں جہاں اس وقت آپ بیٹھے ہیں میں نے آپ کے والد سے حلفیہ وعدہ کیا تھا۔ کہ اس مضمون کے متعلق کوئی لفظ میرے منہ سے نہ نکلیگا۔ یقیناً آپ یہ نہیں چاہتے کہ میں اپنے کئے ہوئے وعدہ کی خلاف ورزی کروں؟"

"یہ میرا مطلب نہیں ہے۔" لارڈ کلبیون نے جواب دیا۔ "تاہم میں کہہ سکتا ہوں کہ اگر والد کو اپنی زندگی میں اس طرح کا واقعہ پیش آنے کا احتمال ہوتا تو وہ کبھی آپ کو اس طرح کا حلف نہ دیتے۔"

"معاف کیجیے میرا خیال آپ سے مختلف ہے۔" مسٹر برڈنل نے جواب دیا "پورا حال تو شاید مجھ کو بھی معلوم نہیں تاہم جس قدر معلوم ہے اس کی بنا پر آپکے والد مرحوم کی طبیعت کو جانتے ہوئے میں یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ وہ اگر اپنے انجام کی پیش بینی کر سکتے تو ضرور آپ سے کہتے کہ میرے قتل کے بعد انتقام کا خیال چھوڑ دینا اس سے بہتر ہوگا۔ کہ میرے عہد ماضی کے اس حصہ کو بے نقاب کیا جائے۔"

"لیکن چونکہ انہوں نے ایسا نہیں کیا۔" لارڈ کلبیون نے جواب دیا۔ "اس لئے سوال کا آخری فیصلہ سارا حال جاننے کے بعد میں ہی بہتر کر سکتا ہوں اور میری خواہش یہ ہے کہ ان کے اس عہد ماضی کو ایک نظر دیکھ کر اس بات کو طے کروں کہ مجھے اس معاملہ میں کیا کرنا چاہیئے۔"

مسٹر برڈنل نے بصورت انکار سر ہلایا۔

"نہیں مائی لارڈ آپ ایسا نہ کیجیے۔ اس میں نقصان اور تضیع اوقات کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا۔"

"میں جوان ہوں اور اپنے وقت کا بڑا حصہ اس تفتیش پر ضائع کر سکتا ہوں

اس کے علاوہ میرے لیے چپ رہنا سخت مشکل ہے..."

"آپ دانا ہیں لیکن اگر ایک سن رسیدہ مرد دنیا دار کی نصیحت کوئی اہمیت رکھ سکتی ہے اور اس کے علاوہ اگر آپ اس شخص کی رائے قبول کرنا چاہتے ہیں جو اس معاملہ کی نسبت آپ سے بہتر معلومات رکھتا ہے تو مناسب یہی ہے کہ آپ اس سوال کو بند کا بند رہنے دیں۔ قاتل کو تلاش کرنے کی کوشش سے آپ اپنے والد کی کوئی خدمت نہ کر سکیں گے۔ اس کے علاوہ... انتقام ایک ایسا جذبہ ہے جسے از روئے اخلاق اونچا نہیں کہہ سکتے۔"

"مگر میں انتقام لینا نہیں چاہتا" لارڈ کلیپون نے رخصت کی تیاری میں دستانے پہنتے ہوئے کہا "میں فقط انصاف چاہتا ہوں۔"

"کس کو معلوم ہے کہ وہ انصاف جس کی آپ کو خواہش ہے پہلے ہی عمل میں آ چکا ہو۔" مسٹر برڈنل نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"کیا آپ والد کے قتل کو فعل انصاف کہنا چاہتے ہیں؟ یقیناً آپ کا یہ مطلب نہیں ہو سکتا کہ والد کی ہلاکت از روئے انصاف جائز تھی۔"

وکیل نے ایک ہاتھ نوجوان امیر کے بازو پہ رکھا اور اسے روکتے ہوئے کہا "نہیں مائی لارڈ میرے کہنے کا یہ مطلب نہ تھا۔ تاہم کیا آپ نے کبھی سوچا ہے کہ قاتل کے دل کی کیا کیفیت ہوتی ہے؟ وہ اگر مجسم شیطان بھی ہو تو پشیمانی کے اس احساس کو کبھی نظر انداز نہیں کر سکتا جو ہر وقت اس کو ہوتا ہے۔ یقین کیجیے کسی مرد گنہگار کا گناہ ہی اس کی سب سے بڑی سزا ہے۔"

"خدا کرے ایسا ہوتا ہو لیکن میں فی الحال آپ سے نظریہ اخلاق پہ بحث کرنا نہیں چاہتا۔ رہ گیا یہ سوال کہ آئندہ مجھے کیا کرنا چاہیئے تو اس کا فیصلہ میں اپنے دل میں کر چکا ہوں تسلیم۔"

"الوداع مائی لارڈ"

مسٹر برڈنل اپنے موکل کو باہر کے دروازہ تک چھوڑنے آیا اور اس کے بعد پھر اپنے کمرہ میں چلا گیا۔

۲

میز پر لاتعداد خطوط جمع تھے اور صادر محرر دن بھر کی ہدایات کے لئے بے تاب تھا۔ مگر ان خطوں کو نظر انداز کر کے اور صادر محرر کی بے تابی کو بھی خاطر میں نہ لا کر مسٹر برڈنل کمرہ کے سب دروازے بند کر کے میز کے پاس بیٹھ گیا۔ اب اس کے چہرہ پر گہری پریشانی کے آثار نمودار تھے۔

دبی آواز میں اپنے آپ سے باتیں کرتے ہوئے اس نے کہا "جتنا جلد ممکن ہو مجھے لیڈی ہسٹن سے ملنا چاہیئے شاید ان کو معلوم ہو کہ میں نے تو گراسونیر سکوئر والے مکان کی سب الماریاں دیکھی تھیں۔ لیکن وہاں کوئی چیز نہ ملی تھی۔ اگر ان چیزوں کو بالکل ہی تلف نہیں کیا گیا تو ضرور وہ کلیمنون کیسل میں ہوں گی۔ بہتر ہوتا کہ میں ان کو اپنے سامنے جلوا دیتا۔ افسوس ان باتوں کا خیال بعد از وقت آتا ہے میرے خیال میں بہتر ہے کہ میں خود بھی وہاں جاؤں ... ہاں یہ فیصلہ بہتر ہے۔ آج منگل ہے آج تو میں جا نہیں سکتا اور کل لارڈ فلگر یو کا مقدمہ ہے۔ اس لئے جمعرات کا دن بہتر ہو گا"

اس نے ڈائری اٹھا کر کئی اندراج جو پہلے سے اس میں درج تھے۔ قلمزن کر دیئے اور اس کے بعد صرف ایک لفظ "کلیمنون" اس صفحہ پر لکھا پھر گھنٹی بجا کر ہیڈ کلرک کو طلب کیا اور اس سے کہا۔ "اب میں کام کرنے کو تیار ہوں۔"

باب ۱۸

ویرانہ

۱

وہ نیچے سنگلاخ کناروں کی لمبی قطار کی چوٹیوں پر عہدِ گذشتہ کے ایک مسمار قلعہ کے کھنڈرات دکھائی دیتے تھے۔ کئی سو فٹ کی گہرائی پر طوفانی سمندر کا پرخروش پانی جو ہمیشہ کی طرح ساکن یا آرام میں بھی مضطرب رہتا۔ بے چین اور متحرک رہا کرتا تھا ناہموار چٹانوں اور کنکریلے ساحل سے وہ لڑکھڑا کے مدھم اور درد آمیز غم انگیز شور پیدا کرتا تھا۔ اطراف کی اراضی بے شجر، بنجر، بے کاشت اور جنگل کی طرح ویران تھی۔ صرف بہت تیز متجسس اور عادی آنکھ ان چند سرخ کھپریل چھتوں کی جھونپڑیوں کو شناخت کر سکتی تھی جو دامن کوہ میں اس طرح ایک دوسرے سے ملی ہوئی واقع تھیں گویا تیز کوہستانی آندھیوں اور طوفانوں سے محفوظ رہنے کے لئے باہم جڑی ہوئی کھڑی ہوں یا ان کے سامنے سمت بکھری ہیں چند بھدے سے مستولوں کی ماہی گیر کشتیاں اور جال مختلف اوقات میں اس چھوٹی سی آبادی کے بسنے والے لوگ جو وہمی اور کمزور تھے۔ الاؤ کے گرد جمع ہو کر ہیبت ناک کہانیاں بھوتوں، آسیبوں اور سمندری عفریتوں کی بیان کیا کرتے تھے۔ کیونکہ عقائد باطلہ کی تعلیم ان کے بچپن کی تربیت کا حصہ تھی۔ بعض اوقات وہ ساحل پر کھڑے ہو کر جھانکا اور دھند کے اس سایہ تاریک کو مشتاق اور متجسس نظروں سے دیکھتے جو سطح آب پر قریباً ہر وقت چھایا رہتا تھا اور جس کی پشت کے حالات ان کے لئے بمنزلہ اسرار تھے۔ ان کی خاص مصروفیتیں ایک دوسرے کی امداد کسی ٹوٹے ہوئے جال یا بادبان کی مرمت یا شکستہ کشتی کے پیندے کی اصلاح ہوا کرتی تھیں۔

ادریس۔

خزاں کے ایام ان کے لیے سب سے زیادہ سخت اور تکلیف دہ ہوتے تھے اور جس وقت کا یہ ذکر ہے۔ وسط خزاں کا موسم تھا۔

آدھی رات کے ساتھ کالے بادلوں کی فوج آسمان کے میدان پر جمع ہو گئی تھی۔ اور ہوا کے تیز جھونکے تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد درختوں کی بے برگ شاخوں میں کھنچی ہوئی آوازیں پیدا کر رہے تھے۔ پھر کبھی تو ایک سیاہ ابر کی چادر میں لپٹے ہوئے پڑے تھے۔ آن واحد کے لیے پورا ماشی چاند کالے بادلوں کے ایک پشتہ متحرک کی اوجھل سے باہر نکلا۔ اور اس عارضی روشنی سے فائدہ اٹھا کر اس چھوٹے سے گاؤں کا مچھیرا جم ڈور موسم کا رنگ دیکھنے اپنی جھونپڑی کے دروازہ پر آ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے اپنا سلگا ہوا پائپ اس خیال سے پیٹھ کی طرف موڑ لیا کہ باد تند اس کی آگ بجھا کر اس کو چسکیوں کی راحت سے جو وہ اس ذریعہ سے حاصل کرنا چاہتا تھا محروم نہ کر دے۔ چنانچہ اس حالت میں ہٹا وہ جھونپڑی کے دروازے سے نکل کر دو قدم ساحل کی طرف بڑھا اور پھر کھڑا ہو کر چاروں طرف دیکھنے لگا۔ سب سے پہلے اس کی نظر سمندر کے پرشور متلاطم پانی کی طرف گئی۔ اور اس نے یہ دیکھ کر اطمینان کی لمبی اور گہری آہ کھینچی کہ کوئی ڈونگی یا چھوٹی کشتی اس طوفانی موسم میں عناصر کا مقابلہ کرتی ہوئی نظر نہیں آتی۔ امر واقعہ یہ ہے کہ جم ڈور رحم دل انسان تھا۔ اور اسے اپنے ہمسایوں کے مصائب و آفات سے ہمدردی تھی۔ بعد ازاں اس نے اونچائی پر بنے ہوئے قلعہ کی طرف دیکھا اور اسے اس کے مختلف حصوں میں دو روشنیاں جھلملاتی نظر آئیں۔ ایک کو اس نے لاپروائی سے دیکھا۔ مگر دوسری کو جو قلعہ کے دور افتادہ حصہ میں زیادہ اونچائی پر نظر آتی تھی۔ وہ بڑی دیر تک تنی ہوئی بھووں اور پریشان آنکھوں سے دیکھتا رہا۔

اس کے بعد مایوسانہ سر ہلا کر کہنے لگا۔ "اس روشنی کا نظر آنا عجیب و پراسرار ہے میں اس کو پسند نہیں کرتا ضرور اس میں نقصان کا احتمال ہے۔"

اس نے قلعہ سے نظر ہٹا کر پھر ایک بار جھونپڑی کی طرف دیکھا ہلکی بارش شروع تھی۔ اور اس کے مکان کی ڈیوڑھی میں خوشگوار آگ کے گرد کئی آدمی کھردری بنچوں پر بیٹھے ہوئے تاپتے اور پائپ پی رہے تھے۔ کھڑکی کے پاس اس کی بی بی جس کا چہرہ موسم کی سختی کے باوجود اب بھی خوشگوار تھا۔ فکر آمیز نظروں سے ڈھونڈتے ہوئے اندھیرے میں اپنے شوہر کی صورت تلاش کر رہی تھی۔ دفعتاً اس نے اسے دیکھا اور دور سے آواز دی۔

"پانی پڑنے لگا ہے۔ کس لئے باہر کھڑے بھیگتے ہو اندر کیوں نہیں آ جاتے ہو؟"

جم ڈور کی نگاہ دہکتی آگ اور اپنی بی بی کے خوشنما چہرہ کی طرف گئی پھر اس نے اطراف میں جنگی عناصر کی بڑھتی ہوئی تیاریوں کو دیکھا اس کے بعد اطمینان و قناعت کا گہرا سانس لیکر وہ پھر ایک بار جھونپڑی کے دروازہ کی طرف مڑا۔

مگر عین اس وقت جب اس کا ہاتھ دروازہ کے ہینڈل پر رکھا ہوا تھا۔ وہ چلتا چلتا ٹھیر گیا اور کان لگا کے سننے لگا۔ خدا معلوم یہ اس کا وہم تھا یا کیا بہر حال اسے کوہستان کی بلندیوں پر کسی نامعلوم مقام سے کسی شخص کا آوازہ امداد سنائی دیا اتنے میں باد تند کا ایک جھونکا بارش کے پانی سے بھیگا ہوا اس کی طرف آیا اور اس کے ساتھ ہی وہ آواز پھر ایک بار سنائی دی۔ اب کی بار اس کو پختہ یقین ہو گیا کہ وہ کسی انسان کی آواز تھی۔ مگر آندھی اور تاریکی میں وہ اس بات کا فیصلہ نہ کر سکا۔ کہ وہ کہاں سے آئی ہے۔

جم ڈور ایک پابند مذہب کیتھولک عیسائی تھا۔ اس لئے اس آواز کو

سُن کر اس نے سب سے پہلے صلیب کا نشان بنایا اور اس کے بعد سوچنے لگا کہ گاؤں کے رہنے والوں میں سے کیا کوئی آدمی اس وقت گھر سے باہر ہے؟ کل بارہ آدمیوں کی بستی تھی۔ جن میں سے پانچ اس کی جھونپڑی میں بیٹھے آگ تاپنے اور کہانیاں سننے میں مشغول تھے۔ باقی سات کو اس نے شام کے وقت دیکھا تھا۔ اور وہ بھی یقیناً اپنے گھروں میں محفوظ ہوں گے۔

جم ڈوڈ کی طبیعت آسانی سے جوش میں نہ آتی تھی۔ بہرحال اس آواز کو پھر بارش کر اس میں بھی ہلکا جوش پیدا ہونا شروع ہو گیا۔ وہ تو چپ چاپ کرسی پر بیٹھا رہا مگر اس نے اپنا ہاتھ منہ سے لگا کے ایک تیز جوابی نعرہ اس زور سے مارا کہ جب اس کی گونج ہوا میں پھیلی تو وہ بکری مرغابیاں بھی جو آرام سے پڑی سو رہی تھیں بیدار ہو کے شور مچانے لگیں۔

اس کے ساتھ ہی جھونپڑی کا دروازہ کھلا اور جو لوگ اندر تھے مسٹر ڈوڈ کی پشت پر مضطربانہ باہر نکل آئے۔

"کیا ہوا؟" مسٹر ڈوڈ نے سب سے پہلے پوچھا۔ "اس شور کا کیا مطلب تھا؟"

اس نے پہاڑوں کی سمت میں اشارہ کیا اور کہنے لگا۔

"کسی آدمی کی آواز اس طرف سے آئی تھی۔ جاؤ لالٹین لاؤ۔ ہم چل کے اسے ڈھونڈیں گے۔"

"لیکن سب آدمی گھر پر ہیں۔ اس آندھی اور بارش میں باہر کون ہو گا؟"

"میں جھوٹ نہیں کہتا۔ میں نے کسی آدمی کی آواز اپنے کانوں سے سنی ہے"

گہری خاموشی چھا گئی جس کو قطع کرتی ہوئی وہی طلب امداد کی آواز پھر ایک بار ان کے کانوں میں پہنچی اس آواز کو سن کر سب لوگ حیران ہوئے۔ حتیٰ کہ بعض کو دہشت بھی محسوس ہونے لگی اس دور افتادہ بستی میں کوئی اجنبی بہت ہی کم آتا تھا

اور یہ آواز اس گاؤں کے رہنے والوں میں سے کسی کی نہ تھی۔ تو پھر وہ کس کی آواز ہو گی؟ اور وہ شخص نامعلوم اس وقت کس لیے ادھر آ رہا تھا۔ مٹھی بھر دیہاتی جو طبعاً کند ذہن اور وہمی تھے۔ بے بسی کی نظروں سے ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے۔ آخر کار مسز ڈور ہی حوصلہ کر کے بولی۔

”ضرور یہ کسی مرد کی آواز ہے اور وہ اگر اس آندھی اور بارش میں اس طرف آنا چاہتا ہے تو یقیناً اس کے گر کر ہلاک ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ جم کس لیے چپ کھڑے ہو؟ کیوں نہیں اس کی مدد کے لیے جاتے؟“

عورت کی تحریک سے مردوں کی گرتی ہوئی ہمتیں بحال ہوئیں اور وہ آگے چلنے کو تیار ہو گئے۔ لیکن وہ قدم بڑھانا ہی چاہتے تھے کہ بادِ تند کا جھونکا بے برگ درختوں کو سر جھکاتا ہوا آیا اور اس سے وہ لالٹین جسے مسز ڈور اپنے ساتھ باہر لائی تھی۔ گل ہو گئی۔ چاند اس سے پہلے ہی جنگ عناصر سے ڈر کر بادلوں کے پردہ میں چھپ چکا تھا اس لیے گھپ اندھیرے میں قدم آگے بڑھانا محال تھا۔ بس ایک آدمی کو اندر جا کر لالٹین دوبارہ روشن کرنی پڑی۔

اتنے میں طوفان اور بھی زیادہ شدت اور تیزی اختیار کر چکا تھا۔ آخر جب لالٹین دوبارہ جل کر آ گئی تو جم ڈور نے اس کو اپنے ہاتھ میں لیا۔ اپنی مختصر جمعیت کے آگے آگے چلنا شروع کیا اور باقیوں سے کہا۔

”بڑی بھیانک رات ہے سب آدمیوں کو اکٹھے مل کر رہنا چاہیے۔“

بارش سے بھیگتے سمندر کے نمکین جھاگ کا اثر اپنی آنکھوں اور بالوں پر محسوس کرتے۔ ہوا کے مقابلہ میں بمشکل قدم اٹھاتے وہ اس اونچی پہاڑی کی طرف ہو لیے۔ جدھر سے آواز سنائی دی تھی۔ چڑھائی شروع کرنے سے پہلے انہوں نے ایک دوسرے کے ہاتھ پکڑ لیے اور جم ڈور نے پھر ایک بار ساتھیوں سے کہا۔

"دیکھو کسی کا ہاتھ ڈھیلا نہ رہ جائے۔ ورنہ ہوا کے زور سے سمندر میں گر جانے کا احتمال ہے۔ ہاں اب چڑھنا شروع کرو۔"

تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد بارش سے بچنے کے لئے کسی چٹان کے سایہ میں ٹھہر کر دم لیتے وہ بتدریج پہاڑی پر چڑھتے گئے۔ ایک مرتبہ ٹھہر کر جم نے اندھیرے میں آواز دی جس کے جواب میں ایک اور آواز جو اب نسبتاً قریب تھی ان کو سنائی دی۔

"شاباش جوانو" جم نے لالٹین ہلاتے ہوئے کہا "اب ہم بالکل پاس آ پہنچے۔"

وہ ایک چھوٹی سی پگڈنڈی کی طرف مڑے جس کے عین نیچے سمندر کا مواج پانی شور پیدا کر رہا تھا۔ اب وہ بڑی آہستگی کے ساتھ ایک ایک قدم چلتے تھے اس کے چند لمحے بعد جم نے لالٹین والا ہاتھ اونچا اٹھایا۔ اور اس کے ساتھ ہی ان کو ایک آدمی کی دھندلی صورت دکھائی دی جو سڑک کے عین وسط میں کھڑا تھا۔

۲

"صاحبو میں رستہ بھول گیا۔" اجنبی نے جم ڈور اور اس کے ساتھیوں کو دیکھ کر کہا۔ "چونکہ گھپ اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ اس لئے نہ آگے قدم اٹھا سکتا تھا اور نہ پیچھے جانا ممکن تھا۔ مجبوراً میں نے امداد کے لئے آوازیں دیں۔ کیا آپ لوگ قلعہ کے رہنے والے ہیں یا گاؤں کے؟"

"ہم اس گاؤں سے آئے ہیں جو اس پہاڑی کے دامن میں واقع ہے۔" جم نے اندھیرے میں اس مقام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا جہاں ان کی جھونپڑیوں کا مجموعہ تھا۔ "اچھا ہوا آپ نے آگے قدم بڑھانے کی جرأت نہیں کی۔ ورنہ آپ ضرور گر جاتے کیوں بل کیا میرا خیال غلط ہے؟" اس نے اپنے ساتھیوں میں سے ایک کی طرف

مڑ کر پوچھا۔

"نہیں۔ بالکل ٹھیک ہے۔"

"یہی اندیشہ مجھ کو تھا،" اجنبی نے جواب دیا۔ "خیر اب میں چاہتا ہوں کہ یا تو آپ لوگ مجھے رات بھر کو پناہ دیں یا مجھے قلعہ گلینیزن میں پہنچا دیں۔"

اس بیان سے حاضرین میں سنسنی پیدا ہو گئی۔ چونکہ شاذ و نادر کوئی آدمی قلعہ میں آتا تھا اس لئے اس آدمی کا قلعہ کا راستہ پوچھنا حیرت انگیز تھا۔ تعجب سے گنیا ہو کر جم نے اپنی لالٹین اونچی اٹھائی اور پہلی دفعہ اجنبی کے چہرہ کی طرف دیکھا۔

وہ ایک دراز قد خوش قطع نوجوان تھا جس کے خوشنما چہرہ پہ طوفان اور خطرات کے باوجود کسی طرح کی گھبراہٹ کے آثار نمودار نہ تھے۔ اس کے علاوہ معلوم ہوتا ہے جم نے کچھ اور بھی دیکھا کیونکہ وہ فوراً لالٹین نیچی کر کے ادب کے ساتھ اپنی ٹوپی کو ہاتھ لگایا اور پھر کہا۔

"آپ راستہ بھول گئے۔ قلعہ کو جانے کے لئے داہنی طرف چلنا چاہیئے تھا اس طرف آنے کی حاجت نہ تھی۔ اب آپ کو کافی چڑھائی کرنی پڑے گی۔ علاوہ پھر راستہ بھی غیر محفوظ ہے۔"

"تو اس صورت میں تم بتاؤ مجھے کیا کرنا چاہیئے؟" نوجوان نے شانوں کو حرکت دے کر پوچھا۔ "کیا تم میں سے کوئی آدمی مجھے رات بھر کے لئے اپنے ہاں پناہ دے سکتا ہے؟"

"تکلیف نہ ہو تو میری ناچیز جھونپڑی جیسی بھی ہے حاضر کر سکتا ہوں۔" جم نے دوبارہ کہنا شروع کیا۔

"تکلیف۔ مجھ کو؟ انہیں میرے دوست میری ضرورتیں محدود ہیں۔ تاپنے کو آگ اور اوڑھنے کو ایک کمبل بس ان دو چیزوں کی ضرورت ہے۔ جو میں تمہارے ساتھ چاہتا ہوں۔"

باب ۱۹

اجنبی

۱

اس کے بعد یہ چھوٹا سا جلوس اس مقام کی طرف چلا - جہاں وادی کوہ میں چند جھونپڑیوں سے مجموعہ تھا - آگے جم ڈور اور اجنبی ، اور ان کی پشت پر باقی آدمی - ایک بار بھی ہیمون نے جم ڈور کا ہمسایہ اور شریک رفتار تھا کبھی قدرا آگے بڑھ کر جم سے علیحدگی میں گفتگو کا موقع پیدا کیا اور اس کو دو قدم اور آگے لے جا کر دبی آواز سے پوچھنے لگا -

"تم اسکو جانتے ہو - کون ہے ؟"

"یہ کچھ خیال میرے دل میں پیدا ہوتا ہے" جم نے پراسرار لہجہ میں جواب دیا "بہر حال تم کو چاہیئے اس کا ادب کرو اور دوسروں کو بھی ایسا کرنے کی تاکید کرو"

اس کے تھوڑی دیر بعد وہ ہموار سطح پر پہنچ کر بارش سے بچنے کو [illegible] کے سایہ میں چلتے گاؤں کی طرف ہوئے - ایک جانب پہاڑ کی بلندی پر قلعہ کے اندر دو ہی دو روشنیاں جھلملاتی نظر آتی تھیں - اجنبی نے متعجبانہ ان کی طرف دیکھا

"یہ روشنی کیسی ہے ؟" اس نے اس مقام کی طرف اشارہ کر کے پوچھا -

جم ڈور کی نگاہ اجنبی کے اشارہ کا پیچھا کر کے مقام مذکور کی طرف گئی اس نے جواب دینے سے پہلے صلیب کا نشان بنایا - پھر کہنے لگا -

"سرکار اسی کا نام کلینون کا قلعہ ہے "

اجنبی نے زیادہ گہری توجہ سے اس طرف دیکھا پھر کہا -

"ان دو روشنیوں میں اتنا فاصلہ کیوں ہے ... آہ !"

بارش اس دوران میں ہلکی پھوار کی صورت اختیار کر چکی تھی۔ دفعتاً ایک مقام پر بادل پھٹ گئے اور ماہ کامل کی روشنی بحر و بر اور شجر و حجر کو نمایاں کرتی چاروں طرف پھیل گئی۔ سمندر کے متلاطم پانی کی وسیع چادر کو حد نگاہ تک نمودار کر کے اس نے اس مقام پر جو سلسلہ کوہ چھپا ہوا تھا عجیب و حیرت انگیز سائے پیدا کرنے شروع کئے اور اس وقت قلعہ کوہ پر بنی ہوئی قلعہ کی سالخوردہ عمارت قدیم ہیبت ناک اور پر شکوہ دکھائی دینے لگی۔ اپنی اونچی فصیلوں، تباہ حال برجوں اور بھاری ستونوں کے ساتھ وہ عمارت ایک دلکش اور نظر فریب نقشہ پیش کرتی تھی جس کی پر اسرار اہمیت طوفان۔ وقت اور بکھری ہوئی چاندنی کی وجہ سے اور زیادہ بڑھی ہوئی تھی۔

جم تھوڑی دیر مستقل نگاہ سے ان دونوں روشنیوں کی طرف دیکھتا رہا۔ اسکے بعد چپ چاپ اپنے ساتھیوں کی طرف مڑا۔ اسکے منہ سے وہم آمیز دہشت کے الفاظ نکلے اور اس کی تقلید میں ہر شخص نے صلیب کا نشان بنایا۔

اس دوران میں اجنبی حیران و ششدر ان کی طرف دیکھ رہا تھا۔

"کیوں تم ایسا کرتے ہو؟" آخر کار اس نے پوچھا۔

"سرکار اس کی وجہ معقول ہے۔" جم نے اپنی آواز کو اور بھی ہلکا کر کے دبے لہجہ میں کہا۔ "کیا آپ اس روشنی کو دیکھتے ہیں جو بہت دور فاصلہ پر بیچ میں جلتی دکھائی دیتی ہے؟"

"ہاں دیکھتا ہوں۔ پھر؟"

جم نے مایوسانہ سر کو حرکت دے کر کہا۔

"یہ روشنی جو آپ کو قلعہ کے دور افتادہ حصہ میں نظر آتی ہے یقین کیجیے یہ کسی انسان کی پیدا کی ہوئی نہیں ہے۔"

اجنبی کے ہونٹوں پر اس مادہ پرست آدمی کی طرح جیسا کہ وہ تھا سب بے اعتباری کا ہلکا تبسم پیدا ہوا اس کی رائے میں اس طرح کی باتیں گاؤں کے ناتعلیم باشندوں کی جہالت کا نتیجہ تھیں۔ اس نے منہ سے کچھ نہیں کہا، تاہم اس کا پر اسرار تبسم معنی خیز تھا۔ فوراً ہی سب آدمی جم ڈور کی حماقت پر آمادہ ہو گئے۔ ان سب کو اچھی طرح معلوم تھا کہ تلہ کے اس حصہ میں بھوت رہتا ہے گاؤں کا کوئی ایک آدمی بھی ایسا نہ تھا جسے اس کی ہستی کا یقین نہ ہو۔ کسی اجنبی کا اس جگہ ان کی بستی میں آ کر اس کے متعلق شک کرنا ان کی نظروں میں انتہا درجہ کی بد تہذیبی تھی جس سے ہر ایک آدمی آزردہ نظر آنے لگا۔ لیکن اجنبی نے ان کے غصہ کا مطلب سمجھ کر ہاتھ کے اشارہ سے جوش رفع کرنے کی کوشش کی۔ پھر کہا۔

"صاحبو ناراض ہونے کی بات نہیں ہے چونکہ ان دیہات میں نو وارد ہوں اس لئے مجھے یہاں کے حالات کا علم نہیں، تاہم کسی محفوظ مقام پہنچنے کے بعد میں تم سے اس کا پورا قصہ سنوں گا۔ فی الحال میرے کپڑے شور ہو رہے ہیں۔ اور میں سردی محسوس کرتا ہوں۔ اس لئے نیک دل دوستو قدم بڑھاتے چلو تاکہ ہم جلدی کسی سایہ دار مقام پر پہنچ جائیں۔"

وہ ایسی جگہ جا پہنچے جہاں سے چند جھونپڑیوں کا مجموعہ داہنی طرف واقع تھا۔ جم ڈور کے مکان کی کھڑکی سے آگ کے ان تیز شعلوں کی جھلک جو مہمان کی آمد کے انتظار میں تیز کر دی گئی تھی فرحت بخش اور خوشگوار نظر آتی تھی۔ اسکو دیکھکر اجنبی نے اپنی رفتار تیز کی اور کہنے لگا۔

"آہ میرے دوست کیا یہ تمہارا مکان ہے بخدا میں نے ایسا راحت بخش نظارہ اس سے پہلے بہت کم دیکھا ہے۔"

ایک لمحہ بعد جم نے اپنی جھونپڑی کا دروازہ پاؤں سے کھولا۔ اور ایک گنوارانہ

اشارہ سے جو خوش آمدید کا مترادف تھا اس کو اندر آنے کے لئے کہا۔

"بس اب سردی میں نہ ٹھیرئیے" اس نے اپنے ساتھی سے درخواست کی "اندر تشریف لائیے۔ آگ روشن ہے۔ اور میری گھروالی آپ کے لئے خشک کپڑوں کا انتظام کرے گی ادھر آئیے آگ کے پاس" اور بیوی کو آواز دے کر "ارے کدھر غائب ہو گئیں یہ صاحب قلعہ کو جانا چاہتے تھے کہ رستہ بھول گئے۔ میں ان کو آج رات کے لئے اپنے ساتھ لیتا آیا ہوں۔ تم ذرا میرے اتوار کے پہننے کے اچھے کپڑے لا دو۔۔۔ کیوں مگر تم اس طرح کھڑی ہوئی گھور کس کو رہی ہو؟"

اس تقریر کے ابتدائی حصہ میں جم آتشدان کی آگ تیز کرنے اور معزز مہمان کے لئے کرسی بچھانے میں مشغول تھا جس کے بھیگے ہوئے کپڑوں سے کمرہ کی گرم فضا میں آتے کے بعد بخارات اٹھنے لگے تھے۔ لیکن جب اپنی تقریر کے آخری حصہ میں جم ڈورنے بی بی کو دیر تک نہ آتے دیکھ کر پیچھے کو دروازہ کی طرف دیکھا۔ تو جو نظارہ اسکو دکھائی دیا وہ اس کے ذہن پر صدمہ پیدا کرنے والا تھا۔ کیا دیکھتا ہے کہ اس کی گھروالی دونو ہاتھ سر کی طرف اٹھائے حیرت آمیز جمی ہوئی نظروں سے اجنبی کی طرف گھور رہی ہے۔ اس کے چہرہ کی رنگت اور انداز بالکل بدلا ہوا اور ایسا تھا کہ جم ڈورنے جب سے ان کا نکاح ہوا کبھی اس کے چہرہ پر نہ دیکھا تھا رخسارے بے رنگ اور سیاہ۔ آنکھیں ہیبت کا احساس لئے ہوئے اس کی عام حالت اس شخص سے ملتی تھی جو کسی خطرہ نادیدہ کے پیش آنے سے رعشہ میں مبتلا ہو گیا ہو۔

اس نے شوہر کے سوال کا کچھ جواب نہ دیا۔ بلکہ اسی طرح چپ چاپ کھڑی رہی ہونٹ تھرتھراتے چہرہ آگ کی روشنی میں تمتمایا ہوا اور آنکھیں نارا ض کرجمی ہوئی تھیں۔ اس کے شوہر نے بے صبری سے اپنے فقرہ کو دہرایا۔ اور اجنبی نے

اس طرح لاپروائی سے پیچھے مڑ کر دیکھا گویا معلوم کرنا چاہتا تھا کہ اس غصہ کا کیا مطلب ہے۔ اس کی حرکت وہ کام کر گئی جو شوپسنگ کے الفاظ نے نہ کیا تھا۔ یعنی بڑی آہستگی سے چل کر وہ عورت کمرہ کے وسط میں پہنچی اور اس کے چہرہ کا انداز اپنی معمولی حالت پر آگیا۔ گو اس میں شک نہیں کہ اب وہ پہلے کی نسبت کسی قدر پیلا ضرور تھا کہنے لگی تم تمہارے کپڑے اس جگہ کے لئے میں رکھے ہیں جن میں سے اس خیال سے نکال کے رکھ دیئے تھے کہ شاید ان کی ضرورت ہوگی۔۔ کیا ان کے لئے کھانا تیار کروں؟

"کھانا! میرے لئے؟" اجنبی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "بیکار عورت ایک چھوٹا سا جملہ میری اس وقت کی حالت کو ظاہر کرسکتا ہے یعنی یہ کہ میں بھوک سے جاں بلب ہو رہا ہوں۔ سوال کے لئے معاف کیجیے۔ بہر حال اس وقت گھر میں کون سی چیز تیار ہے؟"

"صاحب! ایسی چیزیں جو آپ کے لائق ہوں۔ بہت کم ہیں" عورت نے جواب دیا "البتہ تھوڑا سا نمکین گوشت اور مچھلی بہت سا موجود ہے۔ اور مچھلی چونکہ تازہ ہے اس لئے امید ہے آپ اسکو پسند کریں گے۔ اس کے علاوہ میں آپ کے لئے چاء تیار کرکے لا سکتی ہوں"

"میری رائے میں مچھلی خوب ہوگی" اجنبی نے جواب دیا۔ "اور اس کے ساتھ چاء بھی لیکن گوشت میں شاید تھوڑا سا کھا سکوں۔ خدا کا شکر ہے تم لوگوں نے میری آواز سن لی ورنہ کیا معلوم میرا کیا حال ہوتا۔ اور اب یہ بتاؤ میں ان کپڑوں کو کس جگہ تبدیل کرسکتا ہوں؟"

"آپ یہیں آگ کے پاس کھڑے ہوکر تبدیل کرلیں" عورت نے جواب دیا "تم میرے ساتھ دوسرے کمرہ میں آجاؤ۔ وہاں بھی آگ جلتی ہے اور صاحب میں

آپ کا کھانا ابھی تھوڑی دیر میں حاضر کرتی ہوں۔"

زن و مرد آگے پیچھے کمرہ سے رخصت ہو گئے۔

۷

اس کے تھوڑی دیر بعد عورت ایک دھوئی ہوئی سپید چادر بازو پہ رکھ کر لائی اور دسترخوان بچھانے کی تیاری کرنے لگی۔ اس اثنا میں مہمان نے جم ڈورا کے وہ کپڑے جو عورت نے اس کے لئے نکال رکھے ہوئے تھے پہن لئے تھے۔ اور چونکہ بڑی دیر تک بارش اور سردی میں رہنے کی وجہ سے وہ مضمحل اور تھکا ماندہ تھا اس لئے صاف ستھرے کپڑے پہن کر آگ کے پاس بیٹھے بیٹھے اسکو نیند آنے لگی چنانچہ جب مسز ڈورا اندر آئی تو وہ بیٹھا اونگھ رہا تھا۔ ایک بار دو بار عورت نے چھپی نظروں سے اس کی طرف دیکھا گویا اس بارہ میں اطمینان کرنا چاہتی تھی کہ وہ سوتا ہے یا نہیں۔ پھر اس بارہ میں یقین کرنے کے بعد بڑی آہستگی سے چلتی وہ اس کے پاس گئی۔ اور اس کے چہرہ کی طرف دیکھنے لگی۔ اس کے شوہر کے ڈھیلے لباس میں اجنبی کی صورت اور بھی دلکش نظر آتی تھی۔ وہ جب کھڑی ہوئی۔ اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔ تو کوئی چیز اس کو اپنے حلق کے اندر اٹکتی معلوم ہوئی۔ اور اس کا دل بڑے زور سے دھک دھک کرنے لگا۔ ساتھ ہی خوف کا احساس پھر ایک بار تازہ ہونا شروع ہوا۔ سوچتی تھی یہ کس لئے آیا ہے اور اس کا مدعا کیا ہے؟ کاش وہ اس سے دریافت کرنے کی جرات کر سکتی۔

فاصلہ پر اس کے شوہر کے پاؤں کی بھاری چاپ سنائی دی۔ اور اس کی آمد سے مطلع ہو کر وہ پھر ایک بار میز کی طرف ہٹ گئی۔ لیکن ایک ہاتھ اب بھی اس انداز سے پہلو پر رکھا ہوا تھا گویا درد کی تکلیف کم کرنا چاہتی تھی۔ اتنے میں جم ڈورا ایک ہاتھ میں چینی کی رکابی اور دوسرے میں چائے دانی لئے جس سے دھوئیں کے بادل

اٹھا رہے تھے۔ کمرہ میں داخل ہوا اور ایک چیز اہتمام کے ساتھ رکھ کر انہوں نے مہمان کو بیدار کیا۔ وہ جلدی سے بیدار ہوا کھڑا ہو کر کرسی کھینچتا میز کی طرف گیا۔

"شاید میں سو گیا تھا۔" اس نے متحیر نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ "حالانکہ میرا خیال تھا مجھ جیسے آدمی کو نیند بہت کم آتی ہے۔" پھر اس کے بعد کھانا شروع کر کے مسز ڈور سے اس نے کہا۔ "آپ کی تیار کی ہوئی مچھلی خوب ہے۔ اس سے بہتر میں نے عمر بھر میں نہ کھائی تھی۔"

"صاحب میں خوش ہوں کہ آپ اس کو پسند کرتے ہیں۔" عورت نے جواب دیا۔ "اس جگہ دریا میں ایسی ہی چیزیں میسر آسکتی ہیں۔"

"چائے بھی کتنی نفیس ہے۔" اجنبی نے پیالی ہاتھ سے رکھتے ہوئے کہا۔ "ابھی سے مجھ کو اپنی حالت میں اصلاح معلوم ہونے لگی ہے۔"

کھانے کے دوران میں ایک دو مرتبہ دروازہ کھلا۔ کوئی شخص ذرا سی گردن اندر داخل کر کے دیکھتا اس کے بعد چند معذرتی الفاظ کے ساتھ رخصت ہو جاتا۔ پہلے اس واقعہ سے اجنبی کو حیرت ہوئی۔ لیکن پھر دفعتاً حقیقت حال سے واقف ہو کر اس نے کہا۔

"مسز ڈور یہ کیا اس گاؤں کی سرائے ہے؟"

"جی ہاں" اس نے جواب دیا۔

"اسی لئے یہ آدمی اندر آنا چاہتے ہیں میں اجازت دیتا ہوں کہ ان کو اندر آنے دو۔ کسی کو روکنے کی حاجت نہیں ہے۔"

"مگر وہ آپ کو پریشان کریں گے" عورت نے رکتے ہوئے جواب دیا۔ "وہ لوگ دیہات کے رہنے والے بالکل گنوار ہیں۔۔۔"

"خیر میں حکم دیتا ہوں کہ ان کو اندر آنے دو۔ یہ بات مجھ کو ناپسند ہے کہ میری

وجہ سے اندرون کو تکلیف ہو۔

وہ دروازہ کی طرف گئی اور ان لوگوں کو اندر بلا لیا۔ متاثل انداز سے وہ اندر آکے آگ کے گرداگرد بیٹھ گئے اندر آتے وقت ہر شخص اجنبی کو جھک کے سلام کرتا اور بیٹھ جاتا تھا۔

"میرے نیک دل دوستو" اجنبی نے ان سب کو مخاطب کر کے کہا۔ "میں تمہاری آمد کا ممنون ہوں تم مجھے دیکھنے کے لیے آئے ہو اور میں تمہارے سامنے حاضر ہوں اپنے گلاس بھر لو۔" پھر جم ڈور کی طرف مڑ کر "آج جو کچھ چاہا جائے وہ میرے خرچ پر ہوگا۔"

شکریہ کے الفاظ بھی جھنجھناہٹ کی صورت میں سنائی دیے اور ہر شخص کے منہ پر رونق آگئی۔ چند لمحوں کے عرصہ میں اجنبی بھی کھانے سے فارغ ہو گیا اور کرسی کو اپنے ساتھ گھسیٹ کر انہی لوگوں میں جا بیٹھا۔ اپنے بھیگے ہوئے کوٹ کی جیب سے جو آگ کے پاس لٹکا ہوا تھا اس نے ایک مراکو کیس نکال کے سگار برآمد کیا وہ پھر کرسی کی پیٹھ پر جھک کر مسٹر ڈوار سے کہنے لگا۔

"آپ مسٹر ڈور میں اس قلعہ کی پراسرار روشنی اور بھوت کے بارہ میں جو قصہ تم کو معلوم ہے سننا چاہتا ہوں۔ مہربانی سے کہنا شروع کرو۔"

باب ۲۰

پراسرار روشنی

۱

جم ڈور نے اس آدمی کی طرح جیسے کوئی بہت دلکش قصہ بیان کرتا ہو۔ ایک دو بار گلا صاف

گیا۔ اس کے بعد پھر سے اطمینان کے ساتھ بیٹھ گیا۔ اس کے حلقہ سامعین میں ہر چند بیشتر حصہ ان لوگوں کا تھا جو اس داستان کو بارہا سن چکے اور شاید خود بھی کئی بار اپنے احباب سے کہہ چکے تھے تاہم وہ سب گہری دلچسپی کے ساتھ نصف دائرہ کی صورت میں جمع ہو کر بیٹھ گئے اور اپنی گردنیں بڑھا لیں۔

مگر اس تصویر میں دو صورتیں نمایاں اور خصوصیت سے قابل ذکر تھیں ایک اجنبی اور دوسری ٹم ڈور کی بی بی کی۔ اول الذکر جس نے سرائے دار کا دیا ہوا موٹا اونی بھدا لباس پہنا ہوا تھا اپنے خوشنما چہرہ مہرہ بدن اور موزوں خط و خال کی وجہ سے کسی امیر ابن امیر کی نقش اور شبیہ صورت پیش کرتا تھا۔ اپنی سال خوردہ لیکن آرام کرسی کی پشت پر جھکا ہوا وہ دونوں ہاتھ سے پیالہ انگلیوں میں خوشبودار تمباکو کا سگار لئے بیٹھا تھا جس کے نیلگوں دھوئیں کے حلقے بھی خمدار لکیر کی صورت میں چھت کی طرف اٹھ رہے تھے۔ اس کے باریک ہونٹ انداز تبسم سے کھلے تھے۔ اور آنکھیں تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد اس طرح چاروں طرف گھوم جاتی تھیں۔ گویا اس نظارہ عجیب کی صحیح اہمیت سمجھنے کی کوشش کرتی ہیں۔ مگر اس کے چہرہ پر افسردگی۔ مایوسی اور سنگینی کے آثار موجود تھے جن کو کسی وجہ خاص سے منسوب نہ کیا جا سکتا تھا۔ گو ان کی موجودگی یقینی تھی۔ یہ اس تصویر کی پہلی قابل ذکر صورت تھی۔

اور دوسری مسز ڈور کی۔ وہ اس حلقہ سے کسی قدر پیچھے ہٹ کر ایک گوشہ تاریک میں اس طرح دبکی بیٹھی تھی کہ نہ آگ اور نہ لیمپ کی روشنی اس کے اندھیرے میں چھپے ہوئے چہرہ پر عکس فگن تھی۔ اس کے زانو پر سلائی کا کچھ کام رکھا تھا۔ مگر اس وقت اس کی توجہ اس کام پر بالکل نہیں تھی۔ دونوں ہاتھ جوڑ کر اس کے اوپر رکھے ہوئے تھے۔ اور وہ بھی اوروں کی طرح آگے کو جھکی بیٹھی تھی۔ جب تھوڑی تھوڑی دیر

کے بعد جلتی ہوئی آگ کی روشنی اس کی آنکھوں میں عکس افگن ہوتی تو وہ روشن اور چمکیلی نظر آتی تھیں۔ کوئی شخص سرسری نظروں سے دیکھتا تو وہ اس کی مڑی ہوئی انگلیاں اور گہرے سکوت سے ضرور یہ نتیجہ اخذ کرنے پر مجبور ہوتا کہ حاضرین میں سب سے گہری دلچسپی جم ڈوڈر کے قصہ سے اس کو ہے۔ حالانکہ یہ بات بالکل عجیب تھی کیونکہ اس نے وہ داستان بارہا اپنے شوہر کی زبانی سنی تھی۔

آخر جب عرصہ سکوت خاصا لمبا ہوگیا تو حاضرین کی طرف سے بے تابی کی علامات ظاہر ہوتے دیکھ کر جم ڈوڈر نے بیان کرنا شروع کیا۔

"پہلی بات جو میں آپ کے روبرو واضح کرنا چاہتا ہوں یہ ہے" اس نے اجنبی کو مخاطب کرکے کہنا شروع کیا کہ "وہ قلعہ جس کی عمارت تھوڑی دیر پیشتر آپ نے دیکھی تھی کلیبیزن کے نام سے مشہور ہے اور وہ ارل آف السٹن کی ملکیت ہے یا یوں کہنا چاہیئے کہ ہوا کرتی تھی ... یقیناً آپ نے ارل آف السٹن کا نام سنا ہوگا؟"

اجنبی نے سر کے اشارہ سے ہاں کہی اور اس کے بعد "بیشک میں نے ان کا نام سنا ہے۔" اس نے جواب دیا۔

"شہر لندن میں ان کو بہت شہرہ حاصل تھا۔" جم ڈوڈر نے کہا "اور میں نے سُنا ہے کہ وہ بڑے بڑے کام کیا کرتے تھے۔ ان کی صورت سے بھی ظاہر ہوتا تھا کہ وہ بڑے کام کرنے والے آدمی تھے۔"

"تو کیا وہ کبھی کبھی اس قلعہ میں آیا کرتے تھے؟" اجنبی نے جس کی خاطر یہ قصہ بیان کیا جا رہا تھا۔ قطع کلام کرکے پوچھا۔

"جی نہیں مگر دیکھیئے میں اس کا حال عنقریب ہی عرض کر رہا ہوں۔ ہر چند وہ یعنی ارل آف السٹن بڑے مصروف آدمی تھے۔ اور لندن میں ہی ان کو بہت سے کام رہا کرتے تھے۔ مثلاً پارلیمنٹ میں جانا۔ کتابیں لکھنا۔ سرکاری کام کرنا وغیرہ

تاہم ہر دوسرے یا تیسرے مہینے وہ میرے خیال میں آرام کرنے کے لئے اس جگہ چند دن یا بعض اوقات ایک ہفتہ کے لئے ضرور آجاتے تھے۔ گرمیوں میں اپنے دخانی جہاز پر بیٹھ کر اور سردیوں میں خشکی کی راہ سے۔ مگر کچھ بھی ہو۔ وہ آیا ضرور کرتے تھے۔ اور ان کی آمد ہمیشہ بغیر کسی اطلاع کے ہوا کرتی تھی۔ یعنی پہلے سے کسی کو ان کی آمد کا حال معلوم نہ ہوتا تھا۔ قلعہ کے جنوبی برج میں ایک کمرہ گرمی سردی ہر موسم میں ان کے لئے تیار رہتا تھا۔ اور وہ ہمیشہ اسی میں آکر رہتے تھے۔ یہی وہ کمرہ ہے جس نے آواز دیا کر بیان کیا جس میں آپ کو وہ روشنی نظر آئی تھی۔"

"تو پھر اب کون اس کمرہ کو استعمال کرتا ہے؟" اجنبی نے دفعتاً پوچھا۔

حاضرین کے منہ سے حیرت و اسرار کی آوازیں نکلیں۔ جم نے بھی سر ہلایا۔ اور اس کے بعد صلیب کا نشان بنا کر کہنے لگا۔

"سنیئے۔ اس کا حال میں آپ سے عرض کرتا ہوں جن دنوں ارل یہاں رہتے تھے۔ تو وہ ہر روز رات کو قریباً دن چڑھے تک لیمپ جلا کے بیٹھے رہتے اور کاغذات سامنے رکھے کام کیئے جاتے تھے۔ دن نکلنے کے قریب روشنی گل ہوجاتی اور اس وقت ہم لوگ سمجھ لیتے کہ اب وہ آرام کرنے کو لیٹ گئے۔ دوپہر تک وہ پڑے سویا کرتے اس کے بعد یا تو پہاڑوں پر شکار کھیلنے چلے جاتے یا کشتی پر سوار ہو کر خلیج کی سیر کرنے یا بعض اوقات مچھلیاں پکڑنے چلے جاتے تھے۔ ان موقعوں پر وہ ہمیشہ تنہا رہتے اور اپنی مرضی کے مطابق تفریح حاصل کیا کرتے تھے۔ چند دن اس جگہ رہنے کے بعد ان کی صحت پہلے کی نسبت اچھی ہوجاتی تھی۔"

"اور کیا وہ ہمیشہ تنہا اس جگہ آتے تھے؟" اجنبی نے پوچھا۔

"جی ہمیشہ کبھی کوئی دوسرا آدمی ان کے ہمراہ نہیں دیکھا گیا۔ اس کے علاوہ جگہ اس قابل بھی نہیں ہے کہ بہت سے لوگ اس میں رہ سکیں۔ ایک یا دو کمرہ

کے سوا باقی سب عمارت کھنڈروں کا ڈھیر ہے۔ اس کے بعد کچھ عرصہ ہوا... کیوں جی یاد ہے کتنا عرصہ ہوا؟ اس نے دفعتاً اپنی بی بی کی طرف مڑ کر پوچھا۔

"کوئی چھ مہینے ہوئے" اس نے آہستہ سے جواب دیا۔

"ہاں چھ مہینے ہوئے" جم نے سلسلہ تقریر جاری رکھ کر کہا "میں اپنے بعض دوستوں کے ساتھ مچھلیاں پکڑ کے واپس آیا تو وہ روشنی ارل کے کمرہ میں دکھائی دی اور اس وقت میں نے دیکھا کہ وہ پہلے کی نسبت واضح اور تیز تھی۔ قدرتی طور پر ہم نے اس کا مطلب یہی سمجھا کہ ارل آف السمسٹن حسب معمول تبدیل آب ہوا کے لئے آئے ہیں۔ صبح کو میں اور بل ٹوڈس ہم دونو یہ معلوم کرنے قلعہ میں گئے کہ ان کے لئے تازہ مچھلی یا کوئی اور چیز درکار ہو تو لائیں۔ صرف دو شخص قلعہ کی نگرانی کیا کرتے تھے۔ ایک مسز سمتھ جو بڑی عمر کی نیک دل اور شریف عورت ہے۔ دوسرا اس کا بھائی جو کرٹیس جو فاتر العقل دیوانہ ہے۔ ہم پچھواڑے کے رستے سیدھا باورچی خانہ میں گئے۔ مسز سمتھ اس جگہ نہیں تھی۔ ہم نے تھوڑی دیر انتظار کیا۔ اور اس کے بعد اس کمرہ میں جس میں وہ رہا کرتی تھی گئے۔ دیکھا تو وہ بیٹھی رو رہی تھی۔ اس سے میں نے خیال کیا کہ شاید ارل جیسا ان کی عادت تھی بلا اطلاع آ گئے اور چونکہ مسز سمتھ پہلے سے جگہ صاف کر کے نہ رکھ سکی۔ اس لئے انہوں نے فہمائش کی۔ بس میں نے کہا کیوں مارتھا کیا بات ہے۔ کیا وہ تم پر خفا ہوئے؟ عورت نے تعجب سے میری طرف دیکھا اور کہنے لگی کس کی بات کرتے ہو۔ کس پر خفا ہوئے؟ میں نے جواب دیا۔ ارل کے بارہ میں کہتا ہوں۔ کل رات جنوبی برج کے اس حصہ میں جہاں وہ رہا کرتے ہیں لیمپ جل رہا تھا۔ اس لئے معلوم ہوا وہ آ گئے۔ اس فقرہ کو سن کر مسز سمتھ تھر تھر کانپنے لگی اور اس نے ایک ہاتھ اپنے پہلو سے لگا لیا۔ پھر بولی نہیں وہاں تو کوئی لیمپ روشن نہ تھا۔ اب میرے حیرت زدہ

ہونے کی باری تھی۔ کیا کہتی ہو؟ میں نے اس سے پوچھا۔ میں نے اور بل نے اپنی آنکھوں سے روشنی دیکھی جو بہت تیز تھی۔ آخر وہ کب آئے تھے؟ اس کے جواب میں اس نے ایک لفظ تک نہیں کہا۔ اور تقریباً ایک لمحہ عجیب طرح کی نظروں سے جن کو یاد کر کے اب بھی میرے بدن میں لرزہ ہوتا ہے۔ میری طرف دیکھتی رہی۔ اس کے بعد پیچھے کی طرف گر کے بیہوش ہو گئی۔ میں عرض نہیں کر سکتا کہ کتنی بڑی مشکل مجھے اور بل کو اسے ہوش میں لانے میں پیش آئی... کیوں بل تم کو یاد ہے؟

اس شخص نے جس کا نام بل تھا۔ منہ سے پائپ نکال کر دھوئیں کا بادل اڑایا پھر زور سے سر ہلا کر کہنے لگا"... اوہ میں کیا اسے بھول سکتا ہوں؟"

"بس صاحب خدا آپ کا بھلا کرے۔ ہم نے پہلے تو اس کے بٹن کھول لیے۔ پھر کئی ڈول سرد پانی کے اس کے سر پر بہائے۔ پھر ایک مرغ کی دم کے کئی پر نوچ کر ان کا دھواں اس کے نتھنوں میں پہنچایا۔ آخر بڑی مشکلوں سے ہم اس کو ہوش میں لانے میں کامیاب ہوئے۔ چنانچہ وہ جب بولنے کے قابل ہوئی تو ہم نے اس سے پوچھا کہ کیا بات تھی تم بے ہوش کیوں ہو گئیں؟

"وہ کہنے لگی"تم لوگ ان کے آنے کا ذکر کرتے تھے"۔ اور پھر چپ ہو گئی۔ میں نے پوچھا۔ ہاں ان کا ذکر کرتے تھے پھر کیا؟

"کہنے لگی وہ تو مر گئے"... "مر گئے! کب؟" ہم نے یک زبان ہو کر پوچھا۔" کل رات تو ہم نے ان کے کمرہ میں لمپ روشن دیکھا تھا۔ اور تم کہتی ہو مر گئے!"

"ہاں ان کو قتل کر دیا گیا"۔ اس نے سہمی ہوئی آواز سے جواب دیا۔

"کب!... کہاں!" بل نے دہشت زدہ ہو کر پوچھا۔

"پرسوں۔ لندن میں" مسز سمتھ نے جواب دیا۔

"مگر مجھے اس کی بات کا پھر بھی یقین نہ آیا۔ عقل باور نہ کرتی تھی کہ ایسا ہوا ہو۔

"تو پھر کل ان کے کمرہ میں روشنی کا کیا مطلب تھا؟" میں نے آخرکار پوچھا۔

اس نے اس کمرہ کی کنجی کی طرف جو دیوار کے ساتھ ٹنگی ہوئی تھی۔ اشارہ کیا اور میرے بدن میں یہ دیکھ کر خوف کی تھرتھری پیدا ہو گئی کہ وہ کنجی مکڑی کے جالوں سے ڈھکی ہوئی تھی۔

کہنے لگی "یہ کنجی دو مہینوں سے اس جگہ رکھی ہوئی ہے۔ مالک نے آخری بار جب وہ اس جگہ آئے تھے تو ہدایت کی تھی کہ ہمارے آنے تک اسے ہاتھ نہ لگانا۔"

"مگر ہم دونوں نے اپنی آنکھوں سے روشنی دیکھی ہو" میں نے جواب دیا۔ "اور بل میرے اس بیان کی تصدیق کر سکتا ہے۔"

۲

اس کے ہونٹ پیلے پڑ گئے۔ تھرائی ہوئی آواز سے کہنے لگی۔

کوئی آدمی اس کمرہ کے اندر نہیں گیا۔ پس اگر کل رات تم لوگوں نے اس کے اندر روشنی دیکھی تو پھر خدا ہماری مدد کرے۔ کیونکہ وہ روشنی کسی انسان کے ہاتھ کی پیدا کی ہوئی نہ تھی!

باب - ۱۲

دریافت

۱

تھوڑی دیر سکوت رہا۔ اجنبی کا چہرہ اور اس کا انداز ظاہر کرتا تھا کہ گو وہ اس واقعہ سے بہت زیادہ متاثر نہیں ہوا۔ تاہم کوئی گہری سوچ اس کے دل میں پیدا ہو گئی ہے۔

"یہ روشنی" آخرکار اس نے پوچھا۔ "کیا عموماً نظر آتی ہے؟"

"جی ہاں۔ راتوں کو بارہا۔"

"اور تم کو پورا یقین ہے کہ اس کمرہ میں داخل ہونے کا اور کوئی رستہ اس دروازہ کے سوا نہیں ہے جس کی کنجی تم نے دیکھی تھی؟"

"نہ۔ اور کوئی رستہ اس کے اندر جانے کا نہیں ہے۔"

"تمہارے خیال میں وہ عورت... مسز۔ کیا نام اس کا۔ جو قلعہ کی حفاظت کیا کرتی ہے۔ یا اس کا بھائی۔ اس معاملہ سے کوئی تعلق رکھتے ہیں؟"

"بالکل نہیں۔ اس لئے کہ کئی بار جب وہ ہمارے پاس گاؤں میں آئے ہوئے تھے تب بھی وہ روشنی بدستور جلتی ہوئی دیکھی گئی۔"

"نہایت عجیب بات ہے۔" اجنبی نے انداز حیرت سے کہا۔ "خدا معلوم وہ اب بھی ہے یا نہیں؟"

وہ دروازہ کی طرف بڑھا اور سب آدمی اس کے ساتھ ساتھ ہو لئے۔ جم ڈورسٹ نے آگے بڑھ کر دروازہ کھول دیا۔ اس کے ساتھ ہی باد تند کا جھونکا بارش کے پانی سے ملا ہوا کمرہ میں داخل ہوا اور لالٹین کو گل کر کے دیواروں پہ لگی ہوئی سالخوردہ تصویروں کو سرسراتا ہوا نکل گیا۔ یہ حالت دیکھ کر پلی فوراً ہی اکثر آدمیوں کے ساتھ پیچھے لوٹ آیا۔ اور بڑبڑاتے ہوئے کہنے لگا۔ "اس آندھی اور بارش میں آگ کے پاس سے اٹھ کر [illegible] ہی جانا حماقت ہے۔" لیکن جم ڈورا اور اس کا مہمان طوفان کی بڑھی ہوئی شدت کی پروا نہ کر کے دروازہ سے باہر نکلے اور اس حالت میں کہ بارش کے تیز قطرے ان کے منہ پر لگتے اور باد صرصر کے جھونکے سنسناتے ہوئے کانوں کے پاس سے گذر رہے تھے پہاڑ کی اونچائی پر اس مقام کی طرف دیکھنے لگے۔ جہاں ٹوٹے ہوئے قلعہ کے کھنڈر دور تک پھیلے ہوئے رات کی تاریکی میں سیاہ تر نقش پیش کرتے تھے۔ اس

جگہ ان کی نظروں کے سامنے مختلف مقامات پر دو جداگانہ روشنیاں واضح اور صاف دکھائی دیتی تھیں۔ ایک مدھم اور جھلملاتی ہوئی خشکی کی سمت میں دوسری تیز اور مشتعل قلعہ کے اس حصہ میں جو قلعہ کوہ سے آگے سمندر کی طرف نکلا ہوا تھا اور جس کا عکس ایک لمبی متحرک لکیر کی صورت میں خشمناک اور تاریک سمندر کی سطح پر دکھائی دیتا تھا۔ قریباً ایک لمحہ وہ دونو اس کی طرف دیکھتے رہے۔ اس کے بعد جم ڈور جو دروازہ کو ایک ہاتھ سے تھامے ہوئے کھڑا تھا۔ اسے کھول کر۔ اجنبی کو ساتھ لئے پھر جھونپڑی کے اندر داخل ہوا جو لوگ پہلے سے اندر بیٹھے تھے۔ انہوں نے اجنبی کے لئے آگ کے پاس جگہ خالی کر دی۔ تھوڑی دیر بارش اور سردی میں باہر کھڑا رہنے کے بعد وہ پھر ایک بار آگ تاپنے لگا تھا۔ تیز شعلے اس کے خوشنما چہرہ کو روشن کر رہے تھے۔ ہر شخص تعجب آمیز نظروں سے اس کی طرف دیکھتا اور سوچتا تھا کہ وہ اس پراسرار روشنی کے بارہ میں کیا رائے ظاہر کرے گا۔ اور اس کے ساتھ ہی ہر شخص کے دل میں خیال پیدا ہوتا تھا۔ کہ وہ کون ہے اور اس دور افتادہ مقام پر اس کی آمد کی اصلی وجہ کیا ہے ؟

"کیوں جم آپ نے وہ روشنی دیکھ لی ؟" بل نولڈس نے خلاف عادت منہ سے پائپ نکال کر پوچھا۔

نوجوان اس طرح چونکا گویا یہ سوال اس کے سلسلہ خیالات کو منقطع کرنے والا تھا

"ہاں میں نے اسے دیکھا۔" اس نے جواب دیا۔ "اور اگر ایسی طوفانی رات نہ ہوتی تو میں اسی وقت قلعہ میں جا کر اس راز کو حل کرنے کی کوشش کرتا۔ لیکن تم لوگوں نے جہاں اتنی مدت صبر کیا ہے۔ امید ہے ایک دن اور صبر کرو گے۔ کل رات میں ضرور اس کی اصلیت معلوم کروں گا۔"

اس بیان پر حاضرین میں سنسنی پیدا ہو گئی۔

"لیکن سوال یہ ہے" جم ڈور نے کہنا شروع کیا۔ "کیا مسٹر ہنٹ آپ کو اندر جانے

دے گی ؟ آج تک کبھی کوئی اجنبی قلعہ کے اندر نہیں گیا . . . لیکن اُف رحم خدا ! " وہ دفعتاً چونک کر کہنے لگا ۔ " کیا میری آنکھیں دھوکا تو نہیں دیتیں ؟ . . . دیکھنا ۔ دیکھنا ۔ ذرا آپ کی صورت کو غور کرکے دیکھنا ! "

" کیوں ۔ کیا ہے ؟ " بل فولڈس نے اٹھتے ہوئے کہا اور اس کی نگاہ جم کی کانپتی ہوئی انگلی کے اشارہ کا پیچھا کرکے اس مقام کی طرف گئی جہاں اجنبی کھڑا تھا ۔

" کیا تم نہیں دیکھ سکتے ہو کہ یہ ارل کی اپنی تصویر ہے ؟ " جم نے تھرائی ہوئی آواز سے کہا

اس کے بعد ہر ایک آنکھ اجنبی کے چہرہ کی طرف اٹھی ۔ اور آن واحد میں ہر شخص نے اس مشابہت کو جو اجنبی اور آنجہانی ارل آف السٹن کے چہرہ میں تھی جان لیا ۔ . . . سوائے ایک مسز ڈورس کے ۔ جو غالباً پہلے ہی اس حقیقت سے واقف تھی ۔ کیونکہ اس دریافت کے بعد اس کے چہرہ کا ایک عضو تک نہ ہلا ۔

نوجوان کے ہونٹوں پر ہلکا تبسم پیدا ہوا ۔ کہنے لگا ۔

" چونکہ میں نہیں چاہتا تم لوگ مجھے ارل آف السٹن کی روح سمجھو ۔ اس لئے میں واضح کر دیتا ہوں کہ میرا نام لارڈ کلبیون ہے . . . "

" اور آپ لارڈ السٹن کے بیٹے ہیں ؟ " جم نے رکی ہوئی آواز سے پوچھا ۔

" ہاں "

۳

ایک یا دو لمحوں کے بعد ہیبت ناک خموشی کو قطع کرتی ہوئی لارڈ کلبیون کی آواز سنائی دی ۔

" تم لوگ ناحق اتنے پریشان ہوتے ہو ۔ تم نے مجھ پر بڑی عنایت کی ہے ۔ اور میں اس کے لئے سب کا شکرگذار ہوں ۔ "

اس مختصر تقریر سے کسی حد تک حاضرین کی دلجمعی ہو گئی تو بھی ہر شخص محسوس کرتا تھا کہ ایک ایسے نامی رئیس کی موجودگی میں کرسی پر بیٹھنا ناممکن ہے۔ بھدے لیکن مودبانہ سلام کے ساتھ وہ سب ایک ایک کر کے رخصت ہو گئے۔ حتےٰ کہ اس کمرہ میں اجنبی کے سوا فقط جم ڈوڈر اور اس کی بی بی رہ گئی۔ جن میں سے اول الذکر سراسیمہ نظروں سے کبھی ایک کو اور کبھی دوسری کو دیکھنے لگتا تھا۔

"ڈوڈر میرے دوست" لارڈ کلیینون نے ان سب کے رخصت ہو جانے کے بعد مسکراتے ہوئے کہا "میں بیان نہیں کر سکتا کس درجے میں تمہارا ممنون احسان ہوں اگر تم وقت پر میری امداد نہ کرتے تو شاید میں اب تک بارش اور آندھی میں بھٹکا پھرتا مگر تم اتنے سہمے ہوئے کیوں ہو؟ اپنی بی بی کی طرف دیکھو۔ وہ کس جمع خاطر سے بیٹھی ہے۔ پھر جب اس کے بعد جم نے اس کے انتہائی اصرار کے باوجود کرسی پر بیٹھنے سے انکار کیا۔ تو لارڈ کلیینن نے کہا۔ "اچھا تم اگر بیٹھنا نہیں چاہتے تب مجھے وہ کمرہ بتادو جس میں مجھ کو رات بسر کرنا ہے تاکہ میں اس میں جا کے آرام کروں۔"

مسز ڈوڈر نے شمع ہاتھ میں لے لی۔ اور ایک اندرونی کمرہ کا دروازہ کھول دیا

"مائی لارڈ یوں تشریف لائیے" اس نے کہا "میں نے جہاں تک ممکن تھا آپ کے آرام کا بندوبست کر دیا ہے۔ تو بھی اگر کوئی تکلیف محسوس ہو تو اس کے لئے معاف فرمائیے گا۔"

لارڈ کلیینون اس کے پیچھے پیچھے ایک چھوٹے مگر صاف کمرہ میں داخل ہوا۔

"مسز ڈوڈر کچھ شک نہیں آپ کا انتظام بہت اعلیٰ ہے بس اب جائیے شب بخیر" اور اس کے چلے جانے کے بعد تعریفی نظروں سے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے۔ "ضرور وہ کوئی اونچے درجہ کی عورت ہے۔" اس نے کہا۔

باب ۲۲

آندھی - بارش اور اندھیرے میں

۱

اس میں شک نہیں مسز ڈور اونچے طبقہ کی عورت تھی جس کا بہترین ثبوت اس کی طاقت ضبط میں پایا جاتا تھا۔ یعنی اس غیر معمولی قوت میں جس سے کام لیکر مہذب اور تربیت یافتہ لوگ اپنے جذبات کو چھپاتے ہیں۔ حالانکہ درجہ اوسط کے ناتعلیم یافتہ آدمی کے لئے یہ ایک نہایت ہی مشکل فعل ہے۔ اب تک وہ ہر طرح ساکن و صامت تھی۔ مگر مہمان کے کمرہ کا دروازہ بند ہوتے ہی ایک عجیب اور حیرت انگیز تبدیلی اسکی حالت میں پیدا ہو گئی یعنی اس کا مصنوعی۔ غیر فطری سکون زائل ہو گیا۔ اور شوہر کے بالمقابل ایک نیچی کرسی پر گر کر وہ اپنے متشنج اور مرتعش ہاتھوں کو انداز وحشت سے پھیلاتے ہوئے کہنے لگی:-

"او جم۔ اب میں کیا کروں؟ کدھر جاؤں؟..."

اس نے حیرت آمیز نظروں سے بی بی کی طرف دیکھا۔ جہاں تک اسکی ذات کا تعلق تھا کسی طرح کا اضطراب یا گھبراہٹ اس کو نہیں تھی۔ فی الحقیقت دہشت کا پہلا احساس زائل ہونے کے بعد وہ اب ایک طرح کی دبی ہوئی خوشی محسوس کرنے لگا تھا۔ بحیثیت مجموعی اس معاملہ کا اس کے حق میں نفع بخش ثابت ہونا یقینی تھا۔ اجنبی کی آمد سے لیکر اس وقت تک کے واقعات سینما کی تصویر کی مانند اسکی نظروں کے سامنے اس وقت گذر چکے تھے جب وہ اپنی بی بی کے نوجوان ارل کو اس کے کمرہ خواب میں پہنچا کر واپس آنے کا انتظار کر رہا تھا۔ اور اسکو یہ جان کر مسرت آمیز اطمینان ہوا کہ اس دوران میں کوئی لفظ اس کے منہ سے اس طرح کا نہیں نکلا جو لارڈ

کلیون کے لئے باعث رنج و تکلیف ہوتا۔ گو اس کے ساتھ ہی یہ سوچکر خوف کی تھرتھری اس کے بدن کے ہر حصہ میں پھیر گئی کہ کس طرح وہ نادانستہ کسی بلائے جانگداز کے منہ سے نکل جانے کے لاتعداد خطروں سے بچا تھا۔ اس نے اپنے ساتھیوں کی مدد سے نوجوان لارڈ کو بارش اور آندھی کے طوفان سے بچا کر اپنے مکان میں پناہ دی تھی۔ اور جیسا کہ ان کوہستانی اضلاع کا دستور تھا۔ اسکی مہمان نوازی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا تھا۔ ان حالات میں وہ اپنی بی بی کی واپسی کا انتظار کرتا ہوا سوچ رہا تھا کہ اسے بھی ایک دوسرے کو مبارکباد دینے کا موقعہ ملے گا۔ پس وہ اس کے چہرہ کو لاش کی طرح سپید اور اس کے اعضا کو تھرتھراتے دیکھ کر سخت متعجب ہوا۔ اور انداز حیرت سے سر کھجا کر کہنے لگا۔

"کیوں کیا ہوا؟"

"ٹھہرو جم۔ ٹھہرو مجھے سوچنے دو۔" عورت نے کراہتے ہوئے کہا۔ اور اس کے بعد پھر پہلے کی طرح ہاتھ مل کر "افسوس، اب کیا ہوگا؟ مجھے اب کیا کرنا چاہیئے؟"

جم نے بے صبری کے اشارہ سے پائپ نکال کے سلگا لیا۔ عورت جب پر اسرار بنتی ہے۔ تو کوئی طاقت اس کا راز دل معلوم نہیں کر سکتی۔ اس طرح کی حالتوں کا بہترین علاج صبر ہے۔ اور جم کو اپنی بے صبری پر غالب آنے کا خاموشی سے بہتر کوئی ذریعہ نظر آتا تھا۔

دفعتاً وہ اٹھی اور کمرہ کے طول میں بے تابانہ ٹہلنے لگی۔ اس کے شوہر کی آنکھیں گو اس کی حرکات کا پیچھا کر رہی تھیں تاہم وہ خاموش تھا۔ وہ مصلحتاً خاموش تھا۔

۴

"جم" آخر کار مسز ڈوڈ نے شوہر کے روبرو کھڑے ہو کر کہا۔ "کیا میں ہمیشہ نیک اور پابند فرض ثابت نہیں ہوئی؟"

اس نے بغور اس کے چہرہ کی طرف دیکھا۔ اور اس کی بدلی ہوئی حالت پر اور بھی زیادہ متعجب ہوا۔ اس کے بعد سر ہلاتے ہوئے کہنے لگا۔

"بے شک ۔ مجھ کو کبھی کوئی شکائت تیرے برخلاف پیدا نہیں ہوئی۔"

"تو پھر آج جس طرح میں چاہتی ہوں کرنے دو۔ اور ایک رات کے لیے مجھ پہ بھروسہ کر کے کسی طرح کے سوالات مجھ سے نہ پوچھیے۔ میں اس وقت باہر جانا چاہتی ہوں.... تنہا!"

"باہر جانا چاہتی ہو.... تنہا؟" اس نے حیرت سے آنکھیں کھول کر پوچھا۔

"ہاں میں قلعہ تک جانا چاہتی ہوں۔"

جم نے ایک ہاتھ اٹھا کر روکا۔

"کیا تو نہیں سنتی" پھر اس نے کہا۔ "ہوا کس زور سے چلتی ہے۔ اور پانی کی بوندیں اب بھی دروازوں سے ٹکراتی ہیں۔ اس گھپ اندھیری رات اور طوفان میں...."

"کچھ بھی ہو" مسز ڈور نے بے صبری سے جواب دیا۔ "آندھی اور اندھیرے کے باوجود میں ضرور دن نکلنے سے پہلے اپنی ماں سے ملنا چاہتی ہوں"

جم کو راز کے دھندلکے میں کچھ کچھ روشنی دکھائی دینے لگی۔ معلوم ہوا اسکی بی بی کو اندیشہ تھا کہ اس کی ماں نے جو قلعہ کلیبون میں رہتی تھی۔ کسی طریقہ پر احکام کی خلاف ورزی کی ہے۔ اس لیے اس کو لارڈ کلیبون کی آمد سے وقت پہ مطلع کر دینا چاہیئے۔ تو بھی وہ یہ سوچے بغیر نہ رہ سکا کہ کیا اس معاملہ کا قلعہ کے جنوبی برج کی پر اسرار روشنی سے کوئی تعلق ہے؟

"اس صورت میں" اس نے سوچ سوچ کر کہا۔ "بہتر ہوگا کہ تم ایک پیغام میری معرفت اپنی ماں کے نام بھیجو۔ اس طرح کی رات میں تمہارا تنہا اتنی دور جانا خطرہ

سے خالی نہیں ہوگا۔"

"لیکن اس موقعہ پر میں خود ہی پیغام لیکر جانا چاہتی ہوں" عورت نے اصرار کیا۔ "اوہ جم۔ خدا کے لئے نہ روکو۔ مجھے جانے دو۔"

یہ کہتے ہوئے وہ شوہر کے روبرو دو زانو ہو گئی۔ اور التجائی انداز سے اس کے گھٹنے پکڑ لئے۔

جم کا رہا سہا تامل جاتا رہا۔ عورت کی لجاجت اور اس کی اشک آلود آنکھوں سے پسیج کر کہنے لگا۔

"تو جا چلی جا۔ رونے کی کیا بات ہے؟ جا میں روکتا نہیں۔ ٹھیر لالٹین جلا کے لادوں۔"

مسز ڈورا طمینان کی لمبی آہ کھینچ کر اٹھی اور اپنی ٹوپی اور شال لے آئی۔ شوہر نے دروازہ کھول کے لالٹین اس کے ہاتھ میں دی لیکن ظاہری سکون کے پردہ میں اس کا اپنا دل اس آدھی رات کی مہم کے بارہ میں سخت بے چین تھا۔

"تو اگر مانے" اس نے رکتے ہوئے کہنا شروع کیا۔ "تو چل میں تجھے قلعہ کے دروازہ تک چھوڑ آتا ہوں۔ اس سے آگے میں نہ جاؤں گا۔ اس طوفانی رات میں تیرا تنہا وہاں تک جانا... ٹھیک نہیں۔"

"نہ جم۔ میں منت کرتی ہوں۔ تم یہیں ٹھیرو۔" عورت نے التجائی انداز سے کہا۔ "میں جلدی ہی واپس آجاؤں گی۔"

اس کے بعد وہ رات کے اندھیرے میں چھپ گئی۔ جم ایک دو لمحوں تک دروازہ میں کھڑا ہوا اس کی غائب ہوتی ہوئی صورت کو متجسس اور متامل نظروں سے دیکھتا رہا۔ اس کے بعد سر ہلا کر جھونپڑی کے اندر آگیا۔

"تم از کم میں اسکو پسند نہیں کرتا۔" اس نے پائپ منہ سے نکال کے بڑبڑاتے

ہوئے کہا" لیکن تربایہ مشہور ہے۔ مرد کو بار ہا عورت کے روبرو جھکنا پڑتا ہے"
جس کے یہ الفاظ ظاہر کرتے تھے کہ نا تعلیم یافتہ اور گنوار ہونے کے باوجود وہ
اپنی طرز پر فلسفیانہ خیالات رکھتا تھا۔

باب - ۲۳

ماں بیٹی

۱

خود مسٹر ڈور کو معلوم نہیں کہ اس رات اس نے وہ سفر کیونکر طے کیا اور کن حالات میں وہ قلعہ کے پاس پہنچی۔ بہرحال یہ امر واقعہ ہے کہ روانگی کے ایک گھنٹہ بعد وہ قلعہ کے باہر پھاٹک کے پاس کھڑی تھی جس کے آگے باقی کام سہل تھا۔ ایک بہت معمولی پھاٹک اس مضبوط دروازہ کی قائمقامی کرتا تھا۔ جو کسی زمانہ میں خندق کے اس پار قلعہ کی سنگلاخ دیوار میں بنا ہوا ہوتا تھا۔ اور اس کے عین اوپر رہنے کے چند کمرے تھے جن میں چھوٹی چھوٹی کھڑکیاں لگی تھیں۔ مسٹر ڈور نے پھاٹک کے پاس کھڑے ہو کر فرش زمین سے ایک کنکر اٹھایا اور بالائی منزل کی کھڑکی کی طرف پھینکا۔ تھوڑی دیر سکوت رہا۔ اس کے بعد کمرہ کے اندر روشنی نمودار ہوئی۔ پھر کھڑکی کھلی۔ اور اس کے بعد ایک عورت کا سر کھڑکی سے باہر نکلا۔

"کون ہے؟" اس عورت نے دبی آواز سے پوچھا۔

مسٹر ڈور دو قدم آگے بڑھ کر کھڑکی کے عین نیچے پہنچ گئی۔

"میں ہوں ... ایمیّ" اس نے دبی آواز سے جواب دیا۔ "ماں دروازہ کھول دے"

"امینی!... اس وقت آدھی رات کو! کیوں بیٹی خیر تو ہے؟ کیوں تو نے اتنی زحمت کی؟"

"ہاں دروازہ کھول دے" بیٹی نے جواب دیا۔ "سب حال اندر آ کے کہوں گی۔" عورت پیچھے ہٹ گئی۔ اور کھڑکی کے پٹ بند کر دئیے۔ اس کے تھوڑی دیر بعد پھاٹک کی بھاری زنجیر کھلنے کی آواز سنائی دی۔ اور جب دروازہ کھلا تو مسز ڈور اطمینان کی آہ کے ساتھ اندر چلی گئی۔

۲

اس کی ماں نے وہ لیمپ اٹھا کر سر سے اونچا کر لیا جسے اس نے دروازہ کھولتے وقت فرش زمین پر رکھا تھا۔ اور اس کی روشنی میں بیٹی کے چہرہ کو تکنے لگی۔ دونو کی رنگت زرد تھی۔ لیکن مسز ڈور یعنی ماں کا چہرہ لاش کی طرح بھیانک تھا۔ اس کے ڈھیلے سپید بال پشت کی طرف لٹکے ہوئے اور سکڑا ہوا استخوانی چہرہ اثر دہشت سے اترا ہوا تھا۔ اس کی وہ لمبی خشک انگلیاں جن میں لیمپ پکڑا ہوا تھا۔ اس زور سے تھرتھراتی تھیں کہ لیمپ کے گر جانے کا اندیشہ تھا۔

"بیٹی" آخر کار اس نے مری ہوئی آواز سے پوچھا۔ "کیا کوئی خطرہ پیش آیا ہے؟"

"ہاں ماں۔ ورنہ اس طوفانی رات میں آدھی رات کے وقت کس لیے یہاں آتی؟ بات یہ ہے کہ لارڈ السٹن..."

"کیا! لارڈ السٹن...؟"

"میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ لارڈ السٹن کے بیٹے لارڈ کابیبون اس جگہ آئے ہیں۔"

"اس جگہ!"

"گاؤں میں۔ وہ ہماری جھونپڑی میں ٹھیرے ہیں۔"

"اُف۔ میرے خدا!"

ایک لحظہ سکوت رہا۔ شروع میں مسز سمتھ اس بیان کو سن کر لڑکھڑائی۔ اور غش کرتی معلوم ہوئی۔ لیکن جب اس کے بعد مسز ڈورنے پاس جا کر اس کے گرتے ہوئے جسم کو سنبھالا اور اس کو اپنے ساتھ لے جا کر ایک کرسی پر بیٹھا دیا تو اس نے ضبط کر کے آنکھیں کھولیں اور اس کے بعد گلوگرفتہ آواز سے پوچھا۔

"لیکن وہ... لارڈ کلیبینن کیا چاہتے ہیں؟ کس لئے وہ اس جگہ آئے ہیں؟ کیا ان کو معلوم ہے...؟"

بیٹی نے صورت انکار سر ہلایا۔

"اس کا حال افسوس مجھ کو معلوم نہیں۔ مگر میرا خیال ہے کہ وہ اس بارہ میں ناواقف ہیں۔ اس جگہ سے ائے میں ان کے روبرو پراسرار روشنی کا قصہ بیان کیا گیا تو میں نے بغور ان کے چہرہ کی طرف دیکھا تھا۔ مگر کوئی علامت اس پر ظاہر نہ ہوئی۔"

"ممکن ہے وہ محض اس جگہ کو دیکھنے کے لئے آئے ہوں۔" مسز سمتھ نے آہستہ سے کہا۔ "وہ اس سے پہلے کبھی نہ آئے تھے۔"

"ممکن ہے ایسا ہو۔ لیکن ایک بار اس روشنی کو دیکھ لینے کے بعد وہ ضرور اس کمرہ میں جانے کی کوشش کریں گے۔ پس تم ان کے آنے سے پہلے وہاں جا کر اس کو خبردار کردو اور ہر ایک چیز تیار رکھو۔"

بوڑھی عورت کے بدن میں پھر ایک بار لرزہ پیدا ہو گیا۔ ہاتھ ملتے ہوئے کہنے لگی۔

"لیکن وہ اگر بہت دن اس جگہ ٹھیرے تو کیا ہوگا؟... آہ میں دیوانی ہو جاؤنگی ضرور دیوانی ہو جاؤں گی۔"

"ہاں تم ناحق فکر کرتی ہو۔" مسز ڈورنے سمجھایا۔ "تم اگر احتیاط سے کام لوگی تو

کوئی غیر معمولی واقعہ پیش نہ آئے گا۔ دیکھو میں جس طرح کہتی ہوں کیجیو۔ جب تک لارڈ کلینیون اس جگہ ٹھیریں انہیں اپنے کمرہ سے باہر نہ آنے دینا۔ سمجھیں؟"

"اینی۔ کیوں نہیں تم اس جگہ میرے پاس ٹھیرتیں؟"

"ماں وہ اگر بہت عرصہ اس جگہ ٹھیرے تو میں ضرور تمہارے پاس رہنے کے لئے آجاؤں گی۔ لیکن فی الحال میرا واپس جانا ضروری ہے۔"

"لیکن وہ تمہاری جھونپڑی میں کس طرح آگئے تھے؟"

"وہ رات کے وقت طوفان میں رستہ بھول گئے۔ اس پر جم کئی آدمیوں کو ساتھ لیکر گیا اور ان کو اپنے ساتھ لے آیا۔ بس میں اتنا ہی کہنے کے لئے آئی تھی۔ اور اب جاتی ہوں لیکن تاکید ہے۔ وہ جب کل اس جگہ آئیں تو تم نے ان کے بارہ میں اجنبیت ظاہر کرنا۔ تم نے یہی ظاہر کرنا گویا ان کے ادہر آنے کا حال بالکل تم کو معلوم نہیں۔"

"بہت اچھا میں یاد رکھوں گی۔ لیکن بیٹی تیرے کپڑے گیلے ہیں۔ ایک گھونٹ برانڈی کا پی لے یا ٹھیر میں ٹام سے کہہ کر آگ جلواتی ہوں اور تھوڑی سی چاء تیار کر کے لائے دیتی ہوں۔"

"نہیں ماں مجھے ان میں سے کسی چیز کی حاجت نہیں۔ میں اسی وقت رخصت ہو جانا چاہتی ہوں وہ دیکھو پو پھٹنے لگی ہے۔"

بہت دور حد نگاہ پر سمندر کا متلاطم پانی۔ سیاہ بادلوں سے نکلی ہوئی مدھم روشنی کی لکیر سے منور ہونے لگا تھا۔ صبح کاذب کی دھندلی روشنی بحر محیط پر پھیکی سپید رنگت پیدا کر رہی تھی۔ پہلو بہ پہلو کھڑی ہوئی ماں بیٹی آب سیاہ سے نور صادق کی اس جدوجہد کو دلچسپی کے ساتھ دیکھتی رہیں۔ اس کے بعد مسز ڈرنے شال لپیٹا اور رخصت ہونے کے لئے مڑی۔

جانے سے پہلے اس نے پھر ایک بار کہا۔ "ماں جو کچھ میں نے کہا ہے اس کا

پورا خیال رکھنا اور ہاں کے آجانے کے بعد جب ضرورت ہو بے شک مجھکو طلب کر لینا بس اب میں جاتی ہوں - الوداع ۔"

"اپنی مت ڈر" ماں نے جواب دیا۔ "اب اطلاع پانے کے بعد میں خوب چوکنی ہو گئی ہوں۔ خطرہ پہلے کی نسبت بہت کم باقی رہا ہے ۔"

باب ۲۴-

قلعہ کا برج

ا

دوپہر کا وقت تھا کہ لارڈ کلیبیون دیر تک پہاڑوں پر چڑھنے کی وجہ سے پھولے ہوئے دم کے ساتھ کھنڈرات کے اس ڈھیر کے پاس پہنچا جو اس کے نام سے منسوب اور لا انتہا صدیوں سے اس کے آبا و اجداد کی ملکیت تھا۔ قلعہ کے آباد حصہ کو ڈھونڈنے سے پہلے وہ اس کی بیرونی دیوار کے پاس کھڑا ہو کر متعجب نگاہوں سے ادھر ادھر دیکھنے لگا۔

نظارہ فرحت بخش یا خوشگوار نہ تھا۔ سنگلاخ چٹانیں دور تک پھیلی ہوئی تھیں کے سایہ میں سمندر کا مٹیالا پانی کھولتا اور سنسناتا نظر آتا تھا۔ چاروں طرف حدنگاہ تک ویرانی - جدھر دیکھو بنجر اور غیر آباد زمین جس پر سبزہ کا نشان تک موجود نہ تھا۔ ویران قلعہ اور اس کے پھیلے ہوئے کھنڈر اس تصویر کے مطابق اور بالکل حسب حال تھے۔

آخرکار وہ قلعہ کے آباد حصہ تک پہنچنے میں کامیاب ہوا اور اس وقت پہلی چیز جو اس نے دیکھی ایک دراز قد وجیہ صورت کی سن رسیدہ خاتون سیاہ رنگ کا ریشمی لباس پہنے شاہ بلوط کے بنے ہوئے پھاٹک کے پاس کھڑی ہے - وہ

جب قریب پہنچا تو عورت نے سر کے اشارہ سے سلام کیا۔ اور اس کے چہرہ پر استفہامی نظر ڈالی۔

"گڈ مارننگ مسز سمتھ" لارڈ کلبیون نے کہا "غالباً آپ ہی کا نام مسز سمتھ ہے؟"

"جی یہ میرا نام ہے۔ فرمائیے۔"

"میرا پہلے ہی یہ خیال تھا۔ اور گو اس سے پہلے ہم ایک دوسرے سے نہیں ملے تاہم میں امید کرتا ہوں کہ آپ نے میرا نام ضرور سنا ہوگا۔ میں لارڈ کلبیون ارل آف السٹن کا بیٹا ہوں۔"

عورت نے ادب کے ساتھ پھر آہ سرد کھینچی۔

"مائی لارڈ" اس نے کہا۔ "آپ کی صورت ہی آپ کے تعارف کے لئے کافی ہے۔ آپ کی آمد ہم غریبوں کے لئے باعث فخر و عزت ہے۔ گو میں نہیں جانتی کہ اس غیر آباد مقام میں آپ کی کیا خاطر کروں۔ مہربانی سے اندر تشریف لائیے۔"

وہ اس کے ساتھ ساتھ چل کر ڈیوڑھی میں پہنچا۔ عورت نے دو دروازے کھولے جن کی پشت پر دو کمرے بنے ہوئے تھے۔ اور ان کو دکھاتے ہوئے کہنے لگی۔

"بس یہی اس قلعہ کا قابل آباد حصہ ہے یا ایک برج جو اس کے جنوب میں واقع ہے۔"

لارڈ کلبیون نے چاروں طرف دیکھا۔ اور اس کی نگاہ سے مایوسی ظاہر ہونے لگی۔ ہر ایک چیز پھیکی اور فرسودہ زوال و انحطاط کی آخری منزل تک پہنچی ہوئی تھی کہنے لگا "میں برج والے کمرہ میں جانا چاہتا ہوں۔ والد مرحوم بھی میرے خیال میں جب یہاں آتے تو وہیں ٹھیرا کرتے تھے۔"

"ہاں مائی لارڈ وہیں۔ اور کوئی جگہ اس قلعہ میں ان کے رہنے لائق نہ تھی۔"

لارڈ کلیبون ٹہلتا ہوا کھڑکی کی طرف گیا۔ اور کہنے لگا "مجھکو یہ سوچ کر حیرت ہوتی ہے کہ وہ اس اجڑ مقام پر کس لئے آیا کرتے تھے۔ اس جگہ کو دیکھنے سے پہلے مجھے بالکل معلوم نہ تھا کہ اس کی حالت اتنی زار ہے۔"

"میری اپنی رائے میں وہ صرف ان اوقات میں تشریف لایا کرتے تھے جب کوئی ایسا کام ان کو درپیش ہو جو پورے سکون کی حالت میں ہو سکے۔" عورت نے جواب دیا۔ "اس جگہ ان کے کام میں کوئی رکاوٹ پیدا نہ ہوتی تھی۔ علاوہ بریں مائی لارڈ یہ جگہ مفید صحت بھی ہے۔ اور یہاں مچھلی کا شکار خوب ہوتا ہے۔"

"میں نے بھی ایسا ہی سنا ہے" لارڈ کلیبون نے جواب دیا۔ "گو میں ذاتی طور پر ماہی گیری کا شائق نہیں ہوں۔ خصوصاً بحری ماہی گیری کا... لیکن ہاں مسز سمتھ آپ کی صورت دیکھ کر میرے دل میں خیال پیدا ہوتا ہے کہ میں نے اس سے ملتی جلتی صورت کسی اور کی بھی دیکھی ہے۔ مگر یاد نہیں آتا کس کی۔"

اگر اس نے اس کے چہرہ کو غور کے ساتھ دیکھا ہوتا تو وہ ضرور معلوم کرتا کہ اس فقرہ کو سن کر مسز سمتھ بڑے زور کے ساتھ جھجکی اور اس کا داہنا ہاتھ بے تابانہ پہلو کی طرف اٹھا۔ لیکن وہ اس دوران میں ٹہلتا ہوا دوسری کھڑکیوں کی طرف چلا گیا تھا۔ اور مسز سمتھ کی طرف اس کی پیٹھ تھی۔ علاوہ بریں ذکر مختصر بھی تھا۔

"مائی لارڈ" عورت نے جواب دیا۔ "میں نہیں جانتی آپ کس کا ذکر کرتے ہیں۔ شاید مسز ڈور کی صورت آپ کو یاد ہو۔"

"شاید وہ مسز ڈور ہی تھی" لارڈ کلیبون نے تسلیم کیا۔ "بڑی حسین نوجوان عورت ہے۔ کیا اس کا آپ سے کوئی رشتہ ہے؟"

"جی ہاں وہ میری بیٹی ہے۔"

"ٹھیک اب میں اس مشابہت کو سمجھا" اور پھر پیچھے کی طرف مڑ کر یہ پوچھے

خیال میں آپ کی خوش نصیبی ہے کہ آپ کے رشتہ دار اتنے قریب ہی ہیں کیونکہ جگہ بالکل ویران ہے... اور اب اگر تکلیف نہ ہو تو میں ایک نظر اس برج کو دیکھنا چاہتا ہوں۔"

"آئیے میں لے چلتی ہوں۔ وہ دیکھیے اس کی کنجی زنگ آلود کھونٹی سے لٹکی ہوئی ہے اور گرد و غبار سے ڈھکی ہوئی ہے۔" یہ کہتے ہوئے اس نے اس مقام کی طرف اشارہ کیا۔ جہاں وہ کنجی تھی۔ "جب سے بڑی سرکار آخری بار گئے ہیں پھر کبھی اس کو برتا نہیں گیا۔"

۲

لارڈ کلیڈن مسز سمتھ کے پیچھے چلتا ایک لمبے رستے سے گزر کر جس سے سیلن کی بو آتی تھی۔ ایک بہت کشادہ کمرہ میں پہنچا جو کسی زمانہ میں دعوت کا ہال ہوگا۔ لیکن اب بعض مقامات پر چھت کے گر جانے سے بگڑی ہوئی حالت میں تھا۔ چند سیڑھیاں چڑھ کر وہ ایک غلام گردش میں پہنچے جس کی دیواروں میں بنے ہوئے شگافوں کی راہ سے دامن کوہ میں موجیں لیتا ہوا سمندر کا متلاطم پانی دکھائی دیتا تھا۔ اس کے سرے پر ایک شاہ بلوط کی لکڑی کا دروازہ تھا جس پر میخیں لگی ہوئی تھیں۔

"مائی لارڈ یہ اس برج کا دروازہ ہے۔" عورت نے ہینڈل کو مضبوطی سے پکڑتے ہوئے کہا۔ کیونکہ سمندر کی نمکین ہوا ٹوٹی ہوئی چھت اور دیواروں کی راہ سے داخل ہو کر شور مچاتی ہوئی چلتی تھی۔ جس سے مسز سمتھ کے کپڑے بڑے زور سے پھڑپھڑاتے تھے۔ اور اس کی آواز بھی بہت دور سے آتی سنائی دیتی تھی۔

لارڈ کلیڈن نے دیوار کے پاس جا کر نیچے کی طرف دیکھا۔ عین اس مقام کے نیچے وہ چھوٹا سا گاؤں آباد تھا جس میں اس نے کل کی رات گذاری تھی۔ اور اس جگہ ماہی گیروں کی جھونپڑیاں گڑیوں کے چھوٹے چھوٹے گھروں کی مانند دکھائی دیتی تھیں۔ اس نظارہ کو دیکھ کر ایک اور خیال اس کے دل میں پیدا ہوا۔ اس

نے اپنا سر اندر کی طرف کھینچا اور ٹھوس دروازہ کی طرف دیکھ کر مسز سمتھ سے کہنے لگا۔

"کیا اس دروازہ کی کوئی اور بھی کنجی ہے؟"

عورت نے بصورت انکار سر ہلایا۔

"نہیں مائی لارڈ یہ ایک ہی ہے جو میں نے آپ کو دے دی۔"

"تو پھر اس کا مطلب یہ ہے کہ والد مرحوم کے بعد کسی نے اس دروازہ کو نہیں کھولا؟"

"نہ مائی لارڈ بالکل نہیں۔"

اس نے ٹوپی اتار کے ہاتھ میں لے لی۔ اور اس کے بعد جب تیز ہوا اس کے لمبے بالوں کو الجھاتی ہوئی چل رہی تھی حیرت آمیز لہجہ میں کہنے لگا۔

"غالباً آپ نے اس پراسرار روشنی کا حال سنا ہوگا جس کے بارہ میں مشہور ہے کہ راتوں کو اس کمرہ میں نظر آیا کرتی ہے؟"

"جی بے شک میں نے سنا تھا کہ ایک اس طرح کا قصہ گاؤں کے مچھوؤں میں مشہور ہے۔" عورت نے جواب دیا "لیکن بات یہ ہے وہ لوگ طبعاً وہم پرست ہیں"

"آپ کا خیال صحیح ہے۔ لیکن کل رات میں نے ایک روشنی اپنی آنکھوں سے اس برج میں جلتی دیکھی تھی۔ اس کے بارہ میں آپ کی کیا رائے ہے؟"

عورت نے داہنی طرف گڑے ہوئے بانس کی طرف اشارہ کیا اور کہنے لگی

"مائی لارڈ سخت طوفانی موسم میں میں اس کے ساتھ ایک لالٹین لٹکا دیا کرتی ہوں۔ میرا ایک رشتہ دار میڈلٹن میں جہازرانی کرتا ہے۔ اور میں نے اس سے وعدہ کیا تھا کہ ضرور ایسا کروں گی۔"

"اور وہ لالٹین کل رات یہاں جلتی تھی؟"

"جی ہاں"

لارڈ کلیبوئن کے چہرہ پر ایک لحظہ کے لئے آثار حیرت پیدا ہوئے ۔ اس کے بعد اس نے لاپروائی سے شانوں کو حرکت دی۔

کہنے لگا "مجھے خود ہی خیال کرنا چاہیئے تھا۔ کہ کوئی ایسی بات ہوگی۔ خیر اب اس کمرہ کو کھولنا چاہیئے"۔

اس نے اس کنجی کو جسے وہ پہلے ہی قفل میں داخل کرچکا تھا گھمایا۔ بڑی آہستگی سے ایک زوردار کوشش کے بعد دروازہ کھل گیا۔ جس کے بعد پہلی بات جو اس نے دیکھی یہ تھی کہ دروازہ کے اندر جابجا مکڑی کے جالے تنے ہوئے اور فرش زمین پر گرد کی موٹی تہہ جمی ہوئی تھی۔

"یہ اس کا فیصلہ کن ثبوت ہے۔" اس نے مسٹر سمتھ کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔ "اس سے پایا جاتا ہے کہ دروازہ کو کئی مہینوں سے نہیں کھولا گیا۔"

دروازہ کے پاس کھڑے ہو کر اس نے مشتاق نظروں سے چاروں طرف دیکھا کمرہ بہت چھوٹا شش پہلو بنا ہوا تھا۔ اس کے ہر پہلو میں ایک ایک کھڑکی تھی مگر سامان اس میں کافی اور سب عہد حال کا بنا ہوا تھا۔ فرش پر بیش بہا تہ کی قالین اور کئی پرانی تصویریں دیواروں پر لگی ہوئی بحیثیت مجموعی اس کمرہ میں کوئی اور خصوصیت اس کے علاوہ نہ تھی کہ وہ عمارت کے باقی فرسودہ حصوں کے مقابلہ میں بہتر اور ان کے غیر مطابق نظر آتا تھا۔

"مائی لارڈ" مسٹر سمتھ نے رکتے ہوئے پوچھا۔ "کیا آپ کچھ دنوں اس جگہ ٹھیریں گے؟"

"کیا میں!" اس نے جواب دیا۔ "بالکل نہیں۔ میں تو فقط والد کے بعض کاغذات تلاش کرنے کے لئے آیا ہوں۔ خیال تھا وہ اس جگہ موجود ہوں گے۔"

"میز کے خانے اور الماری جن کی تو بند ہے۔ اس لئے وہ کاغذات اگر اس جگہ موجود تھے تو ضرور یہیں ہوں گے۔ ایک نہجے کے عمل پر میں آپ کے لئے

اس طرح کا لنچ جو میسر آسکتا ہے بھیجوں گی۔ لیکن بستر کے بارہ میں ... کیا ارشاد ہے؟

"اوہ۔ آپ بستر کی تکلیف نہ کریں۔ کیونکہ میں یہاں سونا نہیں چاہتا۔" لارڈ گلینڈن نے جواب دیا۔ "میں نے ایک آدمی کو میڈلٹن سے گاڑی لانے کے لئے بھیجا ہے جو امید ہے پانچ بجے آجائے گی۔ اس کے بعد میرا آج ہی رخصت ہو جانے کا ارادہ ہے۔"

عورت نے دوسری طرف منہ پھیر لیا۔ غالباً اپنے چہرہ کے آثار اطمینان چھپانے کو۔ اس کے بعد آہستگی سے دروازہ بند کر کے رخصت ہو گئی۔

۳

لارڈ گلینڈن اس کے ہٹتے ہوئے قدموں کی آواز اس وقت تک سنتا رہا جتنے کہ وہ فاصلہ پر جا کر سنائی دینی بند ہو گئی۔ اس کے بعد اپنے آپ سے کہنے لگا۔

"اس بوڑھی عورت کی تہ میں ضرور کوئی راز پوشیدہ ہے۔ سب سے پہلے اس کا میری آمد پر متعجب نہ ہونا عجیب۔ پھر اس کا پراسرار روشنی کا ذکر سن کر کانپنا حیرت خیز حالانکہ ظاہراً وہ اس کو سرسری سمجھ کے نظر انداز کر دینا چاہتی تھی۔ اس پر مسز ڈور کی خوشی جو میری فوری رخصت کے ذکر سے اسے ہوئی۔ مگر ان سب سے بڑھ کر عجیب بات یہ ہے کہ اس کی صورت دیکھ کر کسی اور کی صورت میری آنکھوں کے سامنے پھرتی ہے جو مسز ڈور کے سوا کوئی اور تھا۔ گو ابھی خیال یاد نہیں آتا کہ کون۔"

وہ تھوڑی دیر بحر تفکرات میں ڈوبا ہوا چپ چاپ کھڑا رہا۔ اس کے بعد نوشت کی میز کی طرف بڑھا جو ایک کھڑکی کے پاس لگی ہوئی تھی۔ اور اس کے قریب رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا

کھلے ہوئے کاغذات بڑی تعداد میں میز کی سطح پر بکھرے ہوئے پڑے تھے۔ اور ان پر اس کے والد لارڈ السٹن کے ہاتھ کی تحریریں تھیں۔ اس نے ایک کو

انداز احترام سے اُٹھایا۔ کسی ماہوار رسالے کے لئے زیرِ تجویز مضمون کی یادداشتیں اس پر درج تھیں۔ ایک ادیب کسی نئے ناول کی تنقید تھی۔ اپنے محترم باپ کی یادگار تحریروں کی حیثیت میں یہ سب چیزیں اس میں شک نہیں، محفوظ رکھنے کے قابل تھیں۔ تاہم وہ جس کی تلاش میں آیا۔ کچھ اور تھا۔ اس نے ایک ایک کر کے سارے کاغذات کو سمیٹ کر ایک طرف رکھ دیا۔ اس کے بعد میز کے خانوں کی دیکھ بھال کرنے لگا۔

لیکن ایک بات جلدی ہی واضح ہوگئی۔ ارل آف اسٹن ہرچند ایک دانشمند مدبر اور پابند فرض سیاستدان تھا۔ تاہم اپنے ذاتی اور نجی معاملات میں سلیقہ و اہتمام کا خیال اسکو بالکل نہیں تھا۔ دوکانداروں کے بل۔ رسیدیں دعوتی رقعے۔ طلب امداد کے لئے آئی ہوئی چٹھیاں۔ مبارکباد کے خط۔ اور اپنے سرکاری ہم جلیسوں کے بھیجے ہوئے سیاسی خطوط ملی جلی حالت میں جابجا پڑے تھے۔

ایک ایک کر کے اس نے ہر ایک خانہ کو دیکھا۔ حتیٰ کہ صرف ایک باقی رہ گیا جس میں اسکی لائی ہوئی کنجیوں میں سے کوئی نہ لگتی تھی۔ اس بارہ میں مطمئن ہو جانے کے بعد کہ اور کوئی ذریعہ اس خانہ کو کھولنے کا باقی نہیں ہے۔ اس نے اسکو توڑ ڈالنے کے لئے کوئی چیز تلاش کرنی شروع کی۔ حتیٰ کہ اس کی نگاہ لوہے کی اس سلاخ کی طرف گئی جو آتشدان میں آگ تیز کرنے کے لئے رکھی رہتی تھی۔ اسکی مدد سے اس نے خانہ مذکور کا خارجی چوبی حصہ توڑا اور اس ذریعے سے جو شگاف پیدا ہوا اس کی راہ سے ہاتھ ڈال کر جو چیزیں گرفت میں آسکیں نکالیں۔ دیکھا تو چند خط اور فوٹو کی ایک تصویر تھی۔ ان کو دیکھتے ہی اس نے سمجھ لیا کہ اب میری کوششیں ضرور بار آور رہیں گی۔

اس سیاہ رنگ کے فیتے کو کھولے بغیر جس سے یہ چیزیں بندھی ہوئی تھیں اس نے اس بنڈل کو ایک طرف رکھ دیا۔ اور اس سوچ میں پڑ گیا۔ کیا والد کی موت کے

بعد ان کی پوشیدہ رکھی ہوئی چیزوں کو دیکھنا گناہ تو نہیں؟ یہ سب لائق احترام متبرک چیزیں تھیں جن پر اس کے والد مرحوم کی روح پاسبانی کر رہی تھی۔ سوال یہ تھا کیا ان کی حیات میں وہ ان کو چھیڑنے یا ان کا راز معلوم کرنے کی کوشش کرتا؟...

وہ اب الجھن میں تھا۔ مگر اس کے ساتھ یہ خیال بھی اس کے دل میں پیدا ہوا کہ میں ان چیزوں کو محض رفع استعجاب کے لئے نہیں دیکھتا۔ اسکی خواہش ان چیزوں کو دیکھنے کی نہ تھی۔ فی الحقیقت وہ ایسا کرنے سے قائل تھا۔ وہ عہد ماضی کی ان چیزوں کو فراموشی کے پردہ میں چھپا کر رکھنا چاہتا تھا۔ لیکن بعض باتیں اور تھیں جو اس کو ادائے فرض پر مجبور کر رہی تھیں۔ سب سے پہلے اس آدمی کو سزا دلانے کا سوال تھا جس نے اس کے والد لارڈ والسٹن کو ہلاک کیا۔ پھر اس شبہ کی تصدیق یا تردید بھی ضروری تھی۔ جو اس کی ماں کی گفتگو نے اس کے دل میں پیدا کیا تھا۔ اور جس کو سوچ کر اس کی روح میں لرزہ پیدا ہوتا تھا۔ مگر جس کے بارہ میں یہ امید اب تک اس کا سہارا تھی کہ زمانہ آئندہ میں اس واقفیت کی بنا پر جو اس ذریعہ سے حاصل ہوگی وہ اس شبہ کی تردید کر سکے گا۔

مگر ان سارے خیالات کے باوجود وہ جب فیتہ کی گرہ کھولنے لگا تو اس کی انگلیاں بے اختیار کانپ رہی تھیں۔ دماغ گو مصلحت کے بہانہ سے اب بھی تحریک کرتا تھا۔ تاہم دل اس کے خلاف تھا۔ وہ ننھی سی آواز جو آدمی کے سینہ میں چھپی ہوئی نیک بد کی رہنمائی کیا کرتی ہے۔ وہ اس کے خلاف تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا گویا ایک بہت کمینہ فعل ہے جس کو وہ ضرورت کی آڑ میں کرنا چاہتا ہے۔ ذہنی کشمکش کی یہ حالت تھوڑی دیر رہی۔ اس کے بعد مصلحت نے راستی کو مغلوب کیا۔ یعنی دل نے دماغ کے آگے ہار مانی۔ اور لارڈ کلیبیون نے فیتہ کھول ڈالا۔

چھ سات چٹھیاں جن کی رنگت امتداد زمانہ سے پیلی ہو چکی تھی۔ اور جن

سے ایک اس طرح کی مدھی بو آتی تھی۔ جو اثرات زمانہ سے ہی پیدا ہوتی ہے۔ اور ایک فوٹو کی تصویر۔ بس یہ چیزیں اس بنڈل میں بند تھیں۔

لارڈ کلیمنون نے سب سے پہلے تصویر ہاتھ میں لی۔ وہ دو شخصوں کا یکجائی فوٹو تھا ایک مرد اور ایک عورت کا۔ جو کسی کھلے مقام پر غالباً کسی نوآموز کاریگر کا لیا ہوا تھا کیونکہ تصویر ایسی ہی تھی۔ اس کے علاوہ اسکی پشت پر فوٹو گرافر کا نام اور پتہ بھی درج نہ تھا۔ تاہم مرد عورت دونو کی شباہت بالکل صاف تھی۔ بہت پرانی ہونے کے باوجود اس تصویر میں دونو شکلیں واضح تھیں۔ اسکو دیکھتے ہوئے لارڈ کلیمنون کے جی کو عجیب طرح کا احساس ہونا شروع ہوا۔ ایک کو اس نے فوراً پہچان لیا۔ وہ اس کے باپ کی تصویر تھی۔ لیکن دوسری... کسی نامعلوم عورت کی۔ وہ کس کی تھی؟

بڑی دیر کے بعد جب اس نے تصویر کو ایک طرف رکھا تو اس کا ہاتھ پھر بڑے زور سے کانپ رہا تھا۔ جب اس نے تلاش شروع کی تو کسی ایسی ہی دریافت کا اندیشہ اس کے جی کو لگا ہوا تھا۔ اور اب اس کو پانے کے بعد اس نے یہ کہہ کر اپنے آپ کو سمجھانے کی کوشش شروع کی کہ یہ اگر نہ ملتی تو ضرور میرے دل کو مایوسی ہوتی۔ اس کے باوجود اس حقیقت کو نظر انداز کرنا مشکل ہے کہ اس تصویر کو دیکھ کر اس کے دل کو سخت صدمہ پہنچا۔ یوں تو کون ایسا مرد ہے جو عہد شباب میں راہ سے نہ بھٹکا ہو۔ تاہم اس طرح کے فعل کو وہ اپنی شان ریاست کے خلاف اور اس سے دور تصور کرتا تھا۔

پھر ایک بار فوٹو اٹھا کر اس نے عورت کے چہرہ کی طرف دیکھا۔ جو تصویر میں اس کے باپ کے شانہ پر ہاتھ رکھے کھڑی تھی۔ وہ خوبصورت تھی۔ اس کی موٹی سیاہ آنکھوں۔ تنگ دہانہ اور باریک خمدار ہونٹوں میں خوبصورتی اور دلکشی پوشیدہ تھی اس کے بیضوی چہرہ پر چھائے ہوئے خوشنما بالوں میں اور اس کی قامت

کی درازی اور موزونی میں دلفریبی تھی۔ قطع نظر اس بات کے کہ وہ کسی نیک عورت کا چہرہ تھا۔ یا بری کا۔ اس میں شک نہ تھا کہ وہ ایک حسین عورت کا چہرہ تھا۔

اس نے آہ سرد کھینچ کر فوٹو ہاتھ سے رکھ دیا۔ اور خطوں میں سے ایک کو۔ اس سے کم حیرت کے ساتھ۔ جو اس صورت میں ظاہر ہوتی اگر وہ اس تصویر کو نہ دیکھتا اٹھایا۔ اور جب اس کے بعد اس نے خط کا مضمون پڑھا تو اس کے رخسارے مارے شرم کے جلنے لگے۔ کیونکہ اس نے محسوس کیا یہ تحریر فقط اس کے باپ کی نظروں سے گذرنے کے لئے تھی۔ نہ کسی اور کے۔ فی الحقیقت وہ ایک پُرجوش عشقیہ چٹھی تھی۔ فرانسیسی زبان میں لکھی ہوئی جس کے تحت میں راقمہ کا نام درج تھا سیسل۔

دو چٹھیاں اور بھی اسی انداز میں لکھی ہوئی تھیں جن کا مضمون خالص عشقیہ مگر اس راز کے انکشاف میں جس کی اسکو تلاش تھی کسی طرح کی مدد دینے کے ناقابل تھا۔ البتہ تیسرے خط کے آخر میں چند سطریں ایسی نظر آئیں جن کو اس نے دوسری بار پھر پڑھا۔ لکھا تھا۔

"... اب تم پرسوں یہاں آ جاؤ گے۔ آہ کتنی خوش نصیبی جس کا خیال ہی میری نظروں میں اندھیرا پیدا کر رہا ہے۔ ہوارڈ کس طرح میں تمہارے انتظار میں ایک ایک گھڑی گنتی ہوں۔ تمہاری عدم موجودگی میں پہاڑ سے دن کاٹے نہیں کٹتے۔ اور یہ جگہ والد اور میری کی موجودگی میں بھی قید خانہ نظر آتی ہے۔ پھر اس کے علاوہ کئی باتیں ایسی ہیں جن کے باعث میں حیران اور بے چین رہا کرتی ہوں۔ ان میں سے ایک یہ ہے... لیکن نہیں۔ اس کا ذکر کرنے سے پہلے میں منت سے کہتی ہوں۔ کہ اپنی سیسل کو معاف کرنا۔ بدگمانی ہر حال میں سچی محبت کی نشانی ہے۔ اس لئے اگر میں نے اس خیال کو اپنے دل میں جگہ دی۔ تو اس سے میری چاہت کی صداقت میں فرق نہیں آتا۔

"وہ بات میری کے متعلق ہے۔ تم جب پچھلی دفعہ آئے تھے۔ تو بعض اوقات میں یہ خیال کرنے لگتی تھی کہ تم در اصل میری نسبت اسکو بہت چاہتے ہو۔ تم میری نسبت اس سے زیادہ باتیں کرتے تھے۔ اور میرا خیال ہے کہ وہ بھی یہی تصور کرتی تھی۔ اسی وقت کے بعد۔۔ تم جانتے ہو کب سے۔ میری نسبت اس کا رویہ بالکل بدلا ہوا ہے۔ شاید وہ حسد کرتی ہے۔ یا۔۔ اس کا خیال ہے میں نے تمہاری محبت اس سے چھین کر اپنا لی ہے۔ پیارے برنارڈ۔ سچ کہنا۔ کیا یہ صحیح ہے؟ کیا کبھی تم اسکو چاہتے تھے؟ کیا کبھی۔۔۔

والد آج بہتر ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ تکلیف جو کچھ تھی گذر گئی۔ اور برنارڈ، وہ یہ بھی مجھ سے کہتے ہیں کہ تمہیں نے ان کو خوش و خورم بنا لیا ہے۔ میں نے سنا ہے تم ان کو روپیہ بھیجتے رہے ہو۔ مگر پیارے میں منت کر کے کہتی ہوں۔ ایسا نہ کرو۔ روپیہ ان کے ہاتھوں میں پانی کی طرح بہتا ہے یعنی بالکل نہیں ٹھیرتا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قدرت نے ان کو مشکلات میں مبتلا رہنے کے لئے ہی پیدا کیا تھا۔ اور گو ایک لحاظ سے میں تمہارے احسانات کی شکر گذار ہوں۔ میں تم کو ان کی عزت اور ناموس کا محافظ تصور کرتی ہوں۔ تاہم میں شرمندہ ہوں۔ شرمندہ اور ناخوش۔ تم اتنا صرف کرتے ہو اور اس کے معاوضہ میں کیا ملتا ہے؟ صرف میری محبت۔ وہ بیشک تمہاری ہے اور وہ ہر حال میں تمہاری رہے گی۔"

ایک خط۔ اس پیکٹ میں اور تھا۔ مختلف انداز اور رسم تحریر سے لکھا ہوا۔ اور اوروں سے مختصر اس کا پہلا فقرہ سب سے بڑھ کر دلخراش تھا۔ اور اسے پڑھ کر لارڈ کلیڈن کے جی کو اتنا بھاری صدمہ پہنچا جو اس وقت تک کسی چیز سے نہ پہنچا تھا۔ باقی چٹھیوں کے برخلاف اس پر روانگی کی تاریخ اور پتہ درج تھا۔ یہ اس کی نقل

ہے۔

۱۸- روڈی سینٹ پیر

پیرس- تاسمی۔

بہن سیسل کل شام میری گود میں لیٹے لیٹے مرگئی۔ موت سے چند ساعت پہلے۔ اس کی آخری خواہش یہ تھی کہ میں آپ کو بلوا دوں۔ لیکن چونکہ آپ کا وقت پر یہاں آنا غیر ممکن تھا۔ اس لیے میں نے تکلیف دینی نہ چاہی۔ پیغام جو اس نے چھوڑے تھے۔ بہرے کانوں نے سنے۔ کیونکہ میرے لئے ناممکن ہے وہ آپ تک پہنچاؤں اگر وہ چند گھنٹے اور زندہ رہتی تو یقیناً آپ کی یاد پر اسی طرح لعنت بھیجتی جس طرح میں خود بھیجتی ہوں۔

میری

مکرر:- اس کی موت کی سند لف ہے۔

لیکن معلوم ہوتا ہے لارڈ کلیبڈن کے لئے اس سلسلہ کی سب سے حیرت انگیز دریافت ابھی باقی تھی۔ اس بنڈل کا آخری کاغذ جو اس نے کھولا وہ اس شادی کی سند تھی جو تیس سال پہلے پر نارڈ کلیبون (ارل آف السٹن) اور سیسل مارس میں مضافات پیرس کے ایک انگریزی گرجا میں ہوئی تھی!

۴

ایک گھنٹے سے زیادہ عرصہ تک لارڈ کلیبون سجر تفکرات میں ڈوبا ہوا چپ چاپ بیٹھا رہا۔ ایک اسرار راز اس نے دریافت کر لیا تھا جو اس کے خیالات میں ہیجان کرنے کے باوجود اس راز کی تحقیق پر جس کے وہ درپے تھا کسی طرح کی روشنی نہ ڈال سکا۔ گذرے ہوئے زمانہ میں اس کے باپ کی یہ شادی عہد ماضی کا ایک بھولا اور بسرا ہوا واقعہ تھا۔ جس کی یاد عرصہ ہوئی دلوں سے مٹ چکی تھی۔ اگر رسم شادی ادا نہ ہوئی ہوتی اور وہ عورت سیسل جس کے مکتوب اس کے پاس

تھے۔ اب تک زندہ ہوتی۔ تو بے شک اس راز کی توضیح ممکن ہوسکتی۔ لیکن اس طرح کے حالات میں جب شادی کی رسم اد اہوئے تیس سال کا عرصہ گذر چکا۔ اور جن کی شادی ہوئی ان کو بھی فرشتہ اجل نے لپٹے دامان سیاہ میں لے لیا۔ سارا واقعہ اس بند کتاب کی طرح تھا جس کے خاتمہ پہ جلی خطوں میں تمت لکھا جا چکا ہو۔ اس قدر مدت دراز کے بعد اس منحوس شادی کا کونسا اثر باقی تھا جو حال یا مستقبل پر سایہ تاریک پیدا کرسکتا ؟ کاغذات کو تہ کرکے جیب میں رکھتے ہوئے لارڈ کلینیون اپنے جی میں یہ سوچے بغیر نہ رہ سکا کہ ان چیزوں کا نہ ملنا ان کے ہاتھ آ جانے سے لاکھ درجے بہتر اور قابل ترجیح ہوتا۔

کمرہ میں اور کوئی چیز لائق تفتیش باقی نہ تھی۔ وہ بے مدعا ادھر ادھر گھوم کر دیواروں پہ لٹکی ہوئی تصویروں اور کھڑکیوں کی راہ سے نظر آنے والے سمندر کی طرف دیکھنے لگا۔ دفعتاً وہ جب پیچھے مڑا تو اس کا پاؤں بے خبری میں فرش زمین پر گرے ہوئے ایک اخبار پہ پڑ گیا اور محض رفع استعجاب کے خیال سے اس نے اس کو اٹھایا۔ پہلی نگاہ میں ہی اس کی بھویں تن گئیں اور چہرہ پر سراسیمگی کے آثار نمودار ہوئے۔ اس نے جلدی سے اس کی ورق گردانی کی۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھوں میں جوش کی نئی چمک پیدا ہوگئی۔

"عجیب!" اس نے بڑبڑاتے ہوئے کہا "ضرور اس میں کوئی بھید ہے۔ مسز سمتھ یہ کہتی تھی کہ یہ کمرہ آٹھ مہینے سے بند ہے۔ پھر اس کے فرش پہ پچھلے ہفتہ کے اخبار ٹائمز کا یہ پرچہ کیونکر آ گیا ؟"

باب - ۲۵

رخصت اور واپسی

۱

لارڈ کلیبون تھوڑی دیر پرچہ ہاتھ میں لئے اس سوچ میں ڈوبا کھڑا رہا کہ اب اسکو کیا کرنا چاہیئے۔ دفعتاً اس نے اخبار ہاتھ سے رکھ دیا۔ اور خود ٹہلتا ہوا کمرہ کے ایک اور حصہ میں چلا گیا۔ اس کے چند منٹ بعد جب مسز سمتھ لنچ کا سامان لیکر آئی۔ تو اس نے اس اخبار کا ذکر بالکل نہیں چھیڑا۔

"کمرہ" اس نے ایک اور ہی ذکر کرتے ہوئے کہا۔ "کچھ ایسا ناخوشگوار نہیں لیکن میری سمجھ میں نہیں آتا کہ والد جب اس جگہ آتے تو سویا کہاں کرتے تھے؟"

وہ متجسس نظروں سے اس کے چہرہ کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اور اس نے معلوم کیا کہ جواب دیتے وقت مسز سمتھ کے لہجہ سے تامل اور بے چینی ظاہر ہوتی تھی۔

"جی وہ۔۔۔۔ اسی کمرہ میں سوتے تھے۔ ایک تہ ہونے والا لوہے کا پلنگ میرے کمرہ میں رکھا رہتا ہے جب وہ اس جگہ آتے تو وہی ان کے استعمال کے لئے اس کمرہ میں پہنچا دیا جاتا تھا۔ اگر آپ بھی مائی لارڈ اس جگہ رات رہنے کا ارادہ رکھتے ہوں۔۔۔"

"نہ میرا ارادہ نہیں ہے" لارڈ کلیبون نے جلدی سے قطع کلام کر کے کہا "میں آج ہی سہ پہر کو رخصت ہو جاؤں گا۔"

مسز سمتھ کے چہرہ پر اطمینان کے ایسے نمایاں آثار پیدا ہوئے جن کو چھپانا عملی طور پر ناممکن تھا۔ لارڈ کلیبون نے اس کی یہ بدلی ہوئی حالت دیکھی۔ لیکن کہا کچھ نہیں سرسری انداز سے فرمایا۔ "مسز سمتھ اس میں شک نہیں۔ یہ جگہ نہایت عجیب ہے"

"مائی لارڈ یہ ایک بہت پرانی عمارت ہے۔ اور چونکہ یہاں بارش بہت ہوتی ہے۔ اور سمندر کا ساحل پاس ہے۔ اس لئے نمی سے بہت تکلیف ہوتی ہے۔ برسات اور جاڑے میں آپ کی یہ خادمہ دنوں بلکہ ہفتوں جوڑوں کے درد سے بیمار رہا کرتی ہے۔ حقیقت یہ ہے جو لوگ آرام کی زندگی بسر کرنے کے عادی ہوں۔ ان کا اس جگہ رہنا بالکل محال ہے۔"

ہلکا تبسم لارڈ کلیئیون کے چہرہ پر پیدا ہوا۔ لیکن اس نے اسکو چھپانے کے لئے دوسری طرف منہ پھیر لیا۔

"سچ ہے" پھر اس نے سنجیدگی سے کہا۔ اور اس کے بعد دفعتاً مسز سمتھ اس نے پرخیال انداز سے کہنا شروع کیا "مدت گذری میں تب بچہ تھا۔ تو یاد پڑتا ہے والد اس قلعہ کے بارہ میں عجیب عجیب کہانیاں بیان کیا کرتے تھے۔ مثلاً یہ کہ اس برج میں کوئی خفیہ کمرے ہیں۔ اور ان کا رستہ اسی کمرہ سے جاتا ہے۔ آپ کو تو معلوم ہوگا کیا سچ مچ ایسا ہے یا میری یاد ہی دھوکا دیتی ہے؟"

یہ الفاظ کہتے ہوئے وہ آہستہ چل کر کھڑکی کی طرف چلا گیا تھا۔ لیکن اس جگہ پہنچ کر وہ قصداً ایک چھوٹے سے آئینہ کے روبرو جو دیوار میں لگا ہوا تھا کھڑا ہو گیا۔ اور اس وقت اس آئینہ کے اندر اس نے دیکھا کہ اس سوال کو سن کر مسز سمتھ بڑے زور سے چونکی اور اس کے جھری دار چہرہ پر گہری زردی چھا گئی۔ لارڈ کلیئیون اتنا ہی دیکھنا چاہتا تھا۔ اس کا مطلب پورا ہو گیا۔

"مائی لارڈ۔" اس نے رکتے ہوئے کہا "اس کا حال کبھی میرے سننے میں نہیں آیا شائد آپ کو مغالطہ ہوا ہو۔"

لارڈ کلیئیون نے لاپروائی سے شانوں کو حرکت دی۔

"یہی بات ہوگی" اس نے کہا "اگر آپ نے اس کا حال نہیں سنا تو میرا ہی وہم ہوگا۔ خیر اب میں لنچ کھا کر ان کاغذات کو ایک نظر دیکھتا ہوں۔ اس کے بعد آپ

چار بجے کے عمل پر چائے تیار کر دیں۔ میں پی کے رخصت ہو جاؤں گا۔"

"بہتر ہے۔ کوئی ارشاد اور بھی؟"

"نہیں۔ فی الحال کچھ نہیں۔ مسز سمتھ آپ کا تیار کیا ہوا چوچنہ مرغ خوب ہے اور اس کے علاوہ یہاں کی ہوا نے میری بھوک تیز کر دی ہے۔ لیکن آہ! ... یہ بڑھیا کلیرٹ شراب کہاں سے آئی؟"

"مائی لارڈ۔ کئی سال گذرے بڑی سرکار نے کئی درجن بوتلیں اسکی بھجوائی تھیں وہ سب تہ خانہ میں بند رکھی ہیں۔"

"نہایت اعلیٰ چیز ہے" لارڈ کلیبیوڈن نے گلاس خالی کر کے رکھتے ہوئے کہا "لیکن چونکہ میرا ارادہ والد مرحوم کی طرح اس جگہ آنے کا نہیں ہے۔ اس لئے میں لندن جا کر اس کی واپسی کا خط لکھوں گا۔ ایسی بڑھیا شراب یوں ضائع نہ ہونی چاہیئے۔" اور یہ کہتے ہوئے اس نے چٹخارہ کی آواز پیدا کی۔ "بس اور تو میرے خیال میں کوئی کام نہیں"

"بہتر ہے، تب میں جاتی ہوں۔ افسوس اس کمرہ میں گھنٹی نہیں ہے۔ تاہم آدھ گھنٹہ کے عرصہ میں خود ہی آکر خالی برتن لے جاؤنگی۔"

اتنا کہہ کر وہ کمرہ سے باہر نکلی اور دروازہ پھیر کے رخصت ہو گئی۔ دوسری بار آئی تو لارڈ کلیبیوڈن لنچ سے فارغ ہو کر پھر ایک بار نوشت کی میز کے پاس بیٹھا تھا۔ اس کی ظاہری مصروفیت کی وجہ سے اس موقعہ پر کسی طرح کی گفتگو نہیں ہوئی۔ مسز سمتھ نے چپ چاپ برتن سمیٹے اور رخصت ہو گئی۔

۴

اس کے تھوڑی دیر بعد جب اس کے پاؤں کی آواز فاصلہ پر جا کر دب گئی۔ تو لارڈ کلیبیوڈن نے ایک سگار نکال کے سلگایا۔ اور دروازہ کھول کر اس غلام گردش میں نکلا جو عمارت کو قلعہ کے باقی حصوں سے ملاتی تھی۔ چند گز کے فاصلہ پر دیوار میں ایک

بہت چوڑا شگاف تھا۔ لارڈ گلبیذن دونوں بازو لپیٹ کر اس شگاف پر جھک کے کھڑا ہو گیا۔ اور پرخیال انداز سے برج کی خارجی صورت دیکھنے لگا۔

دو باتیں اس نے دریافت کیں ایک یہ کہ برج کی عمارت باہر سے بہت بڑی لیکن اندر سے بالکل تنگ تھی۔ جس کا مطلب یا تو یہ تھا کہ اس کی دیواریں بہت موٹی تھیں۔ یا ان دیواروں میں کوئی پولا مقام تھا۔ اور اندرونی اور بیرونی دیواروں میں کچھ فاصلہ پایا جاتا تھا۔ دوسری بات یہ کہ اپنی غیر معمولی بلندی کی وجہ سے یہ مقام شاید قلعہ کی پاسبانی میں مدد دیا کرتا تھا۔ اور غالباً اس کو اسی مقصد کے لئے تعمیر کرایا گیا تھا۔ اگر یہ آخری نظریہ صحیح ہو تو پھر خفیہ کمروں کی موجودگی غیر اغلب معلوم ہوتی تھی۔ گو اس کے ساتھ کوئی بات ایسی نہ تھی جو اس نظریہ کی درستی میں شبہ پیدا کرنے والی ہوتی۔ اس کے برعکس یہ ایک جی لگتا خیال تھا۔ کیونکہ اگر اس برج کے کمرہ میں روشنی کی جائے تو اس کا عکس سطح بحر پر جو عین اس کے نیچے موجیں لیتا تھا۔ بڑی دور تک روشنی پیدا کر سکتا تھا۔

اگر لارڈ گلبینون کو فرصت اور اس کے ساتھ ہی یہ اطمینان بھی حاصل ہوتا۔ کہ مسز نیمتھ اس کی حرکات کا مشاہدہ نہیں کرتی تو وہ ساحل بحر تک جا کر اس مقام سے برج کا نظارہ کرتا۔ لیکن گھڑی دیکھی تو معلوم ہوا کہ جانے کا وقت قریب ہے۔ اور اس عرصہ محدود میں یہ کام نہ ہو سکے گا۔

ادھ جلا سگرٹ پھینک کر وہ پھر اسی کمرہ میں چلا گیا۔ اور بڑی احتیاط کے ساتھ سمت شمال کی دیواروں کا معائنہ کرنے لگا۔ وہ پتھر اور گچ کی بنی ہوئی تھیں۔ آتشدان کو دیکھا اس میں بھی کوئی راز پوشیدہ نہ تھا۔ پھر اس نے دوسرے پہلو کی دیواروں کو آزمایا۔ گو ان میں بنی ہوئی کھڑکیوں کی موجودگی یہ ثابت کرنے کے لئے کافی تھی کہ کم از کم اس طرف اندرونی اور بیرونی دیواروں میں کوئی پولا مقام نہیں ہے۔ تلاش ختم کر کے اس نے مایوسانہ انداز سے شانوں کو حرکت دی اور عارضی طور پر اپنے

آپ کو مغلوب تسلیم کیا۔

وہ پھرتے پھرتے تھک گیا تھا۔ ایک اور سگار جلا کے آرام کرسی پر بیٹھ گیا اور چھٹیوں کے اس کے پیکٹ کو کھول کر جو اس کے پاس تھا۔ پھر ایک بار دیکھنے لگا بہت کم نیا حال ان سے معلوم ہوا۔ کیونکہ ان کی تحریر مبہم غیر واضح اور ناقابل تسکین تھی اپنے دل میں وہ اس بات کو تسلیم کرنے پر مجبور ہو چکا تھا کہ ان خطوں کے ملنے سے ان کا نہ ملنا بہتر ہوتا اس کے باپ کی داستان ہستی کا یہ ایک ایسا باب تھا جس کا بند رہنا ہی بہتر تھا۔ اگر شادی کی سند موجود نہ ہوتی یا کسی باپ یا بھائی کی ناراضگی یا خاندانی ذلت کے احساس کا حال درج ہوتا جو اس تعلق سے عورت کے رشتہ داروں کو ہوا تو اس صورت میں کچھ نہ کچھ سراغ اسے اپنے باپ کے قاتلوں کا مل سکتا تھا۔ کم از کم وہ اس ذریعہ سے کسی نئی دریافت کی امید ضرور کر سکتا۔ لیکن حالت موجودہ میں کسی دریافت کی قطعاً کوئی امید نہ تھی۔ کیونکہ ان خطوں کی تحریر ان آخری چند سطروں کے سوا جو میری کی لکھی ہوئی تھیں۔ نیز سند شادی کی موجودگی ثابت کرتی تھی کہ یہ ایک اس طرح کا واقعہ تھا جو ظہور میں آیا اور ختم ہو گیا۔ کوئی بات اس میں ایسی نہ تھی جو اس ہستی پراسرار پر روشنی ڈالنے والی ہوتی۔ جس نے اس کے باپ کے خون سے ہاتھ رنگے اور بالواسطہ اس کو تحقیق و تفحص پر آمادہ کیا۔

۳

چار بج گئے تھے۔ اس کے تھوڑی دیر بعد مسٹر سمتھ چائے کا سامان لیکر حاضر ہوئی۔

"مائی لارڈ" اس نے کہا۔ میڈلسن سے گاڑی آگئی ہے۔ اور چائے بھی تیار ہے۔"

لارڈ کلیمینن نے چٹھیاں کرمیز کے خانے میں بند کئے۔ اور خدمت ہونے ادا تھا

مسٹر سمتھ" اس نے کہا۔ میں لنڈن جا کر آپ کو ان کاغذات کی روانگی کے لئے لکھوں گا۔ میرے خیال میں آپ ان کو احتیاط کے ساتھ بند کرکے بھیجیں گی؟"

"جی کیوں نہیں ہیں ان کو جواہرات سے زیادہ قیمتی سمجھوں گی۔"

لارڈ کلیون نے اوورکوٹ پہنا اس کے بعد کمرہ کی کنجی کو ہاتھ میں گھماتے ہوئے کہنے لگا۔

"میرے خیال میں ان کاغذات کے یہاں ہوتے ہیں اگر اس کنجی کو اپنے ساتھ لیتا جاؤں تو بہتر ہو گا۔ وہ میرے وکیل مسٹر بڑول کے پاس رکھی رہے گی۔"

مسٹر سمتھ کے چہرہ پہ اضطرابی کیفیت پیدا ہوئی۔ اور اس کی نگاہ فکرمند نظر آنے لگی۔ تاہم اس نے کوشش کر کے ضبط کیا۔

"مائی لارڈ" پھر اس نے کہا اگر آپ اس کو یہیں رہنے دیتے تو بھی کچھ ہرج نہ تھا میں اس کو احتیاط کے ساتھ رکھتی۔"

لارڈ کلیون دروازہ بند کر کے کنجی ہاتھ میں لئے غلام گردش کی راہ سے مسٹر سمتھ کے ساتھ ساتھ چل رہا تھا کہنے لگا۔ "آپ کا کہنا صحیح ہے۔ اور مجھے آپ پر بے اعتباری بھی نہیں۔ لیکن وکیلوں کی ضابطہ پسندی مشہور ہے۔ شاید مسٹر برڈل کو اعتراض ہو ممکن ہے وہ کہیں کہ اس میز میں قیمتی دستاویز موجود تھے۔ پس بہتر یہی ہو گا کہ میں اسے ان کے پاس لے جاؤں"

"بہت اچھا۔ جو آپ کی مرضی"

گیلری سے گذر کر وہ غیر آباد اور ناقابل سکونت کمروں کے ایک لمبے سلسلہ سے ہوتے ہوئے قلعہ کے صحن میں جا پہنچے۔ ایک نہایت معمولی گاڑی جس میں دو مریل گھوڑے جتے ہوئے تھے۔ اس جگہ کھڑی تھی۔ لارڈ کلیون جاتے ہی اس پر بیٹھ گیا اور کھڑکی سے منہ نکال کے کہنے لگا۔

"الوداع مسٹر سمتھ میں آپ کی توجہ کا ممنون ہوں۔"

"خدا حافظ مائی لارڈ میں آپ کی خادمہ ناچیز ہوں۔"

مسز سمتھ نے پرانی طرز کا سلام کیا۔ اور مصنوعی تبسم پیدا کر کے گاڑی کے پاس کھڑی رہی۔ لیکن اس کے بعد جب گاڑی قلعہ کی حدود سے نکل کر کافی دور چلی گئی تو اس کے چہرہ کا انداز بدل گیا۔ فکر و تشویش کے آثار رفع ہوئے۔ اور ان کی جگہ اطمینان کی جھلک نے لے لی۔ مگر اس کے ہونٹ اب بھی تھرتھراتے اور آنکھیں اشک آلود تھیں۔ واقعہ میں یہ اس کے لئے بڑا کٹھن امتحان تھا جو غنیمت ہے کہ پورا ہو گیا بڑبڑاتے ہوئے کہنے لگی۔

"خدا کا شکر ہے وہ چلا گیا۔"

باب - ۲۳

چور دروازہ

۱

گاڑی جس پر لارڈ کلیبون سوار تھا۔ قلعہ سے چل کر دو میل کے قریب سفر کر چکی تھی کہ موصوف نے کھڑکی سے گردن نکال کے گاڑیبان کو ٹھہرنے کی آواز دی۔ آخر الذکر نے باگیں کھینچ لیں اور دونوں گھوڑے اپنی پیروں پر کھڑے ہو گئے۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ کچھ پوچھتا لارڈ کلیبون گاڑی سے اتر کر اس کی طرف گیا اور کہنے لگا۔

"کیا تم ایک پونڈ انعام حاصل کرنا چاہتے ہو؟"

گاڑیبان کے چہرہ پہ حیرت کے آثار پیدا ہوئے۔ اپنی چوڑی بار کی ٹوپی کے چھجے کو ہاتھ لگا کر کہنے لگا۔ "سرکار نیکی اور پوچھ پوچھ۔"

"تو سنو۔ میں نے ایک ضروری کام کی وجہ سے فی الحال سفر کا ارادہ ترک کر دیا ہے۔ اور میں چاہتا ہوں تم اس بارہ میں کسی قسم کے سوالات پوچھے بغیر جس طرح

میں کہتا ہوں۔ کہ یعنی اس جگہ سے سیدھے سرائے کو چلے جاؤ۔ اور وہاں اگر کوئی پوچھے تو کہنا کہ ان کا ارادہ کل جانے کا ہے۔ کیا سمجھے؟"

"جی سرکار اچھی طرح۔ لیکن اب کیا میں آپ کو واپس قلعہ میں چھوڑ آؤں یا آپ یہیں پر اتریں گے؟"

"نہیں اسی جگہ اتروں گا۔ اور یہاں سے باقی فاصلہ پیدل طے کروں گا۔"

"بہتر ہے۔"

"تو جاؤ"

"بہت اچھا۔"

"پھر تم جاتے کیوں نہیں۔ جاؤ۔"

گاڑیبان نے پھر ایک بار ٹوپی کو ہاتھ لگایا اور ہلکا سا زیر لبسم ہچکچا کے کہنے لگا

"حضور نے کچھ انعام کا وعدہ کیا تھا۔"

"اوہ۔ تم اسے پیشگی وصول کرنا چاہتے ہو؟" لارڈ کلیبیون نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پھر جیب کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

"سرکار کل نام کال کا۔ کام وہ جو ترنت پھرت ہو جائے۔"

"سچ ہے۔" اور لارڈ کلیبیون نے وعدہ کا سکہ اس کے ہاتھ پر رکھ دیا۔

"بہر حال" اس نے کہا۔ "اس واقعہ نے ثابت کر دیا کہ تم بیوقوف نہیں ہو۔ مگر یاد رکھو عقلمند ہر بات کو دل میں رکھا کرتے ہیں۔ منہ نہیں نکالتے۔"

"اطمینان فرمائیے۔ اسی طرح ہوگا۔ اور اب سلام میں رخصت ہوتا ہوں۔"

گاڑیبان نے ایک دو زور دار چابک مار کر گھوڑوں کو خبردار کیا۔ اور بڑی مشکل سے وہ اس حقیقت کو تسلیم کرنے پر مجبور ہوئے کہ یہ منزل مقصود نہیں ہے۔ اس کے بعد گاڑی لارڈ کلیبیون کو سڑک کے وسط میں کھڑا چھوڑ کے رخصت ہو گئی۔

اس وقت پانچ بجے تھے۔ لیکن ابھی سے اندھیرا چھانے لگا تھا۔ گلے تک کوٹ کے بٹن بند کرکے وہ پیچھے مڑا اور باد تند کا مقابلہ کرتا پیدل ہی قلعہ کی طرف چلنے لگا قریباً آدھ گھنٹہ کے عرصہ میں وہ اس مقام پر جا پہنچا۔ جہاں سے قلعہ کا فاصلہ بمشکل پاؤ میل تھا۔ یہ جگہ ایک گھاٹی کے سامنے بادشہ پر واقع تھی۔ اور وہاں سے قلعہ نظروں کے سامنے تھا۔

لارڈ کلبیون نے سب سے پہلے برج کی طرف دیکھا۔ ابتک اس میں اندھیرا تھا۔ اس نے مایوسی کا گہرا سانس لیا۔ گو صحیح معنوں میں یہ واقعہ خلاف امید بھی نہیں تھا۔ پھر چاروں طرف دیکھکر ایک اونچی چوکور چٹان کی اوجھل میں جو باد تند سے محفوظ تھی سگار جلایا اور اس کے کش لگاتے ہوئے انتظار کرنے لگا۔

ایک گھنٹہ۔ دو۔۔۔ پھر تین گذر گئے۔ سر شام سمت بحر میں بجلی چمکنے لگی تھی اب ترشح جاری ہوگیا۔ مگر اس حالت میں بھی وہ صبر و قناعت کی تصویر۔ چپ چاپ وہیں بیٹھا رہا۔ دفعتاً ایک تیز کلمہ حیرت کے ساتھ اُٹھا اور آنکھیں پھاڑ کر دیکھنے لگا قلعہ کی دھندلی تصویر میں ایک روشنی نظر آئی۔ جس نے ایک دو لحظہ ٹمٹمانے کے بعد شعلہ تیز کی صورت اختیار کی۔ لارڈ کلبیون نے سگار کا آخری سرا ہاتھ سے پھینک دیا۔ اور ایک عجیب طرح کا پر اسرار تبسم اس کے ہونٹوں پر نمودار ہوا۔

یقیناً یہ روشنی قلعہ کے برج سے آتی تھی۔ جس کی کنجی اس وقت اس کے پاس تھی!

۲

قلعہ کے اندر مسز سمتھ تنہا اپنے کمرہ میں بیٹھی تھی۔ اس کی آنکھیں بند تھیں۔ اور دونو ہاتھ جوڑ کر سامنے رکھے ہوئے تھے۔ پاس ہی شاہ بلوط کی میز پر کھلی انجیل، لمپ اور بُننے کا سامان تھا۔ مگر اس کی توجہ ان میں سے کسی چیز پر لگی ہوئی نہ تھی۔ وہ ایک سن رسیدہ عورت تھی۔ آج کا دن اس کے لیے سخت آزمائش کا دن ثابت ہوا

تھا۔ اور اب دن بھر کی ذہنی کشمکش کے بعد وہ آرام کی خواہشمند تھی وہ اس وقت مطمئن اور مسرور تھی۔ دمڑ کا جو اس کے جی کو لگا ہوا تھا فرضی ثابت ہوا تھا۔ وہ اس غیبی طاقت کی شکر گزار تھی جس نے لارڈ کلبیئون کو اس قدر جلد واپس جانے پر آمادہ کر دیا تھا۔

مگر سننا!... یہ کیا آواز تھی؟ کیا آندھی سے تختہ کھڑکھڑانے کی۔ یا کسی چھپا کے حرکت کرنے کی؟۔ آہ! یہ تو ایسا معلوم ہوتا تھا گویا کسی کے پاؤں سنگی فرش پر بے آواز چلتے ہیں۔ کوئی اندر آ کے دروازہ بند کر رہا تھا! اے رحم خدا۔ اگر وہ پھر لوٹ کر آ گیا!...

اس نے انداز تشنج سے کرسی کے پہلو پکڑ لئے اور آہستہ آہستہ آنکھیں کھولیں ... وہی۔ لارڈ کلبیئون صورت تصویر سامنے کھڑا تھا۔ سر کے بال باد تند سے الجھے ہوئے۔ کپڑے مرطوب۔ اور ستے ہوئے چہرہ پر استقلال کے گہرے آثار لئے ... وہی تھا! اور اس کے داہنے ہاتھ میں کوئی چیز تھی۔ جس کا چمکیلا سر المپ اور آگ کی روشنی میں دمک رہا تھا۔ اس نے صنم بخم"۔ دہشت کی ناقابل بیان جھلک آنکھوں میں لئے سن رسیدہ اعضا کے رعشہ کو روکنے کی بے سود کوشش کرتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔

لارڈ کلبیئون کی آواز نے سب سے پہلے اس طلسم اعظم کو توڑا جو بدنصیب عورت کے حواس و قوا کو مسلوب کر چکا تھا۔

"مسٹر سمتھ" اس نے سختی کے ساتھ کہا۔ "کیوں تم نے جھوٹ بولا تھا؟ کوئی آدمی اب بھی اس کمرہ کے اندر موجود ہے اور میں اس راز کو اسی وقت حل کرنا چاہتا ہوں۔"

مسز سمتھ کے معطل حواس ان الفاظ میں تازہ ہو گئے۔ اس نے معلوم کر لیا کہ وہ کیا کرنا چاہتا ہے۔ اور اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔ اس نے اس کے سخت چہرہ اور اس کے

ہاتھ میں پکڑے ہوئے پستول کی نالی کی طرف دیکھا - بے خوفی مذبذب مصمم اور اٹل فیصلہ کے آثار اس کے چہرہ پر نمودار تھے - لیکن مجبور ہونے سے پہلے اس نے ایک آخری کوشش اور کی -

اس کے قدموں میں فرش زمین پر دو زانو ہو کر اس نے گڑگڑاتی ہوئی آواز سے کہا

"مائی لارڈ - ایک بوڑھی عورت کا کہا مانیئے اب بھی وقت ہے - اپنے ارادہ سے باز آئیے - میں اس خدا کی قسم کھا کے آپ سے کہتی ہوں جو ہر ایک کے دل کے حال سے واقف ہے - کہ اگر آپ نے اس ارادہ کو ترک نہ کیا تو یاد رکھیئے عمر بھر پچھتانا پڑے گا -"

لارڈ کلیبیون نے عجیب نظروں سے دیکھا - مگر اپنی بات پر مصر رہا -

"اگر میری زندگی بھی خطرہ میں ہو تو اس صورت میں بھی میں اسی کمرہ میں جا کر اس آدمی کا راز تحقیق کروں گا - جو اس میں مقفل ہے" اس نے دبے ہوئے جوش کے ساتھ کہا "تم نے اچھا نہیں کیا کہ اس راز کو مجھ سے چھپایا - اور گو میں تمہارے بڑھاپے کی عزت کرتا ہوں تاہم یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ اگر تم میرے آبائی مکان کو مجرموں کا مسکن بنانے پر تلی ہوئی ہو تو میں بھی تم کو جواب دہی پر مجبور کیے بغیر نہیں رہ سکتا - اٹھو - اس طرح ہاتھ جوڑنے سے کچھ فائدہ نہ ہوگا -"

مسز سمتھ نے کھڑے ہو کر دونو بازو لارڈ کلیبیون کی گردن میں ڈال دیے - گویا وہ اس ذریعہ سے اسے اس کے ارادہ سے باز رکھنا چاہتی تھی - آخر الذکر نے حتی الوسع نرمی سے لیکن اس پر بھی کسی قدر سختی کے ساتھ اس کی باہیں گلے سے نکال دیں - اور ایک قدم آگے رکھا - ایک تیز چیخ کے ساتھ جو برہنہ کمروں اور خستہ حال برآمدوں میں گونجتی ہوئی قلعہ کے ہر گوشہ میں پھیل گئی - وہ بے ہوش ہو کر ڈھیر سنگی فرش پر گر پڑی -

لارڈ کلبینون چلتے چلتے ٹھیر گیا۔ مگر اس کا یہ تامل عارضی تھا اپنے جی کو یہ سمجھا کر کہ میرا اس کے پاس ٹھیرنا بے سود ہے اور نہ جانے کی صورت میں شائد وہ آدمی جو برج کے اندر چھپا ہوا تھا چیخ کی آواز سن کر بھاگ جائے۔ اس نے مسز سمتھ کی میز پر رکھا ہوا لیمپ بائیں ہاتھ میں لے لیا اور اسکا وہیں بے ہوش چھوڑ کے پراسرار مہم پر روانہ ہوا۔

دوبارہ رستہ بھولا اور دو دفعہ اسکو پیچھے قدم ہٹانے پر مجبور ہونا پڑا۔ بارہا اندھیرے میں بھاگتے ہوئے چوہے اس کے پاؤں سے لگ کر نکل گئے۔ اور وہ گرتے گرتے بچا۔ لیکن آخر کار وہ قلعہ کے اس حصہ تک پہنچنے میں کامیاب ہو گیا جہاں برج واقع تھا۔ بدقسمتی سے غلام گردش کے اس حصہ میں پہنچ کر جہاں چھت اکھڑی ہوئی اور دیواروں میں شگاف تھے۔ ہوا کے ایک جھونکے نے اس کا لمپ بجھا دیا۔ اس کے بعد لارڈ کلبینون نے اس کا بوجھ فضول سمجھ کر لاپرواہی سے ایک طرف پھینک دیا اور پستول ہاتھ میں لئے دروازہ کی طرف بڑھا۔

وہ بند تھا۔ اس نے کنجی داخل کر کے بڑی مشکل سے گھمائی۔ تھوڑی دیر کے بعد دروازہ ایک تیز اور پرشور آواز کے ساتھ کھل گیا۔

ایک لمپ اس میز پر جل رہا تھا۔ جہاں بیٹھ کر لارڈ السٹن کام کیا کرتے تھے اور اس کے پاس ایک کتاب کھلی ہوئی رکھی تھی۔ کمرہ میں تمباکو کے دھوئیں کی بو پھیلی ہوئی تھی۔ اور اس کے علاوہ کئی اور حالات ظاہر کرتے تھے کہ کوئی شخص حال میں اس کے اندر موجود تھا۔

مگر اس وقت کمرہ خالی تھا!

۳

لارڈ کلبینون نے متجسس نظروں سے چاروں طرف دیکھا۔ وہ معلوم کرنا چاہتا

ہاتھ میں پکڑے ہوئے پستول کی نالی کی طرف دیکھا۔ بے خوفی، دلیری، مصمم ارادہ اور اٹل فیصلہ کے آثار اس کے چہرہ پر نمودار تھے۔ لیکن مجبور ہونے سے پہلے اس نے ایک آخری کوشش اور کی۔

اس کے قدموں میں فرش زمین پر دو زانو ہو کر اس نے گڑگڑاتی ہوئی آواز سے کہا

"مائی لارڈ۔ ایک بوڑھی عورت کا کہا مانیے اب بھی وقت ہے۔ اپنے ارادہ سے باز آئیے۔ میں اس خدا کی قسم کھا کے آپ سے کہتی ہوں جو ہر ایک کے دل کے حال سے واقف ہے۔ کہ اگر آپ نے اس ارادہ کو ترک نہ کیا تو یاد رکھئیے عمر بھر پچھتانا پڑے گا۔"

لارڈ کلیبیون نے عجیب نظروں سے دیکھا۔ مگر اپنی بات پر مصر رہا۔

"اگر میری زندگی بھی خطرہ میں ہو تو اس صورت میں بھی میں اسی کمرہ میں جا کر اس آدمی کا راز تحقیق کروں گا۔ جو اس میں مقفل ہے" اس نے دبے ہوئے جوش کے ساتھ کہا۔ "تم نے اچھا نہیں کیا کہ اس راز کو مجھ سے چھپایا۔ اور گو میں تمہارے بڑھاپے کی عزت کرتا ہوں تاہم یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ اگر تم میرے آبائی مکان کو مجرموں کا مسکن بنانے پر تلی ہوئی ہو تو میں بھی تم کو جواب دہی پر مجبور کئے بغیر نہیں رہ سکتا اٹھو اس طرح ہاتھ جوڑنے سے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔"

مسز سمتھ نے کھڑے ہو کر دونوں بازو لارڈ کلیبیون کی گردن میں ڈال دیے۔ گویا وہ اس ذریعہ سے اسے اس کے ارادہ سے باز رکھنا چاہتی تھی۔ آخر الذکر نے حتی الوسع نرمی سے لیکن اس پر بھی کسی قدر سختی کے ساتھ اس کی باہیں گلے سے نکال دیں۔ اور ایک قدم آگے رکھا۔ ایک تیز چیخ کے ساتھ جو برہنہ کردوں اور خستہ حال برآمدوں میں گونجتی ہوئی قلعہ کے ہر گوشہ میں پھیل گئی۔ وہ بے ہوش ہو کر وہیں سنگی فرش پر گر پڑی۔

لارڈ کلیبیڈن چلتے چلتے ٹھیر گیا۔ مگر اس کا یہ تامل عارضی تھا اپنے جی کو یہ سمجھا کر کہ میرا اس کے پاس ٹھیرنا بے سود ہے اور نہ جانے کی صورت میں شاید وہ آدمی جو برج کے اندر چھپا ہوا تھا چیخ کی آواز سن کر بھاگ جائے۔ اس نے مسز سمتھ کی میز پر رکھا ہوا لیمپ بائیں ہاتھ میں لے لیا اور اسکو وہیں بے ہوش چھوڑ کے پراسرار مہم پر روانہ ہوا۔

وہ بارہ رستہ بھولا اور دو دو مرتبہ اسکو پیچھے قدم ہٹانے پر مجبور ہونا پڑا۔ بارہا اندھیرے میں بھاگتے ہوئے چوہے اس کے پاؤں سے لگ کر نکل گئے۔ اور وہ گرتے گرتے بچا۔ لیکن آخر کار وہ قلعہ کے اس حصہ تک پہنچنے میں کامیاب ہو گیا جہاں برج واقع تھا بدقسمتی سے غلام گردش کے اس حصہ میں پہنچ کر جہاں چھت اکھڑی ہوئی اور دیواروں میں شگاف تھے۔ ہوا کے ایک جھونکے نے اس کا لمپ بجھا دیا۔ اس کے بعد لارڈ کلیبیڈن نے اس کا بوجھ فضول سمجھ کر لاپرواہی سے ایک طرف پھینک دیا اور پستول ہاتھ میں لئے دروازہ کی طرف بڑھا۔

وہ بند تھا۔ اس نے کنجی داخل کر کے بڑی مشکل سے گھمائی تھوڑی دیر کے بعد دروازہ ایک تیز اور پرشور آواز کے ساتھ کھل گیا۔

ایک لمپ اس میز پر جل رہا تھا۔ جہاں بیٹھ کر لارڈ السٹن کام کیا کرتے تھے اور اس کے پاس ایک کتاب کھلی ہوئی رکھی تھی۔ کمرہ میں تمباکو کے دھوئیں کی بو پھیلی ہوئی تھی۔ اور اس کے علاوہ کئی اور حالات ظاہر کرتے تھے کہ کوئی شخص حال ہی میں اس کے اندر موجود تھا۔

مگر اس وقت کمرہ خالی تھا!

۳

لارڈ کلیبیڈن نے متجسس نظروں سے چاروں طرف دیکھا۔ وہ معلوم کرنا چاہتا

تھا کہ کس راہ سے کمرے کے رہنے والا غائب ہوا۔ دفعتاً اس کی نگاہ فرش کے ایک خاص حصہ کی طرف گئی جہاں قالین ایک طرف کو ہٹا ہوا اور لکڑی کا کچھ حصہ فرش کی نسبت اونچا تھا۔ اس نے زیادہ جھک کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایک چور دروازہ ہے اسے اونچا اٹھایا تو اندر ایک لوہے کی سیڑھی نظر آئی جو گھپ اندھیرے میں آگے جا کر بالکل غائب ہو جاتی تھی۔

ایک لحظہ تامل کر کے اس نے پستول جیب میں ڈال لیا۔ اور سیڑھی کے ڈنڈے پکڑ کر اترنا شروع کیا۔ پانچ چھ۔ سات۔ آٹھ ڈنڈے اس نے گنے۔ اور نویں کے بعد وہ پھر ایک بار پختہ فرش پر پہنچ گیا۔ لیکن اس جگہ بھی نہ کوئی آدمی موجود تھا نہ آواز سنائی دیتی تھی۔

اس نے دیا سلائی روشن کی۔ اور دیکھنا شروع کیا۔ ایک ویسی ہی طرح کا کمرہ جس سے وہ اترا تھا۔ مگر کھڑکیوں سے محروم اور سکونت حال کے آثار سے خالی اسکو نظر آیا جس کی مرطوب دیواروں میں لونی لگی ہوئی تھی۔ اور مکڑی کے بڑے بڑے جالے جس میں چاروں طرف موجود تھے۔ فرش بھی کھردرا اور ناہموار تھا۔ اور کمرہ سے سیلن کی تیز بدبو آتی تھی۔ معلوم ہوا کہ روشنی اور ہوا کی آمد کا واحد رستہ وہ چھوٹا سا شگاف تھا۔ جو سمت بحر کی دیوار میں کمرہ کے اندر بنا ہوا تھا۔

لارڈ کلیبون کی نظر کمرہ کے دور افتادہ حصہ میں ایک چھوٹے سے ڈھیر کی طرف گئی اور وہ اس کی طرف بڑھا۔ معلوم ہوا کچھ اوڑھنے اور بچھونے کے کپڑے کچھ پہننے کی چیزیں اور کچھ متفرق سامان اس طرح اکھٹا کر کے رکھا ہوا تھا۔ گویا کسی نے اس کو جلدی سے یکجا کیا ہو۔ ان چیزوں کو دیکھ کر لارڈ کلیبون کو پورا یقین ہو گیا کہ وہ جس کی اسکو تلاش تھی۔ دور نہیں ہو سکتا۔

اس نے پھر ایک بار دیا سلائی جلائی۔ اور اب اسکی روشنی میں ایک چھوٹا سا

چوبی دروازہ نظر آیا جس کی لکڑی اثرات زمانہ سے کسی حد تک گل سڑ چکی تھی مضبوطی کی غرض سے لوہے کے کچھ پترے اس پر جڑے ہوئے تھے۔ اور ان پر رسی بندھی تھی۔ مگر قفل یا زنجیر کی قسم سے کوئی چیز اس میں نہیں تھی۔

ایک لمحہ اس کی طرف دیکھ کر لارڈ کلیڈن پھر آگے بڑھا اور پھر ایک بار روشنی کی۔ دروازہ اس طرح آگے پیچھے ہلتا تھا گویا کسی تھکے ہوئے ہاتھ نے اسکو دھکا دیا ہوا ہو۔ اس نے پاس جا کر آواز سننے کی کوشش کی تو معلوم ہوا کوئی آدمی اس کے دوسری جانب زور زور سے ہانپ رہا ہے۔

باب ۔۲۷

تہ خانہ کے اسرار

۱

لارڈ کلیڈن کو اس بات کا فیصلہ کرنے میں بہت دیر نہیں لگی کہ اب اس کا طریق عمل کیا ہونا چاہیئے۔ جلتی ہوئی دیا سلائی ہاتھ سے گرا کر وہ دروازہ کی طرف بڑھا۔ اور اس پر اپنے کندھے کا دباؤ ڈال کر کہنے لگا۔

"تم خواہ کوئی ہو۔ باہر آجاؤ۔ کیونکہ میں تمہاری صورت دیکھنا چاہتا ہوں۔ نہ آؤ گے تو مجبوراً مجھ کو دروازہ توڑ ڈالنا پڑے گا۔"

لیکن اندر سے ایک ہلکی دبی ہوئی کراہٹ کے سوا کوئی جواب نہ ملا۔ لارڈ کلیڈن نے اپنے پیر مضبوطی سے فرش زمین پر جما لئے اور دروازہ توڑنے کی تیاری کرنے لگا۔

"خبردار۔ ایک طرف ہٹ کے کھڑے ہونا۔" اس نے پھر ایک بار احتیاطاً

کہا "میں اس دروازہ کو توڑنے لگا ہوں "۔

اندر سے پھر بھی کوئی جواب نہ ملا۔ اور لارڈ کلیینون نے حیل و حجت میں وقت ضائع کئے بغیر عمل شروع کر دیا۔

لیکن دروازہ گو کمزور تھا تاہم مردنا معلوم کی مزاحمت سے اس کو کھولنے کا کام اتنا سہل ثابت نہ ہوا۔ جتنا اس کا خیال تھا۔ ایک لمحہ پورا زور لگانے کے بعد اس وقت جب وہ اپنے آپ کو کامیابی کے عین قریب تصور کرتا تھا۔ اس کا پاؤں نمناک زمین پر اس طرح پھسلا کہ کی کرائی کوشش پہ پانی پھر گیا۔ اور ناگاہ از سر نو کوشش شروع کرنی پڑی۔ اس اثنا میں حریف کا پھولا ہوا دم اور اس کے منہ سے نکلی ہوئی کپکپاہٹ کی آوازیں ثابت کرتی تھیں کہ وہ بھی اس مقابلہ کو بہت دیر تک قائم نہیں رکھ سکتا۔ اس کے باوجود وہ اس دروازہ کی پشت پر بدستور جما ہوا تھا۔ اور گو ایک دو بار لکڑی کے چرچرانے کی آواز پیدا ہوئی۔ تاہم دروازہ کو نہ ٹوٹنا تھا۔ نہ ٹوٹا۔

مجبور ہو کے لارڈ کلیینون نے جو خود بھی اس دوران میں تھک گیا تھا۔ موجودہ کوشش ترک کر دی۔ اور مقابلہ کا ایک اور پہلو سوچا۔ چنانچہ پیچھے ہٹ کر وہ دوڑا ہوا آیا۔ اور اس حالت میں بند دروازہ سے بڑے زور کی ٹکر ماری۔ اس کا نتیجہ وہ نکلا جس کی اسے قطعاً امید نہ تھی۔ یعنی دروازہ پر شور آواز کے ساتھ کھل گیا۔ اور چونکہ وہ اس قدر سہل کامیابی کے لئے آمادہ و تیار نہ تھا۔ اس لئے توازن قائم نہ رکھ کے بے تحاشہ دوسری جانب جا گرا۔

چوٹ تو کم آئی۔ تو بھی آنکھوں کے سامنے شرارے سے پھر گئے۔ اور دماغ چکرانے لگا۔ بہرحال وہ اٹھا۔ اور چاروں طرف دیکھنے لگا جس کے بعد اس حادثہ کی وجہ فوراً ہی معلوم ہو گئی۔ یعنی حریف نے چونکہ مزاحمت ترک کر دی تھی۔ اس لئے دروازہ بڑی آسانی کے ساتھ کھل گیا۔

قریباً ایک لمحہ وہ آگے کی طرف جھکا ہوا اندھیرے میں دیکھنے اور کسی کی آواز سننے کی کوشش کرتا رہا۔ شروع میں ایسا معلوم ہوتا تھا گویا قبرستان کی خاموشی چھائی ہوئی ہے۔ لیکن جوں جوں اس کا بھنایا ہوا دماغ اصلی حالت پر آیا۔ اور حواس اپنے افعال کو ادا کرنے کے قابل ہوئے تو فاصلہ پر ہٹتے ہوئے قدموں کی چاپ اس کے کانوں میں آنی شروع ہوئی۔

پہلے اس کے جی میں آئی کہ اندھا دھند اس طرف کو دوڑے جدھر سے آواز سنائی دیتی تھی۔ لیکن اس کے بعد جب مصلحت کے احساس نے ضرورت کی ترغیب کو مغلوب کیا تو اس نے سوچا کہ اس گھپ اندھیرے میں جہاں روشنی کی خفیف سی شعاع بھی نظر نہ آتی تھی۔ اس طرح بے سوچے سمجھے گھس جانا خطرناک ہوگا۔ پس اس نے پھر ایک بار اپنی رفیق مومی دیاسلائیوں کی ڈبیا جیب سے نکالی اور ایک کو جلا کے سر سے اونچا اٹھایا۔

اس کے بعد وہ متعجب آمیز نظروں سے چاروں طرف دیکھنے لگا۔ معلوم ہوا ایک پرپیچ رستہ قریباً چھ فٹ چوڑا اور اسی قدر اونچا اس کے سامنے ہے۔ دیاسلائی کو ہاتھ سے پھینک کر نیچی چھت سے سر ٹکرانے کے احتمال کو پیش نظر رکھتے ہوئے وہ جھک کر اس سرنگ کے اندر گھس گیا۔ اور ہٹتے ہوئے قدموں کی مدہم آواز کے سراغ پر تیز رفتار سے چلنے لگا۔

وہ ایک ایسا تعاقب تھا جو لارڈ کلبیزن کو عمر بھر یاد رہا۔ زمین کی تہ میں چھپی ہوئی سرنگ جس کے اطراف چپچپے اور گیلے تھے۔ پاؤں میں پھسلن اور شب یلدا کی تاریکی چاروں طرف چھائی ہوئی۔ ایک سے زیادہ مرتبہ وہ چلتے چلتے گرا اور گرتے گرتے سنبھلا۔ لیکن گو اس کے اعضا میں شدت کا درد تھا۔ گو اس کے زخم ہاتھ لہولہان ہو رہے تھے۔ تاہم ہٹتی ہوئی آواز کی کشش اس کو آگے ہی آگے لئے جاتی تھی۔ کئی بار سرنگ

سکے موڑوں پر اس کا منہ ٹھوس چٹان سے ٹکرایا۔ اور بند متعفن ہوا سے دم گھٹتا معلوم ہوا مگر اس پر بھی اس نے پیچھا ترک نہ کیا۔ ہر نئی ناکامی اس کے جوش کو بھڑکانے اور خواہش دریافت کو تیز کرنے والی تھی۔

۲

دفعتاً ایک آواز۔ پرشور عجیب اور ہیبت ناک سرنگ کی گہری خاموشی کو قطع کر کے کانوں میں آنی شروع ہوئی۔ پہلے وہ بے معلوم، مبہم اور پراسرار تھی لیکن رفتہ رفتہ۔ ہر قدم کے ساتھ اس میں تیزی اور صفائی پیدا ہونے لگی۔ خوف... لیکن نہیں خوف کا تعلق بزدلی سے ہے۔ اور لارڈ کلیبون بزدل نہ تھا۔ اس لئے اس پراسرار آواز کو سن کر جو احساس اسے ہوا۔ کہنا پڑتا ہے کہ وہ خوف سے ملتا ہوا مگر اس سے جدا... ہیبت کا احساس تھا۔ لارڈ کلیبون چلتا چلتا ٹھیر گیا اور کان لگا کے سننے لگا وہ ایک اس طرح کی آواز تھی جس طرح زلزلہ کی آمد سے پہلے سنائی دیتی ہے۔ یعنی ٹھوس زمین اور سنگلاخ چٹانوں کے پھٹنے اور ایک دوسرے سے جدا ہونے کی آواز سے ملتی ہوئی۔ اس کا دل زور سے دھک دھک کرنے لگا۔ جس مقام پر وہ کھڑا تھا زمین کیچڑ کی طرح چپچپی اور گیلی تھی۔ نمی کے قطرے دیواروں سے نکل نکل کر بہتے تھے۔ اور جب اس نے آنکھیں پھاڑ کر دیکھا تو ایک قسم کی پچگوشتہ بحری مچھلی سمندری گھاس کے چھوٹے سے ڈھیر پر پڑی ہوئی نظر آئی اور اس وقت آن واحد میں اصل حقیقت ظاہر ہو گئی۔ وہ گڑگڑاہٹ۔ وہ پرشور آواز جو اس کے کانوں میں آتی تھیں۔ دراصل سمندر کی موجوں کی آواز تھی۔ اور یہ زمین دوز سرنگ اور اس سرنگ کا دہانہ یقیناً ساحل بحر پر جا کر کھلتا تھا

ان حالات سے واقف ہونے کے بعد وہ پھر ایک بار بلا تامل آگے کو چلنے لگا۔ پانی کی ٹکراتی ہوئی لہروں کی وجہ سے وہ پاؤں کی آواز جو اسے یہاں تک لانے کا ذریعہ بنی تھی۔ اب بالکل سنائی نہ دیتی تھی۔ مگر اس کے بعد چند ہی قدم آگے چل کر معلوم ہوا کہ وہ۔

منزلِ مقصود پر پہنچ چکا ہے۔ تھوڑی دور آگے سرنگ کا دہانہ اتنا تنگ ہو گیا کہ جس سے کوئی آدمی بڑی مشکل سے گزر سکتا تھا۔ اور اس سے دس بارہ گز پرے ایک اور چوڑا دہانہ کسی غار کے دہانہ سے ملتا ہوا نظر آیا جس کے آگے سمندر تھا۔

لارڈ کلیبیون سیدھا کھڑا ہو کر چاروں طرف دیکھنے لگا۔ اس دھندلی شفق آمیز روشنی میں جو اس جگہ چھائی ہوئی تھی۔ گرد و نواح کی چیزوں کو اچھی طرح پہچاننا مشکل تھا تاہم جب رفتہ رفتہ اس کی نگاہ دیکھنے کی عادی ہوئی تو اس نے معلوم کیا کہ اس غار کا دہانہ سمندر کی طرف کھلتا ہے۔ اس کے کنارے پانی سے بھیگے ہوئے تھے۔ اور فرش پر بکھری ہوئی سمندری گھاس اور پانی کے چھوٹے چھوٹے گڑھے ثابت کرتے تھے کہ جب سمندر میں جوار آتا ہے تو لہریں اس کے اندر بھی آجاتی ہیں۔ کئی اونچی چٹانیں عجیب و غریب شکلوں کی اس کے اطراف میں بکھری ہوئی تھیں۔

وہ اس غار کے دہانہ کی طرف بڑھنا چاہتا تھا کہ دفعتاً ٹھیر گیا۔ چٹانوں میں سے ایک کی پشت پر جو اس کے بائیں طرف واقع تھی دو چمکیلی آنکھیں چھپی ہوئی نظروں سے اس کی طرف گھور رہی تھیں۔ پہلے اس کا خیال تھا کہ وہ کسی بحری حیوان کی آنکھیں ہیں۔ اور وہ اس خیال سے آگے بڑھنے سے متامل تھا۔ لیکن دفعتاً ایک آدمی کی سیاہ چھریری صورت چٹان کی اوجھل سے نکل کر سرنگ کی طرف دوڑتی ہوئی نظر آئی لارڈ کلیبیون اس کے پیچھے دوڑا۔ اور وہ چند ہی قدم گئی تھی کہ اس نے اپنا بازو اس کی گردن کے گرد ڈال دیا۔ اور اس زور کے ساتھ ڈالا کہ اس بدنصیب کے پاؤں فرش زمین سے اونچے اٹھ گئے۔

۳

ایک دہشت انگیز چیخ کسی عام دنیاوی آواز سے مختلف۔ خاموشی کو چیرتی ہوئی سنائی دی۔ اور غار کی دیواروں سے ٹکرا کر گونج پیدا کرتی ہوئی کراہٹ کے ساتھ ختم

ہوگئی۔ وہ ایک عجیب طرح کی آواز تھی۔ خوف جسمانی سے بہت زیادہ عذاب روحانی کی مظہر۔ پرشور پراسرار اور ہیبت کا احساس پیدا کرنے والی۔ لارڈ کلیبیون اسے سن کر کانپ اٹھا مگر اس نے گرفت ڈھیلی نہیں کی۔

"ادھر آ" اس نے چند قدم پیچھے ہٹتے ہوئے بدنصیب قیدی کو غار کے دہانہ کی طرف کھینچتے ہوئے کہا۔ "ادھر آ میں اس آدمی کی صورت دیکھنا چاہتا ہوں جس نے مجھے اتنا حیران کیا ہے۔"

مرد نامعلوم اس طرح فرش زمین پر گر گیا۔ گویا اس کے قویٰ مسلوب تھے۔ اور اس میں کھڑے ہونے کی طاقت بالکل باقی نہ تھی۔

"خدا کے لئے اور اپنے جی کے اطمینان کو ہمیشہ کے لئے زائل نہ کرنے کی خاطر" اس نے مضطربانہ کہا۔ "مائی لارڈ مجھ بدنصیب کو چھوڑ دیجئے۔ میں زمین و آسمان کی ہر مقدس چیز کی قسم کھا کے کہتا ہوں کہ آپ کے لئے میری صورت نہ دیکھنا ہی بہتر ہے۔ مجھ کو چھوڑ دیجئے ... جانے دیجئے۔"

"نہیں" لارڈ کلیبیون نے غار کی دھندلی روشنی میں قیدی کے چہرہ کو بغور دیکھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ "تو اپنا بھلا چاہتا ہے تو چپ چاپ میرے ساتھ روشنی میں آ جا ورنہ مجھ کو جبر کرنا پڑے گا۔"

"لارڈ کلیبیون" اس شخص نے مری ہوئی آواز سے کہا۔ "یاد رکھئے اس غار سے نکلنے کا اور کوئی راستہ نہیں ہے۔ اور جب جوار کا پانی آتا ہے تو یہ راستہ" اس نے اس سرنگ کی طرف اشارہ کرکے کہا "جس سے آپ آئے تھے۔ ناقابل گذر ہو جاتا ہے۔ اس لئے واپس تشریف لے جائیے۔ مبادا ایسا کرنا بعد از وقت ہو۔ میرے لئے زندگی کی دلچسپیاں ختم ہو چکی ہیں۔ اور میں ہر لحظہ موت کا انتظار کرتا ہوں۔ مگر آپ کیوں ناحق جان دیتے ہیں۔"

جواب لیے بغیر لارڈ کلیبیون نے اس جھکی ہوئی عورت کو چھوٹے بچے کی طرح اُٹھا لیا اور اسی طرح اٹھائے ہوئے گردن جھکا کر غار کے دہانہ کے باہر لے گیا۔ جہاں اس نے اس کو فرشِ زمین پر رکھ دیا۔

"اٹھو" اس کے بعد اس نے سختی کے ساتھ کہا۔ "عورت کی طرح پاؤں پڑنا یا آہ وزاری کرنا مرد کو زیب نہیں دیتا۔ اُٹھو اور جواب دو کہ تم کون ہو اور تمہارے اس عجیب رویہ کا کیا مطلب ہے؟"

مگر اس آدمی نے پھر بھی حرکت نہ کی۔ مجبور ہو کر لارڈ کلیبیون ایک زانو کے بل فرشِ زمین پر جھک گیا۔ اور ان جڑے ہوئے ہاتھوں کو جن میں زرد رستا ہوا۔ لاغر چہرہ چھپا ہوا تھا۔ بزور پرے ہٹایا۔ مگر جب ہی اس کی نگاہ اس چہرہ کی طرف گئی وہ اس طرح پیچھے ہٹا اور لڑکھڑایا۔ گویا سانپ نے اسکو ڈسا ہو۔

"نیلسن!" اس کے منہ سے نکلا۔ "نیلسن!"

باب - ۲۸

گردابِ اجل

۱

گہری خاموشی چھا گئی۔

لارڈ کلیبیون دو قدم ہٹ کر ایک چٹان کے ساتھ لگا ہوا سراسیمگی اور حیرت کی نظروں سے دیکھتا تھا۔ اور نیلسن چپ چاپ مشکل سے سانس لیتا۔ سمندر کی طرف منہ پھیرے کھڑا تھا۔ حالت عجیب اور دلچسپ تھی۔ گو وہ پہلا فقرہ جس نے اس سکوتِ عظیم کو قطع کیا۔ معمولی اور رسمی تھا۔

"کیا تم بیمار تھے؟" لارڈ کلیبیون نے پوچھا۔

پولی آواز کا تلخ قہقہہ نیلسن کے منہ سے نکلا۔ آواز گو ہلکی تھی، تاہم وہ گرد و نواح کی چٹانوں سے ٹکرا کر پرشور سنائی دی۔

"ہاں میں بیمار تھا" اس کے بعد اس نے اپنی سوکھی کھردری صورت کو تھپتھپاتے ہوئے کہا۔

اس کے کپڑے جن کی رنگت سیاہ تھی، کیچڑ اور ریت سے آلودہ اور سمندر کے پانی سے بھیگے ہوئے ڈھیلی تہوں میں اس کے گرد لٹک رہے تھے۔ رخسار پچکے ہوئے اور گہری سیاہ لکیریں اس کی بے تاب روشن آنکھوں کے نیچے پائی جاتی تھیں۔ اس کا سوکھا ہوا استخوانی بدن رہ رہ کے کانپنے لگتا۔ اور وہ بڑی مشکل سے سانس لیتا تھا۔ مجموعی طور پر اس کی حالت اس آدمی سے ملتی تھی جو بستر مرگ سے دفعتاً اٹھ کر کھڑا ہو گیا ہو۔

"بے شک میں بیمار تھا۔" اس نے اچانک منہ پھیر کر لارڈ کلیبیون سے چار آنکھیں کرتے ہوئے پھر کہا۔ "لیکن آپ کہئے۔ آپ کس لئے یہاں آئے ہیں؟ کیوں نہ آپ نے مجھ کو امن کے ساتھ مرجانے دیا؟"

"نیلسن" لارڈ کلیبیون نے جواب دیا "میں تمہاری تلاش میں اس جگہ نہیں آیا۔ میں درحقیقت والد کے کاغذات کی دیکھ بھال کرنے کے لئے آیا تھا۔ مگر اس جگہ آ کے معلوم ہوا کہ کوئی شخص اس کمرہ میں جس میں وہ رہا کرتے تھے، اب بھی رہتا ہے۔ کیا مجھ کو اس راز کی تحقیق کا حق حاصل نہ تھا کہ وہ آدمی کون ہے؟ اب میں تم سے دریافت کرتا ہوں کہ اس جگہ قلعہ کے کمرہ میں چھپ کر بیٹھ رہنے کا کیا مطلب تھا؟"

"مطلب!... اس کے سوا کچھ نہیں کہ میرے لئے یہ ایک محفوظ مقام تھا۔"

"حیرت ہے کہ مسز سمتھ نے تم کو یہاں رہنے کی اجازت دے دی۔"

"اس لئے کہ وہ میری ماں ہے۔ اور ایسی کون ماں ہے جو اپنے بیٹے کو پھانسی

پڑ لٹکا ہوا دیکھتا پٹ کرے؟ علاوہ بریں اسکو بیگم صاحب کی ہدایات کی تعمیل کرنا تھا؛

لارڈ کلیبیزن کانپ اٹھا۔

"کسے؟ تمہاری ماں کو؟"

"جی ہاں۔ میری ماں کو۔"

"مگر اس کا نام سمتھ ہے اور تمہارا نیلسن"

"میرا اپنا نام بھی یہی ہے۔ لیکن ارل۔ آپ کے والد۔ محض اس لئے مجھ کو نیلسن کہتے تھے کہ مجھ سے پہلے جو نوکر ان کے ہاں رہتا تھا۔ اس کا یہی نام تھا۔ اور وہ ان کی زبان پر چڑھ گیا تھا۔ یہ سالہا سال کی بات ہے۔ اس کے بعد رفتہ رفتہ میرا نام نیلسن ہی ہو گیا۔"

"نیلسن" لارڈ کلیبیون نے آہستگی سے کہنا شروع کیا۔ "اگر مجھ کو معلوم ہوتا کہ تم اس برج والے کمرہ میں رہتے ہو۔ تو خدا گواہ ہے میں کبھی تم کو تکلیف نہ دیتا۔ کم از کم میری خواہش یہ ہوتی کہ تمہیں تمہارے حال پر چھوڑ دینا چاہیئے۔ گو یہ سوال کہ میرے لئے ایسا کرنا لازم تھا یا نہیں۔ اس سے جدا ہے۔ مگر اب چونکہ تم مجھ کو مل گئے ہو۔ اس لئے میں چاہتا ہوں" یہ کہتے ہوئے اس نے گرد و نواح کے بھیانک منظر کو دیکھا اور انتہائی ضبط کے باوجود ہلکی تھرتھری اس کے بدن میں پھیر گئی۔ "میں چاہتا ہوں" اس نے فقرہ ختم کرتے ہوئے کہا۔ "کہ تم اس رات کے سارے حالات مجھ سے بیان کرو۔"

"خدا کرے وہ ہونٹ جل جائیں جو اس رات کے واقعات کو دوہرائیں" نیلسن نے جوش میں بجلدی کہا۔ "آہ لارڈ کلیبیون۔ میرا کہا مانئے اور اس قصہ کو ناتمام ہی رہنے دیجئے۔ میں نے آپ کے خاندان کی خدمت بڑی وفاداری سے کی ہے۔ اور یہ میری وفا موت تک قائم رہے گی۔ جس کا وقت اس نے رکی ہوئی آواز سے کہا۔ "اب دور نہیں ہو سکتا۔ بس اتنا ہی میں کہہ سکتا ہوں۔ آپ اگر چاہتے ہیں تو بے شک مجھے

قاتل کہیئے اور میرے جرم کا بدلہ لینے کو میری اس زندہ لاش کو سمندر میں پھینک دیجیئے۔ مجھے شکوہ نہ ہوگا۔ میری طرف سے کسی طرح کی مزاحمت بھی نہ ہوگی۔ مگر اس سے زیادہ۔۔ کچھ نہ کہیئے۔"

"لیکن تم کو حالات بیان کرنے پڑیں گے۔"

"معاف کیجیے۔ یہ ناممکن ہے۔ موت آدمی کے لئے سب سے بڑی سزا ہے۔ اور میں خوشی سے اس کو بھگتنے کے لئے تیار ہوں۔ فرمایئے اس سے بڑھ کر کوئی کر سکتا ہے؟"

"تم قانوناً مجرم ہو۔ تمہاری گرفتاری کا وارنٹ جاری ہو چکا ہے۔ پولیس تم کو گرفتار کرنے کے بعد خود بخود سارا حال کہلوا لے گی۔"

"پولیس!" نیمن نے انداز حقارت سے کہا۔ "وہ بھی زیادہ سے زیادہ یہ کر سکتی ہے کہ مجھ کو پھانسی پر لٹکوا دے۔ سو اس کے لئے میں پہلے ہی آمادہ ہوں۔ رہ گیا میری زبان کھلوانے کا سوال تو اگر کوئی طاقت ساحل پر کھڑے ہو کر بڑھتی ہوئی موجوں کو رکنے کا حکم دے سکتی ہے تو شاید وہ میری مہر سکوت کو بھی توڑ دے۔۔"

اس کی ہلکی کانپتی ہوئی آواز سے گہرے استقلال کی بو آتی تھی۔ اور لارڈ ڈلیجیون اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا یکایک وہ ایک طرف مڑا اور کہنے لگا۔ "ہمیں اس بھیانک جگہ سے رخصت ہو جانا چاہیئے۔ تمہیں اس سرنگ کا حال کیونکر معلوم ہوا تھا؟"

"اپنے آقا ارل آف اسٹن سے گو یہ خیال بھولے سے بھی میرے دل میں پیدا نہ ہوا تھا کہ مجھے اپنی زندگی میں کبھی اس کا استعمال کرنا پڑے گا۔"

دونوں جھک کر سرنگ کے دہانہ میں داخل ہوئے۔ مگر اس کے ساتھ ہی چونک کر پیچھے ہٹ گئے۔ نیمن کے چہرہ پر اب دہشت کے آثار نمودار تھے۔

"سنیئے!" اس نے کہا۔

مگر اس کی آواز بڑھتے ہوئے پانی کے شور میں دب گئی۔ جو تیزی رفتار سے سرنگ

کے ناہموار کناروں سے ٹکراتا اندھا دھند بڑھا چلا آرہا تھا۔

۲

وہ اسی حالت میں کھڑے تھے کہ سبز رنگ کے پانی کی ایک لہر جس کی سطح پر سفید جھاگ تھے سنسناتی ہوئی ان کے پیروں کے ساتھ چھو کر نکل گئی۔

"مائی لارڈ" نیلسن نے ہاتھ مل کر کہا "پہلے میں قاتل تھا یا نہ تھا۔ لیکن اب یقیناً بن گیا۔ افسوس! افسوس! میں کتنا بے وقوف تھا کہ اب تک آپ کو اس جگہ روکا۔"

"کیوں کیا ہوا ہے" لارڈ کلیفٹن نے مضطربانہ دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"سمندر کا پانی ہمیں چاروں طرف سے گھیرتا جا رہا ہے۔ مائی لارڈ جس وقت جوار آتا ہے تو پانی اس سرنگ میں بھی گھس جاتا ہے۔ افسوس اب ہم واپس نہیں جا سکتے۔"

"اور کیا یہ غار بھی اس سے محفوظ نہیں رہتی؟" لارڈ کلیفٹن نے جلدی سے پوچھا۔ نیلسن نے بھیگی ہوئی چھت کی طرف اشارہ کیا جس سے پانی کے قطرے ٹپ ٹپ گر رہے تھے۔ پھر تلخ لہجے میں کہنے لگا۔ "یہ غار ساری کی ساری پانی میں چھپ جاتی ہے۔"

لارڈ کلیفٹن دوڑ کر سرنگ سے باہر نکلا۔ لہریں ابھی سے غار کے دہانہ تک پہنچ چکی تھیں اور سفید جھاگ اڑ اڑ کر ان کے منہ پر گرنے لگے تھے۔ اطراف کے شگاف کراڑے دور تک سمندر میں پھیلے ہوئے تھے اور ان عمودی ڈھلوانوں پر جو پانی سے چمک رہی تھیں۔ کوئی مقام ایسا نہ تھا جہاں پیر رکھ کر اوپر چڑھنے کی کوشش کی جائے۔ وہ اسی حالت میں کھڑا چاروں طرف مایوسانہ دیکھ رہا تھا کہ ایک بہت بڑی لہر غار کے دہانہ سے نکل کر ان کی طرف آئی۔ اور پانی گھٹنوں تک اونچا چڑھ گیا۔ نیلسن جس کے کپڑے تر اور دم پھولا ہوا تھا۔ لڑکھڑا کر آگے بڑھا اور روتے ہوئے کہنے لگا۔

"مائی لارڈ خدا میری حالت پر رحم کرے میری وجہ سے آپ کو اس موت کے گرداب میں پھنسنا پڑا ہے۔"

لارڈ کلیبھن کا چہرہ زرد تھا اور اس کی نیلگوں آنکھوں میں یاس و حسرت کی جھلک پائی جاتی تھی۔ مگر وحشت کے آثار نہ اس کے چہرہ پر موجود تھے۔ نہ آنکھوں میں وہ ایک پکا فیلسوف اور راسخ الاعتقاد عیسائی تھا اور وہ بلند حوصلہ اس کے اندر پایا جاتا تھا جو انتہائی خطرہ کی حالت میں بھی بے تاب ہونا نہیں جانتا۔ موت اس کی نظروں کے سامنے پھر رہی تھی۔ مگر اسے اس کی بالکل پروا نہ تھی۔

"نیلسن" آخرکار اس نے آہستگی سے کہنا شروع کیا "تم ناحق رنج کرتے ہو۔ بےوقت جان دینا گو باعث تکلیف ہے تاہم میں مرنے سے نہیں ڈرتا۔ تم اگر موت آنے سے پہلے دعا کرنا چاہتے ہو تو کر لو۔"

گہرا سکوت ان دونوں پر طاری ہوگیا تھا۔ وہ نیم گرم سبز پانی میں گھٹنوں تک ڈوبے ہوئے کھڑے تھے جو بتدریج اونچا اٹھ رہا تھا۔ آنکھیں بیکراں سمندر کی لامحدود وسعت پر لگی ہوئی تھیں۔ عرصہ قلیل کے بعد لارڈ کلیبھن نے سکوت عظیم کو قطع کرتے ہوئے کہا "نیلسن جس وقت پانی میری گردن تک آجائے گا تو میں تیرنا شروع کر دوں گا۔ گاؤں میرے خیال میں مغرب کی طرف ہے۔"

"جی ہاں" نیلسن نے جواب دیا۔ "گاؤں بے شک مغرب کی طرف ہے لیکن رستہ میں جس مقام پر چٹانیں نہیں ہیں۔ وہاں سے آپ کیونکر گذریں گے؟"

لارڈ کلیبھن نے اس مقام کی طرف دیکھا جہاں اٹھتے ہوئے جھاگ کی لمبی لکیر نظر آتی تھی۔ پھر آہ سرد کھینچی۔

"سچ ہے" آخرکار اس نے تسلیم کیا "مگر میں کوشش کئے بغیر جان دینا نہیں چاہتا نیلسن میرا کہا مانو۔ چند گھنٹوں کے عرصہ میں ہم دوسری دنیا میں پہنچ جائیں گے۔ جو کچھ ہوا ہے اس کے لئے میں تم کو ذمہ دار قرار دینا نہیں چاہتا۔ تاہم اس میں شک نہیں کہ اگر تم وہاں طرف نہ آتے تو مجھے اس خطرہ کا سامنا نہ کرنا پڑتا۔"

"آپ کا فرمانا صحیح ہے۔" نیلسن نے کراہتے ہوئے کہا۔ "لیکن اب کیا ہو سکتا ہے؟"

لارڈ کلیبیون نے ایک ہاتھ عنایت کے پیرایہ میں اس کے شانہ پر رکھا اور کہا۔

"نیلسن جو خدا کو منظور تھا ہو گیا۔ لیکن میرے اس ذکر کو چھیڑنے کا مطلب محض یہ ہے کہ میں اس سلسلہ میں تم سے ایک درخواست کرنا چاہتا ہوں۔"

"کیا آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ میں وہ حالات ۔۔۔؟"

"ہاں ان کو جاننے کے بعد میرے لئے جان دینا سہل ہو گا۔"

نیلسن نے مجبوری کی لمبی آہ کھینچی۔ اس کے بعد کہنے لگا۔

"ہاں لارڈ ادھر آئیے اس قصہ کے بیان میں چند منٹ صرف ہوں گے۔ اور یہاں ایک ثانیہ کی مہلت نہیں ہے۔ اگر ہم اس چٹان پر چڑھ سکیں تو پھر بیٹھ کر مرنے سے پہلے میں کچھ حال آپ سے عرض کر سکوں گا۔"

۴

لارڈ کلیبیون نے جو کسرتی بدن کا مضبوط نوجوان تھا۔ سب سے پہلے چٹان کی بلند چوٹی پر چڑھنے میں کامیابی حاصل کی۔ اس کے بعد جھک کر نیلسن کو اوپر کھینچا۔ آخر الذکر کا دم اس قدر پھولا ہوا تھا کہ تھوڑی دیر تک کوئی لفظ اس کے منہ سے نہ نکل سکا۔

نظارہ عجیب و ہیبت ناک تھا۔ دو آدمی اتھاہ گہرے پانیوں میں گھرے ہوئے ایک باڈہ پر بیٹھے تھے اور بحری مرغابیاں شور مچاتی اڑ رہی تھیں۔ نیچے بے رحم سمندر ہر لحظہ اونچا ہو رہا تھا۔ لارڈ کلیبیون نے یہ دیکھ کر کہ اس کا ساتھی سردی اور اضطراب سے زور زور سے کانپ رہا ہے۔ اس کو اپنے مضبوط بازو کا سہارا دیا۔ اور اس کے بعد دم روک کر اس وقت جب موت کا دروازہ نظروں کے سامنے کھلا ہوا تھا نیلسن کے بیچین متحرک ہونٹوں سے اپنے باپ کے قتل کی پر اسرار داستان سننے کو آمادہ ہو گیا۔

باب - ۲۹

رازِ عظیم

۱

"مائی لارڈ" نیلسن نے ہلکی بھرائی ہوئی آواز سے کہنا شروع کیا۔ "ایک دفعہ پھر میں آپ سے عرض کرتا ہوں۔ کہ اس بھیانک راز کو جاننے کے لیئے یوں اصرار نہ کیجیئے میں اس جگہ موت کے سامنے کھڑا ہو کر یہ حلفیہ عرض کرتا ہوں کہ ان حالات کا پردہ راز میں چھپا رہنا ہی بہتر ہے میں عنقریب اس دنیا سے رخصت ہو جاؤں گا۔ اور ان حالات کا علم اپنے ساتھ ہی لے جاؤں گا۔ اس صورت میں میری جان بڑی آسانی سے نکلے گی۔ اور میرا خیال ہے... کہ آپ کی بھی۔"

"نیلسن۔ تم ان حالات کے بیان کا وعدہ کر چکے ہو۔" لارڈ کلیبون نے اصرار کیا۔ "اور میں چاہتا ہوں کہ تم اس وعدہ کو پورا کرو۔ بولیے۔ وقت تھوڑا ہے۔ ایسا نہ ہو تمہیں اس وعدہ کو پورا کیئے بغیر مرنا پڑے۔"

اس کے بعد وہ مجبور ہو گیا۔ مگر شکستہ آواز سے اس نے وہ داستان بیان کرنی شروع کی۔ جس کو تا زیست چھپا رکھنے کا اس نے اپنے دل میں عہد کر رکھا تھا۔ پرشور آوازیں چاروں طرف پھیلی ہوئی تھیں۔ غضبناک لہریں چٹانوں سے ٹکراتی اور سروں پر منڈلانے والی مرغابیوں کی چیخیں ایک ایسا منظر پیش کرتی تھیں جو موت کی حالت انتظار کے عین حسب حال تھا۔ مگر یہ عالم لارڈ کلیبون کی بے خوفی اور گہرے انہماک کا تھا کہ اس کے کان اس شور قیامت سے ہٹ کر اس مری ہوئی آواز پر لگے ہوئے تھے جو ٹوٹے ہوئے بے جوڑ لفظوں میں وہ قصہ بیان کر رہی تھی جس کی اسکو تلاش تھی۔ نیلسن نے اپنی تھکی ہوئی حالت کی وجہ سے نیز عصبی اضطراب کے باعث وہ داستان

نامربوط پیرایہ میں تکلیف دہ وقفوں کے ساتھ بیان کی تھی۔ مگر لارڈ کلیمیون نے اس کا
سلسلہ جلدی ہی قائم کر لیا۔ بہر حال یہ وہ قصہ تھا جو اس نے سمندر کے متلاطم پانیوں
میں گھری ہوئی پہاڑی کی چوٹی پہ بیٹھ کر اس وقت جب موت نظروں کے سامنے کھیل رہی
تھی۔ ینیسن کی زبانی سنا۔

مسٹر برڈنل وکیل نے اس زمانہ میں سمجھ کہ آپ کے والد مرحوم کے پاس ملازمت
دلوائی تھی جب وہ بر اعظم یورپ کے سفر پر رخصت ہونے کو تیار تھے۔ تب ان کی
عمر اکیس سال کے قریب تھی۔ لیکن جیسا آپ کو معلوم ہے۔ ان کے والدین چونکہ
اس سے بہت پہلے قضا ہو چکے تھے۔ اس لئے وہ اپنے فعلوں کے نتائج کو کوئی
ان سے باز پرس کرنے والا نہ تھا۔

ہم بڑے اطمینان کے ساتھ سفر کرنے لگے۔ سب سے زیادہ قیام ہم نے پیرس
میں کیا۔ یا اس کے علاوہ ایک گاؤں میں جو کوہستان سوئٹزرلینڈ کی بانت میں پڑا ہوا
تھا۔ پیرس کے سوا آپ کے والد کو بڑے شہروں سے کوئی رغبت نہ تھی۔ اور اس لئے
ہمارے وقت کا بڑا حصہ چھوٹے دور افتادہ مقامات پر بسر ہوتا تھا۔ اتفاق سے ہم ساحل
فرانس کے ایک چھوٹے سے تفریحی مقام پر جو نیس سے تھوڑی دور واقع تھا۔ جا
پہنچے۔ یہ جگہ مانٹ کو لینا آئی اور یہیں ہم نے ہوٹل میں قیام کیا۔

یہاں آپ کے والد کی ملاقات کونٹ ڈاگ ولی سے ہوئی جو کسی ادنیٰ خاندان
کے صاحب اخلاق آدمی تھے۔ رسمی ملاقات نے جلدی ہی گہرے دوستانہ کی صورت
اختیار کر لی۔ اور یہ ان خرابیوں کی ابتدا تھی جو آگے چل کر لارڈ السٹن کو پیش آئیں
بے تکلف ہو جانے کے بعد آپ کے والد نے کونٹ کی کوٹھی میں آمدورفت شروع
کی جو شہر سے کسی قدر فاصلہ پہ ایک چھوٹی سی پہاڑی کے بڑے فرحت بخش مقام
پہ واقع تھی۔ کونٹ کی بیگم اس سے پہلے رحلت کر چکی تھیں۔ اور وہ اس کوٹھی میں اپنی

وہ توام بیٹیوں کے ساتھ رہا کرتے تھے۔ اور چونکہ میں اپنے بیان کو مختصر کرنا چاہتا ہوں اس لئے اس کے ساتھ ہی یہ بھی کہہ دینا ضروری ہے کہ صاحب خاندان اور صاحب اخلاق ہوتے ہوئے بھی وہ مسلمہ قمار باز اور امیر اول کے بدمعاش تھے۔"

"کون؟"

"کونٹ ڈاگ ولی رجن کا میں ذکر عرض کرتا ہوں"

"خیر آگے کہو۔"

ان کی دونوں بیٹیاں نہایت خوبصورت اور حیرت انگیز مشابہت رکھنے والی تھیں۔ یوم تعارف سے ہی مالک کی حالت میں ایک عجیب تبدیلی پیدا ہو گئی۔ اس وقت تک سخت مجبوری کے سوا وہ کسی عورت سے کلام تک نہ کرتے تھے۔ مگر اب ایسا معلوم ہوتا تھا گویا کوئی سحری اثر ان پہ طاری ہو گیا ہے۔ کیونکہ وہ ہر وقت اسی بنگلہ میں گھسے رہتے اور ان لڑکیوں میں سے کسی ایک کے ساتھ کبھی سیر کرنے جاتے کبھی گھوڑے کی سواری کرتے کبھی کہیں اور چلے جاتے تھے۔

سیسل اور میری ان دو بہنوں کے نام تھے۔ اور میں بلا مبالغہ کہتا ہوں کہ وہ دونوں ان پر عاشق تھیں۔ وہ خود ان میں سے کس کو زیادہ چاہتے تھے۔ اس کا فیصلہ میرے لئے اس زمانہ میں سخت مشکل تھا۔ کیونکہ ارل کی عادت تھی وہ ان دونوں کو تحفے بھیجتے اور پھول نذر کرتے تھے۔ کم و بیش دونوں سے ان کا سلوک یکساں تھا۔ شہر میں افواہیں بہت مشہور تھیں۔ تاہم ان کے تعلق میں سب سے زیادہ سیسل ہی کا نام لیا جاتا تھا میری کا مداح ایک شخص اور بھی تھا۔ اور خیال کیا جاتا تھا کہ ان کی نسبت بھی قرار پا چکی ہے۔ کم از کم یہ بات یقینی ہے کہ آخر کار اسی سے اس کی شادی ہوئی تھی۔

خیر دن کے وقت تو عشق عاشقی کے چرچے تھے۔ اور راتوں کو یہ چلتا تھا ہر روز بلا ناغہ ارل کی بڑی بڑی رقمیں اسی شوق میں ضائع ہوتی تھیں۔ کیونکہ جیسا میں نے

بیان کیا ہے کونٹ ڈاگ بلی بدمعاش تھا اور وہ مالک کو دھوکے سے لوٹا کرتا تھا۔ ایک دفعہ میں نے آپ کے والد کو سمجھانے کی کوشش کی۔ مگر وہ اتنے برہم ہوئے کہ قریب تھا مجھ کو نوکری سے علیحدہ کر دیتے۔ اس کے بعد میں چپ ہو گیا۔

آخر ایک رات کا ذکر ہے ہم کونٹ ڈاگ ولی کی کوٹھی پر گئے ہوئے تھے۔ کونٹ اور آپ کے والد تقریباً آدھی رات تک تاش کھیلتے رہے وہ ایک کھڑکی کے پاس کھلی ہوئی انگیٹھی کے پاس بیٹھے تھے میں باہر باغ میں ٹہلتا پھر رہا تھا۔ کھیل ختم کر کے ارل اپنی جگہ سے اٹھے اور کھڑکی سے منہ نکال کے مجھ کو آواز دی نیلسن!

اور اس کے بعد میں جب کمرے کے اندر ان کے پاس گیا۔ تو فرمایا جو کچھ میں کونٹ ڈاگ ولی سے کہتا ہوں اسے کان لگا کے سننا اور گواہ رہنا۔

کونٹ نے چونک کر اوپر دیکھا۔ مگر ارل نے حالت سکون میں تقریر جاری رکھی۔

"کونٹ" انہوں نے کہا "غالباً آج کے کھیل میں میں نے بارہ ہزار فرانک آپ کے ہاتھ ہارے ہیں؟"

"میرے خیال میں اتنی ہی رقم ہوگی" کونٹ نے تسلیم کیا۔

"اور پچھلے ایک مہینہ میں آپ نے میرے خیال میں ایک لاکھ بیس ہزار فرانک مجھ سے جیتے ہیں۔ کیا یہ صحیح ہے؟"

"کونٹ کی پیشانی میں بل پڑ گئے" مجھکو پوری رقم یاد نہیں"۔ اس نے انداز تکبر سے جواب دیا۔ "لیکن شریف آدمی اس طرح کی باتوں کا بعد میں ذکر نہیں کرتے۔"

"خیر وہ آپ کو یاد نہیں۔ تو نہ ہو" ارل نے تقریر کر کے کہا۔ "بہر حال مجھ کو یاد ہے وہ ایک لاکھ بیس ہزار میں نے ادا کر دیئے تھے۔ لیکن یہ بارہ ہزار آج رات کے میں نہ دوں گا۔"

"کیوں؟" کونٹ ڈاگولی نے چونک کر اٹھتے ہوئے پوچھا۔

"اس لئے کہ کھیل ناجائز تھا" کونٹ ڈاگولی" ارل نے بڑی سنجیدگی سے کہا۔ "اخلاق کے اس ایک سبق کے بدلے میں جو ابھی آپ نے مجھ کو دیا ہے۔ ایک اور سبق بھی آپ کو دینا چاہتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے کہ شریف آدمی نشان لگے ہوئے پتوں سے نہیں کھیلا کرتے۔"

یہ کہتے ہوئے آپ کے والد نے تاش کا وہ بنڈل جو میز پر ان دونوں کے بیچ میں رکھا ہوا تھا اٹھا کر میری طرف بڑھا دیا۔

"بیلسن" اس کے ساتھ ہی انہوں نے کہا۔ "ان پتوں کو ایک ایک کر کے دیکھو۔ کیا ان کے داہنے کناروں پر نشان موجود ہیں یا نہیں؟"

میں نے دیکھا وہ موجود تھے۔ اور میں نے ایسا کہہ دیا۔ اتنے میں دو آدمی اور بھی اسی کمرہ کے دوسرے حصے سے اٹھ کر آ گئے تھے۔ ارل نے وہ پتے ان کو بھی دکھائے انہوں نے ان کو دیکھا مگر شانوں کو حرکت دے کر چپ رہے۔ ان پتوں کا نشان دار ہونا ایک ناقابل انکار حقیقت تھی۔

کونٹ ڈاگولی سراسیمہ اور زرد ہو کر اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔ مگر اس کے منہ سے ایک لفظ تک نہ نکلا۔ اور ارل نے تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا۔

"ان حالات میں کونٹ میں آئندہ آپ کے مکان پر رہنا بھی نہیں چاہتا۔ تاہم اطلاعاً آپ سے کہتا ہوں کہ آپ کی بیٹی سیسل سے میری شادی پچھلے ہفتہ نیس کے پروٹسٹنٹ گرجا میں ہو گئی تھی۔ افسوس سند کی نقل اس وقت میرے پاس نہیں۔ تاہم اس کا اندراج گرجا کے رجسٹر میں موجود ہے۔ اور بآسانی دیکھا جا سکتا ہے۔ میں چاہتا ہوں وہ بھی میرے ساتھ ہی رخصت ہو۔"

اس وقت دفعتاً کپڑوں کے سرسرانے کی آواز پیدا ہوئی۔ اور میری جس کا چہرہ غصہ اور جوش سے بھرا ہوا اور آنکھیں آگ کی طرح مشتعل تھیں۔ پاس آ کر کھڑی ہو گئی۔

"یہ جھوٹ ہے" پھر اس نے باپ کے روبرو دوزانو ہو کر کہا۔ "اور یہ شخص جھوٹا۔

مکار اور دغاباز ہے۔ سیبل کی شادی اس سے نہیں ہوئی۔ اس لئے آپ اسے اس کے ساتھ نہ بھیجیں۔ میں اس بدمعاش کی شرارت کو اچھی طرح جانتی ہوں۔ اس نے یہ تابش خود میز پر رکھا تھا۔ میں نے اپنی آنکھوں سے اسکو ایسا کرتے دیکھا ہے!"

٣

بیٹی کے الفاظ نے کونٹ ڈاگولی کے دل میں نئی طاقت پیدا کردی۔ وہ پھر ایک بار اٹھا۔ اور اس وقت میں نے دیکھا کہ اس کے بدن کا ہر ایک عضو مارے غصہ کے تھرتھر کانپتا تھا۔

"ارل آف السٹن" اس نے جوش میں بھر کر کہا "ثابت ہوا تم جھوٹے ہو۔ تم نے میری توہین کی ہے اور میں اسکی جواب دہی انگتا ہوں۔ اسی وقت تم سے چاہتا ہوں۔"

مگر بالاک کے سکون میں اب بھی فرق نہیں آیا۔ یہ آواز سے کہنے لگے "میں اس کا جواب دیتا۔ مگر دینا نہیں چاہتا۔ اس لئے کہ ایک تو تم میری بی بی کے باپ ہو۔ دوسرے یہ بات ایک خاندانی انگریز نواب کی شان ریاست سے بعید ہے کہ وہ ایک ادنے ہتھکے باز کا مقابلہ کرے۔"

اس وقت دفعتاً اس سے بہت پہلے کہ ہم میں سے کوئی اس کے ارادے سے واقف ہوسکتا۔ کونٹ ڈاگولی نے شراب کا ایک خالی گلاس اٹھا کے ارل کے منہ پر دے مارا جس سے ان کی پیشانی کٹ گئی۔ اور خون بہنے لگا۔ لیکن ارل نے پھر بھی پرواہ کی۔

"بدکردار۔ پاجی" کونٹ نے چیختے ہوئے کہا۔ "تو مجھ کو ادنے دھوکے باز کہتا ہے تو ایک بزدل انسان مجھ خاندانی نواب کو محض اس لئے ان لفظوں سے مخاطب کرتا ہے کہ اپنی ناپاک لاش کو میری تلوار کے وار سے محفوظ رکھ سکے۔ لیکن ہوشیار میں تجھ کو چیلنج کرتا ہوں۔ میرے مقابلہ میں آ۔ اور لڑ۔ ورنہ میں یوں بھی تجھ کمینے کو جان سے مار ڈالونگا۔"

ارل نے جواب دینے سے پہلے ایک لحظہ تامل کیا۔ اس کے بعد اپنی پیشانی سے

زخم کو چھوڑ کر کہا۔ "اس کے بعد میں اپنا انکار واپس لینے پر مجبور ہوں۔ لیکن کب اور کس وقت مقابلہ ہوگا؟"

"ابھی۔ اس لمحہ کے اندر جو گذر رہا ہے۔" کونٹ نے جواب دیا۔ "ماہ کامل کی وجہ سے دن کی سی روشنی پھیلی ہوئی ہے۔ ایڈورمنڈ تمہارے نائب ہوں گے ڈاکٹر" اس نے دوسرے آدمی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "تم مجھ کو امید ہے میرے ساتھ رہو گے۔"

ارل نے پردہ ہٹا کر باہر کی طرف دیکھا۔ چاندنی کھیت کر رہی تھی۔ روشنی کا یہ عالم تھا گویا دن نکلا ہوا ہے۔

"بہتر ہے" انہوں نے لاپروائی سے کہا۔ "میں تیار ہوں۔"

اس کے بعد ایم۔ ڈکنز اور کونٹ ڈاگولی میں ایک یا دو لمحے کچھ باتیں ہوئیں۔ پھر ارل الڈکن نے اس مقام کے پاس جا کر جہاں ارل اور ایم۔ ڈرمنڈ کھڑے تھے کہا۔

"موسیو کونٹ کے پاس ڈویل لڑنے کے پستول موجود نہیں۔ البتہ تیغے حاضر ہیں کیا آپ کو ان کی مدد سے لڑنے میں کچھ اعتراض ہے؟"

"کچھ نہیں" مالک نے جواب دیا۔ مگر میں نے دیکھا اس جواب کو سن کر کونٹ ڈاگولی کے چہرہ پر رونق آگئی۔ شاید اس کا خیال تھا کہ اکثر انگریزوں کی طرح ارل کو اس کی مہارت نہیں ہے۔ حالانکہ بات اس سے برعکس تھی۔ مجھ کو معلوم تھا کہ تلوار کی لڑائی میں بہت کم آدمی ایسے ہوں گے جو ان کا مقابلہ کر سکتے ہوں۔ پستولوں کے مقابلہ میں جانت ہمیشہ غیر یقینی ہوتی ہے۔ لیکن تلوار میں... انکی فتح لازم تھی۔

کھلے دروازہ کی راہ سے ہم سب فراخ مرمری سیڑھیوں سے اتر کر وسیع لان کی طرف گئے۔ ارل سب سے پیچھے تھے۔ وہ جب رخصت ہونے لگے تو میری نے آگے بڑھ کر ایک لمحہ سے انہیں روکا۔ اور التجائی انداز سے چند الفاظ ان کے کان میں کہے۔ مگر ارل نے جواب دینے کی پرواہ کئے بغیر اسے ایک طرف ہٹا دیا اور باہر آگئے

اس وقت جب میری نگاہ پیچھے کی طرف گئی۔ اور میں نے میری کی شکل دیکھی تو......
اُف، رحم خدا! کتنی عظیم تبدیلی اس کے چہرہ پر واقع ہو چکی تھی۔ میں سچ کہتا ہوں۔ اگر اس کی نگاہ میں ہلاک کرنے کی طاقت ہوتی تو ارل۔ آپ کے والد۔ وہیں مر کر گر جاتے

۴

باہر باغ میں کچھ اور ہی نظارہ تھا۔ ہوا مہکتے ہوئے پھولوں سے خوشبودار تھی۔ اور ساحل بحر تک جاتی ہوئی چیڑ کے درختوں کی لمبی قطار نکھری ہوئی چاندنی میں بڑا ہی عجیب منظر پیش کرتی تھی۔ آدھی رات کا وقت۔ خاموشی اور اس پر ماہ کامل کی روشنی دن کی طرح صاف۔ یقین کیجیے میری نگاہ جب اس مختصر جماعت پر گئی جو سونتی ہوئی تلواریں ہاتھوں میں لیے سبزہ زار سے گزر رہی تھی۔ تو بالکل یہ معلوم ہوا گویا اہل دوزخ کی جمعیت زبردستی باغ ارم میں گھس آئی ہے۔ کونٹ کا چہرہ ستا ہوا اور غصہ سے بدلا ہوا تھا۔ دونوں نائب بھی بے چین تھے۔ صرف ارل۔ آپ کے والد۔ سکون و جمعیت خاطر کا مجسمہ بنے ہوئے ایک پراسرار تبسم ہونٹوں پر لیے اپنی تلوار پر جھکے ہوئے کھڑے تھے۔ میری نے کسی پیغام کے لیے پوچھا۔ تو ہنس کر کہنے لگے۔

"یہ مقابلہ اگر دن نکلنے تک بھی جاری رہے تو کونٹ میرا بال بیکا نہ کر سکے گا۔ مجھ کو اپنی طاقت پر بھروسہ ہے۔"

اے صاحب! میں نے اپنی عمر میں دو تین ڈوئیل دیکھے ہیں۔ مگر اس مقابلہ کو جو اس رات کونٹ اور مانک کے درمیان ہوا۔ میں آج تک نہیں بھولا۔ اشارہ پاتے ہی کونٹ ڈاگ دلی تہیہ کی تصویر ارل کی طرف بڑھا۔ مگر ان کی مزاحمت کا یہ عالم تھا کہ وار کرنا درکنار۔ وہ ان کے پاس تک نہ آ پاتا تھا۔ لاپرواہی کا تبسم ہونٹوں پر لیے ہوئے وہ یوں تلوار چلا رہے تھے۔ گویا کوئی استاد اپنے شاگرد کو بانک کی تعلیم دینا چاہتا ہے۔ وہ اس کے ہر ایک وار کو بڑی آسانی کے ساتھ روک لیتے اور سہولت کے ساتھ ہٹا دیتے

تھے۔ کونٹ نے لاتعداد چالیں چلیں کوئی ترکیب ایسی نہ تھی جو اس نے چھوڑی ہو۔ لیکن نتیجہ ہر حال میں وہی نکلا یعنی اس کا ایک بھی وار کارگر نہ ہوا ہر موقعہ پر آپ کے والد ہی بالادست رہتے۔ اور وہ اگر چاہتے تو اس دوران میں بڑی آسانی کے ساتھ کونٹ کو ہلاک کر سکتے تھے۔ مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ انہوں نے ایسا کرنے کی کوشش بھی نہیں کی۔

قریباً آدھ گھنٹہ یہ حالت رہی اور اس کے بعد انجام اچانک اور خلاف توقع حالات میں پیش آگیا۔ کونٹ ڈاگ ولی پھر ایک بار آگے بڑھنے کی کوشش کر رہا تھا اور مائی لارڈ اسکو شہ دینے کے لئے ایک ایک قدم پیچھے ہٹتے تھے کہ دفعتاً انہوں نے ایک ایسا تلا ہوا ہاتھ مارا کہ کونٹ کی تلوار ہاتھ سے چھوٹ کر رقص کرتی ہوئی قریباً بارہ گز اونچی ہوا میں اُٹھ گئی۔ اس کے ساتھ ہی کونٹ کا پیر اُکھڑا اور وہ منہ کے بل گرا اس دوران میں ارل جیسا کہ ایک کا دستور ہے۔ پھر اپنی تلوار کو سیدھا کرنے لگے تھے کہ دفعتاً اس سے پہلے کہ وہ پیچھے ہٹ سکتے۔ کونٹ کا بدن آگے کو گرتا ہوا ان کی تلوار کی نوک پر آرہا!

ایک عجیب طرح کی جھرجھراتی ہوئی آواز سے ارل کی تلوار کونٹ کے بدن میں گھستی سنائی دی۔ اس کے ساتھ ہی ارل نے اسکو فوراً اپنی طرف کھینچ لیا۔ لیکن جب پھل باہر نکلا تو وہ خون آلودہ تھا۔ ایک چیخ تک مارے بغیر کونٹ فرش زمین پر گر گیا۔ اور لارڈ السٹن آپ کے والد حیران و ششدر آگے جھک کر اسکی طرف دیکھنے لگے۔

"قصور اس کا اپنا ہے۔" اس کے بعد انہوں نے خون آلودہ تلوار کو گھاس سے پونچھتے ہوئے کہا۔ اور اس وقت پہلی مرتبہ ان کے چہرہ کا رنگ پھیلا پڑ گیا۔ "میں نے اسکو بچانے کی بہت کوشش کی تھی۔ مگر اس ناگہانی افتاد کی خبر نہ تھی۔"

میں نے اپنی عمر میں کسی آدمی کو اس قدر جلدی مرتے نہیں دیکھا۔ جتنا کونٹ کو۔ وہ صرف ایک بار سیدھا بیٹھا اس کی انگلیاں ہوا کو پکڑنے کی تشنجی کوشش کرتی

معلوم نہیں کہ پروہ سر کے بل گر گیا۔

لیکن معلوم ہوتا ہے اس سانحہ عظیم کا سب سے خوفناک حصہ ابھی پیش آنا باقی تھا۔ اس وقت جب سارے آدمی حیران و سراسیمہ کونٹ کی لاش پر جھکے کھڑے تھے ایک دراز قد سپید چہرہ صورت محل کی سیڑھیوں سے اتر کر ہماری طرف آتی نظر آئی یہ کونٹ کی دوسری بیٹی سیسل تھی۔

۴

ہائی لارڈ موت اس وقت میری نظروں کے سامنے ہے۔ اور نہیں معلوم کب آکے زندگی کا خاتمہ کر دے۔ اس لئے میں بالکل سچ کہتا ہوں کہ اس عورت کا چہرہ اتنا بھیانک تھا کہ اب بھی اس کی یاد میرے بدن میں اس سے بہت زیادہ لرزہ پیدا کرتی ہے۔ جتنا ان اٹھتی ہوئی موجوں کا نظارہ۔ اس کی حالت دیکھی نہ جا سکتی تھی۔ اس نے آتے ہی فرش زمین پر گر کر اپنی باہیں باپ کے گرد ڈال دیں اور ہاتھ لگاتے ہی جان گئی کہ وہ اب لاش کی طرح سرد ہے!

ہم سب ایک ایک قدم پیچھے ہٹ گئے مجھے ارل کے چہرہ پر بھی پہلی مرتبہ اتنا اضطراب نظر آیا۔ اور ہاتھ سے رکھکر انہوں نے اپنا منہ چھپا لیا۔ دفعتاً وہ ان کی طرف مڑی۔ چاند کی روشنی اس کے خوشنما سنہرے بالوں اور سپید مردہ چہرہ پر پڑکر اسے یاس و حسرت کی زندہ تصویر بنا رہی تھی

"میرے خدا! وہ مری ہوئی آواز سے کہنے لگی۔ کیا... تم نے اسے قتل کیا!"

آپ کے والد جو بید مجنوں کے سایہ میں کھڑے تھے آگے بڑھے اور دونو ہاتھ التجائی انداز سے اس کی طرف پھیلا دئیے۔ مگر اس نے فوراً ہی ان کو پیچھے ہٹ جانے کا اشارہ کیا۔ اور اس کے ساتھ ہی انداز وحشت سے کہنے لگی۔

"جا! میری نظروں کے سامنے سے دور ہو جا! تو قاتل ہے۔ تو بزدل اور مجرم

ہے! افسوس تجھے ایک مرد ضعیف پر بھی رحم نہ آیا۔ بس آئندہ کبھی مجھے اپنی صورت نہ دکھانا۔"

"سیسل" لارڈ السٹن نے نرم آواز سے کہا "خطا میری نہیں۔ اس کی اپنی تھی۔ میں حتی الوسع اس مقابلہ سے پیچھے ہٹنا چاہتا تھا۔ یقین نہ ہو تو ان لوگوں سے پوچھ لو... اس کے علاوہ کیا تم میری بی بی نہیں ہو؟"

وہ ہنسنے لگی۔ اس کی ہنسی دیوانوں کی طرح بولی اور ہیبت ناک تھی۔

"خدا کی ابدی لعنت تجھ پر نازل ہو!" اس نے پرجوش آواز سے کہا۔ "کیا میں پھر کبھی تجھ کو دیکھ کے مسکراؤں یا تجھے اپنے بدن کو ہاتھ لگانے دوں۔ یاد رکھ اگر تو نے کبھی میرے پاس آنے کی جرأت کی۔ تو میں یقیناً تجھ کو ہلاک کر دوں گی۔ جا اپنا وہ بشیر شیطان میری نظروں سے دور ہو جا! اگر اپنے افعال کی سزا تجھے اس دنیا میں ملنی غیر ممکن ہے۔ تو خوف کر کہ دوسری دنیا میں اس کا دہ چند بدلہ ہے!"

اتنا کہہ کے وہ پھر اپنے باپ کی لاش پر گر پڑی اور ارل وہاں سے اٹھ گئے۔

باب ۳۰

بکھرنا

۱

نیلسن کی آواز رفتہ رفتہ مدھم ہوتی جا رہی تھی۔ حتیٰ کہ اب وہ بالکل سنائی دینی بند ہو گئی۔ لارڈ گلیمین کو فکر لاحق ہونے لگی کہ شاید وہ غش کر گیا۔

"نیلسن" اس نے بے تابی سے کہا "میں باقی حال بھی سننا چاہتا ہوں۔ ابھی تم نے اس رات کے بارہ میں ایک حرف تک بیان نہیں کیا۔"

"مائی لارڈ۔ ایک لمحہ ٹھہرئیے۔" اس نے التجا کی۔ صرف ایک لمحہ۔ اس کے بعد۔۔۔"

لارڈ کلینیوں نے سر کے اشارہ سے ہاں کہی۔ اور چپ چاپ انتظار کرنے لگا۔ بڑھتی ہوئی تاریکی میں جزدفار کا پانی اب بلا کا ہولناک منظر پیش کرتا تھا جس طرف نگاہ جاتی۔ پانی ہی پانی۔۔۔ کھولتا اور اٹھتا ہوا پانی دکھائی دیتا تھا۔ موجیں ان کے پیروں سے ٹکراتیں اور جھاگ کے بڑے بڑے گالے ان کے کپڑوں پر بکھراتی تھیں۔ انجام اب بالکل قریب تھا۔ صرف چند منٹ اور پانی چڑھنے کی دیر تھی۔۔۔

نیلسن نے کانپتے ہوئے چاروں طرف دیکھا۔ اس کے بعد گلوگیر آواز سے کہنے لگا۔

"باقی حال، جہاں تک اختصار کے ساتھ ممکن ہے عرض کرتا ہوں۔ کونٹ ڈاگولی کی موت کے بعد سب لوگوں نے لارڈ السٹن کو فرار کا مشورہ دیا۔ لیکن انہوں نے اپنی بے گناہی کے بھروسہ پر یہیں ٹھیر کر جواب دہی کرنا بہتر سمجھا۔ عام رائے جیسا کہ سمجھا جا سکتا ہے۔ ان کے حق میں تھی۔ اور آخرکار حکام کو بھی یہی رائے قائم کرنی پڑی۔ اس وقت جب معاملہ پوری طرح واضح اور صاف ہو گیا تو مائی لارڈ خاص انگلستان آئے مگر سیسل ڈاگ ولی نے جو درحقیقت ان کی بیاہتا بیوی تھی۔ ان کے ساتھ آنے یہاں تک کہ ان سے ملاقات کرنے سے بھی انکار کر دیا۔ اور ایک خانقاہ میں داخل ہو کر زاویہ نشین ہوگئیں۔ مجبوراً لارڈ السٹن کو تنہا واپس آجانا پڑا۔ وہ پھر ایک بار فوج میں داخل ہوئے اور جنگ میں حصہ لینے چلے گئے۔ واپس آئے تو معلوم ہوا سیسل ڈاگولی کا انتقال ہو گیا۔ اس کے تھوڑا عرصہ بعد۔ ان کی شادی لیڈی مارگرٹ لاگی بون آپ کی والدہ سے ہو گئی۔

"اب میں درمیانی واقعات کو جو غیر ضروری ہیں نظر انداز کر کے اس یادگار رات

کا ذکر کرتا ہوں جب قتل کی واردات ہوئی۔ اس روز السٹن ہوس میں بہت بڑی دعوت تھی۔ اور لاتعداد مہمان رقص کے لئے جمع تھے۔ داروغہ نے مجھ کو طلب کر کے ایک خط دیا جس پہ لارڈ السٹن کا نام اور پتہ اور ایک کونے میں لفظ ضروری درج تھا۔ جس وقت میں اسکو ہاتھ میں لئے سوچ رہا تھا کہ اس کو ابھی ان کے پاس لے جاؤں یا جلسہ ختم ہونے کے بعد۔ میری نگاہ سرنامہ کی تحریر کی طرف گئی۔ میں نے حرف پہچانے اور اس کے ساتھ ہی یہ جان کر خوف کی تھرتھری بدن کے ہر حصہ میں پھیل گئی کہ وہ تحریر سیسل ڈاگولی۔ لارڈ السٹن کی مری ہوئی بی بی کی تھی! آخرکار میں جب ضبط کے قابل ہوا تو اس خط کو لیکر مالک کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ اور تیاری کے ایک دو لفظ کہہ کر خط ان کے حوالہ کیا۔ صدمہ[1] عظیم تھا۔ مگر انہوں نے اسکو بڑی ہمت سے برداشت کیا۔ اس کے فوراً بعد وہ اپنے مطالعہ کے کمرہ میں چلے گئے۔ اور مجھ کو بھی وہیں بلایا۔

"گھنٹی کی آواز سن کر میں جب ان کے کمرہ میں داخل ہوا تو وہ ہاتھوں سے سر تھامے میز کے پاس بیٹھے تھے۔ پھر جب انہوں نے میری طرف دیکھا تو معلوم ہوا ایک بھیانک تبدیلی ان کے چہرہ میں پیدا ہو گئی تھی۔ لیکن .. تفصیلات بے سود ہیں۔ فرمائیے کیا آگے بیان کروں یا اتنا کافی ہے؟"

"نیلسن میں سارا حال سننا چاہتا ہوں" لارڈ کلیبون نے مری ہوئی آواز سے کہا "تیرے اس بیان نے موت کا رہا سہا خوف دل سے نکال دیا۔ اب میں بڑی آسانی سے جان دے دوں گا... آہ میری غریب ماں خدا تجھ پر رحم کرے...!"

ایک بہت بڑی لہر اس چٹان کے اوپر سے گذری جس پہ دونو بیٹھے تھے اور

---

[1] صدمہ اس بات کا تھا کہ اگر سیسل ڈاگولی۔ لارڈ السٹن کی بیاہتا بی بی سچ مچ زندہ ہو تو پھر لیڈی مارگرٹ لاگی برن سے ان کی دوسری شادی ناجائز تھی۔ اور ان کا بیٹا لارڈ کلیبون ناخلف اولاد کی حیثیت میں محروم الارث ہوتا تھا (مترجم)

نیلسن یقیناً اس کے ساتھ یہ جاتا اگر لارڈ کلیبٹون اپنا داہنا بازو اس کی کمر میں ڈال کر مضبوطی سے نہ پکڑے رکھتا۔

"میں نے اس رقعہ کا مضمون دیکھا تھا۔" نیلسن نے لہر کے صدمہ سے ہانپتے ہوئے کہا۔ "وہ اب بھی میرے پاس ہے۔ اور میرے ساتھ ہی تلف ہوگا۔ اس پر بیل ڈاگ ڈلی السٹن کے دستخط تھے۔ اور اس میں لکھا تھا کہ تم نے میرے باپ کو قتل کیا تھا۔ اب میں اس ذریعہ سے اس کا انتقام لیتی ہوں۔" معلوم ہوا اس نے قصداً اپنی موت کی جعلی سند بھیج دی تھی۔ اور اس طرح مائی لارڈ کو دوبارہ شادی کرنے کا موقعہ دے دیا۔ بعد ازاں وہ اس وقت تک چپ ہی رہتی کہ آپ بالغ ہو گئے اور اس کے بعد آمادہ انتقام ہوئی۔ اب وہ محض لارڈ السٹن اور ان کے خاندان کو تباہ کرنے کے لئے منکوحہ بیوی کی حیثیت میں اپنے شوہر پر دعوے کرنے آئی تھی۔ اس کے تھوڑی دیر بعد مائی لارڈ اس کے مکان کی طرف رخصت ہوئے آپ کو یاد ہوگا۔ غیر ملکی ساخت کے خنجروں کی ایک پیٹی ان کی الماری میں رکھی ہوئی تھی۔ انہی میں سے ایک خنجر اس واقعہ کے دوسرے روز سیسل کے دل میں گھونپا ہوا پایا گیا۔"

"نیلسن۔ کیا یہ صحیح ہے؟ اُف میرے خدا!"

"میں اسی رات سمجھ گیا تھا۔" نیلسن نے تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا کہ کوئی اس طرح کا واقعہ ضرور پیش آئے گا۔ چنانچہ جیسے ہی دن نکلا میں اس مکان کی طرف گیا جس کا پتہ چٹھی میں درج تھا۔ اس وقت تک قتل کا راز دریافت ہو چکا تھا۔ میں نے اس عورت کی لاش دیکھی اور وہ خنجر بھی جس سے اسے ہلاک کیا گیا تھا۔ اور آن واحد میں سب کچھ پہچان گیا۔ تھوڑی دیر میں اسی کشمکش و پنج میں رہا۔ کہ اب کیا کرنا چاہیئے اس کے بعد تیز چلتا گراسوینر سکوئر والے مکان پر پہنچا ہر طرف خاموشی تھی۔ لائبریری میں داخل ہوا اور وہاں یہ خوفناک اور بھیانک نظارہ دیکھا کہ لارڈ السٹن . . . "

"بولونیلین چپ کیوں ہو گئے؟ پورا حال بیان کرو۔ میں سب کچھ جاننے کو بیتاب ہوں۔"

"مائی لارڈ بہت کم حال بیان کرنے کے لائق باقی ہے۔ میں نے بکھرے ہوئے خنجروں کو ٹھیک کیا۔ باقی چیزوں کو اس طرح بکھرایا کہ دیکھنے والے دیکھیں اور سمجھنے والے سمجھ لیں۔ اس کے بعد کمرہ سے رخصت ہو گیا۔ بیگم صاحب کے پاس جا کر میں نے سارا حال بیان کیا۔ انہوں نے بڑے استقلال کا ثبوت دیا۔ تاہم ان کے چہرہ کی حالت ایسی ہو گئی کہ میں ... بیان نہیں کر سکتا۔ خدا کا شکر ہے کہ میں اب مرتا ہوں اور اس بھیانک نظارہ کی یاد آئندہ میرے جی کو دُکھائے گی۔ اب میرے لئے صرف ایک ہی راہ باقی تھی۔ اور میں نے اس پر عمل کیا۔ فقط مجھ کو معلوم تھا کہ اس رات جب مہمان جلسہ رقص میں مشغول تھے۔ تو مائی لارڈ تنہا اپنے مکان سے رخصت ہوئے میں ہی اس راز سے واقف تھا۔ کہ وہ کس مطلب کے لئے گئے۔ کسی دوسرے کو اس کا حال معلوم نہ تھا۔ اب میرے لئے دو ہی صورتیں باقی تھیں یا فرار یا علالت دروغی میں نے پہلی کو دوسری پر ترجیح دی۔ کیونکہ اس میں ایک فائدہ یہ بھی تھا کہ جرم قتل کا شک مجھ پر ہوگا۔ اب مائی لارڈ آپ بہتر سمجھ سکتے ہیں۔ کہ میں کیوں اس قلعہ میں چھپا ہوا بیٹھا۔ اور کس لئے آپ کے روبرو آنا نہ چاہتا تھا۔"

لارڈ کابیون نے اس کا ہاتھ بڑی مضبوطی سے پکڑ لیا اور کہا۔

"نیلسن تیری وفا میں شک نہیں۔ تو انسان نہیں فرشتہ ہے۔ ایسا عظیم ایثار خودغرض انسانوں میں کبھی دیکھا نہیں گیا۔ کاش ہم زندہ رہتے۔ پھر میں تیری اس وفا کی قدر کرتا۔ مگر افسوس اس کا وقت نہیں۔ اس لئے اے دوست ... اے دوستوں سے بڑھ کر سچے مونس اور رفیق الوداع!"

"الوداع مائی لارڈ۔ لیکن یاد رکھئے ..."

فقرہ ناتمام ہی رہ گیا۔ کیونکہ سیہ پانی کی ایک بہت اونچی لہر تاریکی سے نکل کر ان کی طرف آئی اور سروں کے اوپر سے چھٹ گئی۔ لارڈ کلیبون اس حالت میں بھی اپنے ساتھی کو سمجھاتا۔ مگر نیلسن کا آخری فعل ایثار پر مبنی تھا۔ زبردستی اپنے آپ کو لارڈ کلیبون کی گرفت سے چھڑا کر وہ پانی میں گھس گیا۔ اور اس طرح لارڈ کلیبون کو دونوں خالی ہاتھوں سے چٹان کو پکڑ کر پانی کے بہاؤ سے بچ جانے کا موقع دے گیا۔ اس کے ثانیہ بھر بعد جب لہر پیچھے ہٹی، تو نیلسن غائب ہو چکا تھا۔ اور لارڈ کلیبون اب بھی چٹان کی چوٹی پر چڑھا ہوا بیٹھا تھا۔ فاصلہ پر اتنی ہی بڑی ایک اور لہر اس کی طرف آتی تھی۔ لیکن اس کے لئے یہ ایک منٹ کی مہلت بڑی قیمتی ثابت ہوئی۔ اس نے کھڑے ہو کر پہلے بوٹ اتار کے پھینک دیئے۔ پھر وہ کپڑے جو زائد تھے۔ اور اس کے بعد دوسری لہر کی آمد سے پہلے ہی سمندر کے بے تھاہ پانی میں کود گیا۔۔۔

۳

پر شور آوازیں اسے اپنے کانوں اور خانہ دماغ میں پیدا ہوتی معلوم ہوئیں۔ حالت خواب کا احساس شروع ہوا۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ درد جو حال کی جدوجہد کے بعد بدن کے ہر حصہ میں پیدا ہوا تھا۔ دبنا شروع ہو گیا۔ اس نے تا امکان سمندر کے پانی سے مقابلہ کی کوشش کی۔ لیکن تھک کر اور عاجز ہو کر رہ گیا۔ بے بسی کے عالم میں بازو ڈھیلے چھوڑ کر اس نے اپنے آپ کو سمندر کے رحم پر چھوڑ دیا۔ اب اس میں ہاتھ پیر ہلانے کی طاقت باقی نہ تھی۔ صرف موت کا انتظار تھا۔۔۔ موت اور بے خبری کا!

اور یہ موت کتنی راحت خیز تھی! احساسات کا رفتہ رفتہ زائل ہونا۔ دھندلی خواب آلود حالت کا بدن کے ہر حصہ پر قابو پانا۔ آرام۔۔۔ کامل راحت و آرام۔ اگر اس کا نام موت تھا۔ تو پھر نہ معلوم کیوں لوگ اس سے ڈرتے تھے؟ اس

انتظار اور جدوجہد کے مقابلہ میں جو اس نے اس وقت تک جاری رکھی تھی۔ یہ صبر وسکون کی حالت کتنی راحت خیز تھی۔ ایک دوبار اس کا جسم لہروں کے زور سے چھپی ہوئی چٹانوں کے ساتھ ٹکرایا جس سے بدن پر کئی چوٹیں آئیں اور ممکن تھا اس ذریعہ سے کوئی ہڈی بھی ٹوٹ گئی ہو تاہم اب کوئی تکلیف اسے قطعاً محسوس نہ ہوتی تھی۔ وہ پوچھے بغیر نہ رہ سکا کہ کیا ہر شخص کی موت اسی آسانی سے واقع ہوتی ہے؟ دماغ کے سوا بدن کا کوئی حصہ ذی حس نہ تھا۔ بے خبری کی ہلکی دھند رفتہ رفتہ خانہ دماغ میں چھاتی جا رہی تھی۔ البتہ حافظہ مصروف تھا۔ بچپن اور عہد شباب کے گذرے ہوئے واقعات ایک ایک کر کے نظروں کے سامنے پھرتے تھے مگر وہ ان کو محض ایک تماشائی کی حیثیت میں دیکھتا تھا۔ بارہا وہ سوچتا کیا میں اب تک زندہ ہوں یا یہ میری روح ہے جو بدن سے رخصت ہونے کے بعد ان چیزوں کا نظارہ کرتی ہے؟ کیا میں سچ مچ مر چکا۔ اور کیا اسی بیداری کا نام موت ہے؟ کیا اسی سچ کا نام جھوٹ اور اسی باخبری کو غفلت کہتے ہیں؟ کیا میں کبھی زندہ تھا اور کیا اس دنیا سے میرا تعلق ہمیشہ کے لئے منقطع ہو گیا؟ کیا آئندہ میرا نام بھی مُردوں کی فہرست میں شامل سمجھا جائے گا؟

رفتہ رفتہ۔ آہستگی اور استقلال کے ساتھ باخبری کا آخری۔ رخصتی احساس زائل ہوتا گیا۔ اب وہ قانع اور شاکر تھا۔ اس کی حالت اس آدمی سے ملتی تھی۔ جو دن بھر کی محنت شاقہ کے بعد تھک کے آرام کی نیند سوتا ہے۔ جو راحت اس کو استغراق خواب میں حاصل ہوتی ہے۔ وہی اس کو موت کی آمد سے ہوتی تھی۔ خواب اور موت۔ نیند اور رخصت۔ دونو کا اثر ایک تھا۔ اجل کے آغوش میں جاتے ہوئے اسکو وہی راحت محسوس ہوتی تھی۔ جو بچہ کو ماں کی آغوش میں محو خواب ہونے سے ہو سکتی ہے۔ اب یہی بہی بیداری کا خاتمہ جتنی جلدی ہو سکے بہتر تھا۔۔۔

آہ۔ ایک صدمہ اور۔ پہلے کی نسبت تیز۔ بس اب انجام بالکل قریب تھا۔ تاریکی سیاہ تاریکی۔ چاروں طرف پھیلتی جارہی تھی۔ دماغ اپنا آخری فعل ترک کرنے لگا تھا زندگی کے رہے سہے احساس رخصت ہو رہے تھے۔۔۔

جلد اول ختم ہوئی

جلد دوم

پہلا بیان

میری ڈافورجیٹ کا

باب - ۱

بحیرہ روم کے ساحل پر

میں اداس ہوں - بہت اداس ہوں - کوئی چیز نہیں بھاتی کسی کام میں جی نہیں لگتا - کوئی دلچسپی باقی نہیں رہی - بارہا یہ سوچکر حیران ہوتی ہوں - کیا اسی کا نام دنیا ہے ؟ خانقاہ کی تنہائی میں ہم لڑکیاں دنیا کی دلچسپیوں کو سوچکر اور ان کا ذکر کرکے کتنا خوش ہوتی تھیں - لیکن یہاں آکر دیکھا تو تجربہ اس کے خلاف ہے - ایک زمانہ تھا جب میں ایک بیوقوف طالب علم لڑکی کی طرح اپنے خیالات کی قیمت کرنا مضحکہ انگیز سمجھتی لیکن اب وہی اپنے ہاتھ سے کرتی ہوں - کاش میں اسی خانقاہ میں رہتی میں کسی جگہ رہتی - لیکن اس جگہ نہ آتی - مصیبت یہ ہے کہ اس کا ذکر والدین سے بھی نہیں کر سکتی - کیونکہ وہ ناخوش اور ناراض ہوں گے - وہ مجھے ناشکری نا فرض شناس - اور نہ معلوم کیا کیا کچھ کہیں گے - اس کے باوجود میں جانتی ہوں وہ مجھ پر مہربان ہیں

ہمیشہ مجھ سے نرم سلوک کرتے ہیں۔ میرے لئے اچھی اچھی چیزیں لاتے ہیں۔ اور ہر وقت یہی کہتے ہیں کہ میری نو جس طرح چاہے اپنا جی بہلایا کر۔ مگر میں نہیں جانتی اس تنہائی میں میرے لئے بہلاوے کا کیا سامان ہے؟ وہ خود چونکہ تنہائی کے خواہشمند ہیں۔ اس لئے ان کا خیال ہے کہ سب ان کی طرح ہونگے لیکن... میں سخت اداس ہوں۔ وہ کبھی مجھ کو اپنے ساتھ باہر نہیں لے جاتے۔ اس جگہ کوئی میری سہیلی بھی نہیں ہے عورتوں کا تو ذکر کیا، مردوں میں بھی کوئی شخص ایسا نہیں جس سے ان کا اور ان کے سلسلہ میں میرا میل جول ہو۔ اینٹ کہا کرتی ہے کہ اس گاؤں کے بسنے والے ان کو بگڑے دل کہتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں ان کو سب انسانوں سے نفرت ہے۔ شاید ایسا ہو۔ بہرحال اس سے جو تکلیف مجھ کو ہے میں ہی اس سے واقف ہوں۔

بارہا سوچتی ہوں کیا کوئی مصیبت ان پر نازل ہے؟ پھر خیال آتا ہے کہ ضرور ایسا ہوگا۔ اس سے میرے دل میں ان کے لئے رحم بھی پیدا ہوتا ہے۔ چنانچہ جب ہم انگلستان سے واپس آئے۔ تو یہی خیال میرے دل میں پیدا ہوا تھا۔ وہ بھی کیا وقت تھا! وہ تنگ چھوٹا مکان جس میں ہم رہتے تھے۔ وہ ہیبت ناک جنازہ جس میں ہم شامل ہوئے۔ اور وہ پراسرار روپیہ جو والد کا ان دنوں تھا۔ ابھی ان حالات کو سوچتی ہوں تو بدن میں لرزہ ہوتا ہے۔ پھر یہ راز بھی میری سمجھ میں نہیں آتا کہ وہاں سے چلتے وقت انہوں نے اپنا نام تبدیل کرنے کی کیا حاجت تھی؟ حالت عجیب تھی۔ مگر اس میں بھی ایک واقعہ ایسا ہے جسے میں کبھی فراموش نہیں کر سکتی۔

اے میری میلی اور بے ترتیب یادداشت لکھنے کی کاپی۔ یہ بڑی خوبی تجھ میں ہے یعنی تو سب کا حال سنتی ہے تاہم کسی دوسرے سے نہیں کہتی۔ یہی وجہ ہے کہ میں وہ باتیں تجھ سے بیان کرنے کی جرات کرتی ہوں جن کا اینٹ کے روبرو اشارہ تک نہیں کر سکتی۔ اس لئے کہ وہ کسی راز کو چھپانے کی طاقت نہیں رکھتی

جلد دوم

پہلا بیان

میری ڈانفورجیٹ کا

باب ۱

بحیرہ روم کے ساحل پر

میں اداس ہوں۔ بہت اداس ہوں۔ کوئی چیز نہیں بھاتی۔ کسی کام میں جی نہیں لگتا۔ کوئی دلچسپی باقی نہیں رہی۔ بارہا یہ سوچ کر حیران ہوتی ہوں۔ کیا اسی کا نام دنیا ہے؟ خانقاہ کی تنہائی میں ہم لڑکیاں دنیا کی دلچسپیوں کو سوچ کر اور ان کا ذکر کر کے کتنا خوش ہوتی تھیں۔ لیکن یہاں آ کر دیکھا تو تجربہ اس کے خلاف ہے۔ ایک زمانہ تھا جب میں ایک بیوقوف طالب علم لڑکی کی طرح اپنے خیالات کو قلمبند کرنا مضحکہ انگیز سمجھتی لیکن اب وہی اپنے ہاتھ سے کرتی ہوں۔ کاش میں اسی خانقاہ میں رہتی یا کسی جگہ رہتی۔ لیکن اس جگہ نہ آتی۔ مصیبت یہ ہے کہ اس کا ذکر والد سے بھی نہیں کر سکتی۔ کیونکہ وہ ناخوش اور ناراض ہوں گے۔ وہ مجھے ناشکری، نافرض شناس۔ اور نہ معلوم کیا کیا کچھ کہیں گے۔ اس کے باوجود میں جانتی ہوں وہ مجھ پر مہربان ہیں

ہمیشہ مجھ سے نرم سلوک کرتے ہیں۔ میرے لئے اچھی اچھی چیزیں لاتے ہیں۔ اور ہر وقت یہی کہتے ہیں کہ میری نو جس طرح چاہے اپنا جی بہلایا کر۔ مگر میں نہیں جانتی اس تنہائی میں میرے لئے بہلا دینے کا کیا سامان ہے؟ وہ خود چونکہ تنہائی کے خواہشمند ہیں۔ اس لئے ان کا خیال ہے کہ سب ان کی طرح ہونگے لیکن ... میں سخت اداس ہوں۔ وہ کبھی مجھ کو اپنے ساتھ باہر نہیں لے جاتے۔ اس جگہ کوئی میری سہیلی بھی نہیں ہے عورتوں کا تو ذکر کیا، مردوں میں بھی کوئی شخص ایسا نہیں جس سے ان کا اور ان کے سلسلہ میں میرا میل جول ہو۔ اینٹ کہا کرتی ہے کہ اس گاؤں کے رہنے والے ان کو بگڑے دل کہتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں ان کو سب انسانوں سے نفرت ہے۔ شاید ایسا ہو۔ بہرحال اس سے جو تکلیف مجھ کو ہے میں ہی اس سے واقف ہوں۔

بارہا سوچتی ہوں کیا کوئی مصیبت ان پر نازل ہے؟ پھر خیال آتا ہے کہ ضرور ایسا ہوگا۔ اس سے میرے دل میں ان کے لئے رحم بھی پیدا ہوتا ہے۔ چنانچہ جب ہم انگلستان سے واپس آئے۔ تو یہی خیال میرے دل میں پیدا ہوا تھا۔ وہ بھی کیا وقت تھا! وہ تنگ چھوٹا مکان جس میں ہم رہتے تھے۔ وہ ہیبت ناک جنازہ جس میں ہم شامل ہوئے۔ اور وہ پر اسرار رویہ جو والد کا ان دنوں تھا۔ جب بھی ان حالات کو سوچتی ہوں تو بدن میں لرزہ ہوتا ہے۔ پھر یہ راز بھی میری سمجھ میں نہیں آتا کہ وہاں سے چلتے وقت اپنا نام تبدیل کرنے کی کیا حاجت تھی؟ حالت عجیب تھی۔ مگر اس میں بھی ایک واقعہ ایسا ہے جسے میں کبھی فراموش نہیں کر سکتی۔

اے میری پیاری اور بے ترتیب یادداشت لکھنے کی کاپی۔ دیکھ۔ بڑی خوبی تجھ میں ہے یعنی کہ تو سب کا حال سنتی ہے تاہم کسی دوسرے سے نہیں کہتی۔ یہی وجہ ہے کہ میں وہ باتیں تجھ سے بیان کرنے کی جرات کرتی ہوں جن کا اینٹ کے روبرو اشارہ تک نہیں کر سکتی۔ اس لئے کہ وہ کسی راز کو چھپانے کی طاقت نہیں رکھتی

وہ جو کچھ ایک طرف سنتی ہے۔ اسے وہ چند گرسکے دوسری طرف کہہ دیتی ہے۔ اس لئے میں صرف تجھ پر یہ راز ظاہر کرتی ہوں کہ وہ... تو جانتی ہے کون... تب سے اب تک میرے من میں بسا ہوا رہتا ہے۔ میں اسے ہر وقت یاد کرتی ہوں۔ گو نہیں معلوم کہ وہ بھی کبھی مجھ کو یاد کرتا ہے۔ مگر میرے خیال میں وہ نہیں کرتا ہوگا۔ کیونکہ والد ایک دن کہتے تھے وہ امیر ابن امیر ہے۔ اور ہم... کچھ بھی نہیں۔ کاش ہماری اپنی حالت مختلف ہوتی۔ کاش اس دنیا کا سارا انتظام مختلف ہوتا...

بارہا یہ خواہش پیدا ہوتی ہے کہ ہم بھی اس کے برابر ہوتے۔ جہاں چاہتے جا سکتے۔ ہم کسی ناچ۔ یا جلسہ دعوت میں جاتے اور وہاں اتفاقاً اس سے ملتے۔ پھر وہ مجھے دیکھ کر کتنا خوش ہوتا... مگر آہ میں کیسی بے وقوف ہوں کہ اس طرح کی باتیں اپنے ہاتھ سے لکھتی ہوں۔ بس میری خاموش سہیلی۔ اب میں اس سے زیادہ نہ لکھوں گی ورنہ ڈر ہے۔ پھر مجھے اپنی نگاہوں میں خود ہی شرمسار ہو کے تجھ کو ہمیشہ کے لئے جلا کر دینا پڑے گا۔ ضرور وہ اس وقت تک مجھے بھول گیا ہوگا... یقیناً بھول گیا ہوگا۔ لیکن نہیں۔ ممکن ہے ایک چھوٹی سی یاد اس کے دل میں بھی جو بیشمار خوبصورت لڑکیوں کو دیکھا کرتا ہے۔ باقی ہو۔ وہ سب اسے چاہتی ہوں گی اور کسی خوش نصیب کو وہ خود بھی چاہتا ہوگا... آہ میں کتنی اداس رہتی ہوں۔ یہ دنیا کتنی سنسان اور بھیانک ہے۔ کاش کوئی نیا واقعہ ہی پیش آئے جس سے میرے خیالات کی رو بدلے۔ لیکن اس دور افتادہ مقام میں اس کی کیا امید ہو سکتی ہے۔ خیر اب میں جا کر سوتی ہوں۔ الوداع۔ میری رازدان سہیلی۔ الوداع میری کتاب...

۲

کل رات میں دست بدعا تھی کہ کوئی نیا واقعہ پیش آئے۔ اور میرے خیالات

کی رد کو بارے غنیمت ہے کہ وہ دعا مقبول ہوئی۔ اور ایک واقعہ گو چھوٹا سا ہی ہے پیش آگیا کبھی کبھی والد کبھی گھر میں بیٹھے کتابیں پڑھتے یا تنہائی میں سیر کرنے نکل جاتے ہیں۔ اور اس طرح کے موقعوں پہ محض اپنے عادات کا آہنگ توڑنے کو ان کی گفتگو کسی اجنبی سے ہو جاتی ہے۔ اس ہفتہ میں وہ خلاف معمول دو بار کا سینڈ گئے اور آج جب واپس آئے تو یہ خبر لائے کہ رات کے کھانے پر چند مہمان آئیں گے۔ تم نے استقبال کرنا۔ یہ بھی انہوں نے بیان کیا کہ وہ سب مرد ہیں۔ اور کوئی عورت ان میں نہیں ہے۔ مگر میرے خیال میں اس تفصیل کی کیا حاجت تھی۔ اول تو وہ اپنی طرف سے کسی عورت کو دعوت دے ہی نہیں سکتے۔ اور اگر دیتے بھی تو اس عورت کا سب سے پہلے مجھ سے مل لینا ضروری تھا۔ اس مختصر اطلاع کے بعد وہ پھر اپنے مطالعہ کے کمرہ میں گھسے جا رہے تھے کہ میں نے بڑی مشکل سے ان کو روکا اور بالکونی پر بیٹھ کر اپنے ساتھ چا نوش کرنے پر آمادہ کیا۔ پھر دوران گفتگو میں انہوں نے سارا حال بیان کیا۔

بولے "میری تم میں چونکہ استعجاب زیادہ ہے۔ اس لئے بیان کرتا ہوں کہ پچھلے پیر کو میں جب سیر کرتا کا سینڈ میں گیا تو ایک قبول صورت انگریز لڑکا اپنے معلم کے ساتھ اس جگہ موجود تھا۔ میں نہیں جانتا کیوں۔ بہر حال نگاہ اول ہی سے مجھے اس نوجوان سے دلچسپی ہو گئی۔ اور چونکہ ہم پاس ہی پاس بیٹھے تھے۔ اس لئے جلدی ہی گفتگو ہونے لگی۔ اپنے بارہ میں جو حالات اس نے بیان کئے ان سے معلوم ہوا کہ کارلین اس کا نام ہے۔ اور وہ اس معلم سے جو اس کے ساتھ سفر کرتا ہے کسی امتحان کی تیاری کر رہا ہے۔ وہ معلم ایک عجیب طرح کا لاپروا اور سادہ لوح انسان ہے۔ جو اس سے پہلے کبھی انگلستان سے باہر نہیں نکلا۔ بہر حال وہ کارلین ایسے پرجوش طبیعت کے لڑکے کی نگرانی کے بالکل نااہل ہے

پہلے کچھ دنوں میں جب پہلی بار ان سے ملا تو یہ خیال میرے دل میں پیدا ہوا تھا کہ نوجوان کارلین ان لڑکوں میں سے ایک ہے جو ضرور ہی اپنے لئے کوئی نہ کوئی مصیبت پیدا کر لیا کرتے ہیں۔ اور آج میں دیکھتا ہوں کہ میرا اس دن کا خیال صحیح تھا۔ میں نے ایک اور شخص ڈاربن کو دیکھا ہے۔ وہ عموماً ایسے مقامات کے آس پاس پھرا کرتا ہے مثلاً کاسینو۔ یہ شخص گو دیکھنے میں با اخلاق اور شریف ہے تاہم واقعہ میں درجہ اول کا شیطان اور جواری ہے۔ کسی طرح اس نے ان دونوں یعنی کارلین اور اس کے بھائی سے میل جول پیدا کر لیا۔ اور اب اگر کسی طریقہ پر ان کو محتاط اور خبردار نہ کر دیا گیا تو نتیجہ یقینی طور پر ان کے حق میں تباہی بخش ہوگا۔ آج شام میں نے ان کی گفتگو سے معلوم کیا کہ ڈاربن نے نوجوان کارلین کو اپنے ہاں کھانے کی دعوت دی ہے۔ اس پر میرا ماتھا ٹھنکا اور عین اس وقت جب کارلین ہاں یا نہ کہنے سے پہلے سوچ رہا تھا۔ میں نے ان سب کو اپنے ہاں کھانے کی دعوت دی۔ کیونکہ اس کے سوا اور کوئی ذریعہ مجھے اس نوجوان کو ڈاربن کی صحبت سے محفوظ رکھنے کا نظر نہ آتا تھا۔ کارلین نے فوراً میری دعوت منظور کر لی لیکن بدقسمتی سے ڈاربن بھی اس کے ساتھ ہی شریک دعوت ہونے کو آمادہ ہو گیا۔ بس یہ سارا قصہ آج رات کے جلسہ دعوت کا ہے۔"

"اچھا خیر یہ تو ہوا" میں نے سب حال سننے کے بعد کہا "لیکن اب سوال یہ ہے کہ کھانے کا انتظام کیونکر ہوگا؟ ہماری باورچن اس میں شک نہیں کھانا اچھا پکاتی ہے۔ تاہم اتنے کم عرصہ میں وہ اکیلی کیا کر سکے گی؟"

"اس کا انتظام میں نے کر دیا ہے" وال نے اٹھتے ہوئے کہا "میں اب مطالعہ کے کمرہ میں جاتا ہوں۔ تاہم یاد رکھنا کہ کھانا ٹھیک آٹھ بجے پر سجا جائے گا۔"

Sh Ahmad
Azad
49.

قواعد خریداری

۵ - (بقیہ صفحہ ۲) بعض اصحاب کی حالت میں دیکھا گیا ہے کہ چار پانچ ماہ کے بعد دفعتاً اطلاع دیتے ہیں کہ ہمیں اس دوران میں ایک بھی پرچہ نہیں ملا۔ ایسی شکایتیں کسی حالت میں بھی قابل غور نہیں سمجھی جا سکتیں۔ کیونکہ اتنی مدت کے بعد شکایت کی جانچ کسی طرح نہیں ہو سکتی۔ اس قسم کے موقعوں پر زیادہ سے زیادہ جو بات ہم کر سکتے ہیں یہ ہے کہ زیر شکایت پرچے اگر دفتر میں موجود ہوں تو عام رعایتی قیمت پر دوبارہ مہیا کر دیئے جائیں۔ لیکن یہ ایک اختیاری رعایت ہے جو بغیر کوئی وجہ ظاہر کرنے کے واپس لی جا سکتی ہے۔

۶ - کچھ اصحاب آغاز ماہ سے ہی خطوں کا تار باندھ دیتے ہیں جن کا فرداً فرداً جواب دینا سخت مشکل ہے۔ اس لئے مکرر گذارش ہے کہ عدم رسید کے خط مہینہ کی ۲۰ تاریخ تک انتظار کر کے ہی لکھے جائیں۔ اس سے پہلے لکھے ہوئے خطوں کو قابل اعتنا نہ سمجھا جائے گا۔

۷ - ماہوار ضخامت اس سائز کے ایک سو سے لیکر ڈیڑھ سو صفحوں تک مقرر ہے اور بعض حالتوں میں اس سے بھی زیادہ ہو سکتی ہے۔ مگر اس کمی بیشی کا اختیار کلی اس دفتر کو حاصل ہے۔

۸ - قابل ترجمہ کتابوں کے انتخاب کا حق رئیس التحریر منشی تیرتھ رام صاحب کو حاصل ہے۔ خریداروں کے مشورے ہر وقت شکریہ کے ساتھ سنے جا سکتے ہیں لیکن یہ دفتر ان پر عمل کرنے کے لئے پابند نہیں۔ اور نہ کوئی صاحب اس بنا پر اعتراض کر سکتے ہیں کہ فلاں کتاب کا ترجمہ کیوں شائع نہیں کیا گیا۔

۹ - ان قواعد سے لاعلمی داخل عذر نہ سمجھی جائے گی۔

نئے ناولوں کا ماہوار سلسلہ

اس دفتر سے ہرماہ کے آغاز میں کسی بالکل نئے اور مشہور انگریزی ناول کے ترجمہ کی ایک جلد شائع ہوتی ہے۔ اس کے لئے دنیا کے بہترین مصنفوں کی کتابیں انتخاب کی جاتی ہیں۔ اور ان کا ترجمہ خاص اہتمام سے کیا جاتا ہے۔ جن کتابوں کے نام فہرست میں درج ہیں۔ وہ سب اسی سلسلہ میں شائع ہوئی ہیں۔ اور اسی طرح آئندہ بھی کئی اور مشہور ناولسٹوں کی تصانیف کے اردو ترجمے شائع کئے جائیں گے۔

پس اگر آپ کو اردو کے بہترین ناول دیکھنے کا شوق ہو تو بذریعہ منی آرڈر بھیج کر ہمارے مستقل خریدار بن جائیے۔ ہرماہ ایک جلد روانہ خدمت ہوتی رہے گی۔

لال برادرس ۷ پارسنز روڈ نولکھا لاہور

اس سلسلہ کے سابقہ ناول

جاسوسی ناولوں کے اس سلسلہ میں حسب ذیل کتابیں قبل ازیں شائع ہو چکی ہیں اور بغرض فروخت موجود ہیں۔ سے خریدار طلب کر کے ممنون فرمائیں۔

سراب زندگی	عہ	آتشی کتا	عمر	سنہری بچھو	عہ	ڈاکٹر طنگلا	عہ
انمول ہیرا	عمر	انصاف	عمر	شاہی خزانہ	عہ	تناسخ اکسیر	عہ
نولکھا ہار	سے	گمنام مسافر	عہ	مطلبی دنیا	شر	حور ظلمات	عمر
ہیروں کا بادشاہ	عمر	لعل شب چراغ	عہ	نازک گناہ	سے	تبدیلی قسمت	عہ
خنجر بہادر	سے	قاتل ہار	سے	کارنامہ مسٹر بلیک برن	سے	مصری جادوگر	سے
مہر خموشی	عہ	آزادی	عہ	سنہری لاش	لعہ	کارنامہ زریں اوّل	عہ
...		مقدس جوتا	عہ	منزل مقصود	عہ	...	

لال برادرس ۷ پارسنز روڈ نولکھا لاہور